

ذکر حبیبِ کبریا




 محمد حنیف نقشبندی
 مولانا محمد حنیف نقشبندی صاحب مدظلہ العالی
 مولانا محمد حنیف نقشبندی صاحب مدظلہ العالی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ
(القرآن)

ذکر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

محمد حنیف نقشبندی

القلم ریسرچ سنٹر، کجرات

﴿جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب: ذکر حبیب کبریٰ ﷺ
 تحقیق و تالیف: محمد حنیف نقشبندی
 مدققان و نظر: خواجہ سید مسعود احمد انور رحیمی رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ حبیبہ کمرات
 رہنمائی و خصوصی معاونت:

پروفیسر ڈاکٹر سید کبیر احمد منظر نقشبندی مجددی توکل رحمۃ اللہ علیہ
 ہانی رحیمزین ذکرئی فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور
 سید رشریف دا نیوٹروڈ لاہور

کیپرڈنگ: مولانا محمد اکرام اللہ بیٹ جاموٹکامیہ لاہور (0300-6212350)
 پروفیسر عمر حیات حیدری (داخل بحیرہ شریف) سیمینٹر کالج کمرات
 پروفیسر ڈیگ: مولانا محمد فاروق شریف (جاموٹکامیہ لاہور) پروفیسر محمد نور الحسن ضیاء
 (داخل بحیرہ شریف) ایم اے ایل این ملوہ صاحبہ سہت انجکشن پروفیسر محمد
 ذہرا اجتام: اہمہ میرج سنٹر کمرات

سن اشاعت: 2013ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: 250/- روپے
 سید فیصل رحیم نوری

ملینہ کاپیٹ: نوری کتب خانہ، ارد گرد کیٹنگ محل لاہور 42598503-0322-0300

مدد یکم اس 28 کٹی مارکیٹ لاند ہارڈ کمرات 0321-6206556

کوکر یک حال سلم ہارڈ کمرات 053-3515874

رضا یک شاپ ہزارہہ کوکر کمرات 0300-6203887

فہرست

صفحہ نمبر	موضوعات
23	صاحب کتاب کے لئے آسان و ایک طرف سے خصوصی دعا
24	مرضی مؤلف
27	دعا
30	مؤلف کتاب کا حوالہ
34	مرشد کا حوالہ

باب نمبر 1

- 37 بدعت و نعت نبوی ﷺ - دور بہ دور
- 38 ایک اعلیٰ جائزہ
- 1- حضور فرمودات ہادی اہل بیت ﷺ کی بدعت و وصیفہ 41
- 43 امام شافعی رحمہ اللہ کا قول
- 44 جن انبیاء کا کام کا ذکر قرآن مجید میں ہے
- 44 ایک انکشاف
- 2- حضور تاجدارِ حق نبوت ﷺ کا نسب 45
- 45 قبیلہ قریش کے نامور سردار حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ
- 46 تاجدارِ نبی اکرم ﷺ کے دادا جان حضرت مہدی المطلب رضی اللہ عنہ
- 46 تاجدارِ نبی اکرم ﷺ کے دادا گرامی حضرت مہدی المطلب رضی اللہ عنہ
- 3- بدعت و نعت نبوی ﷺ کی ولادت با سعادت 47
- 47 ولادت با سعادت اور نکاحات

نمبر شمار	موضوعات
-----------	---------

- 47 امام رضاؑ
- 48 4- مکی زندگی
- 48 سفر شام
- 48 حرب الحجار
- 49 حلق الخفول
- 49 5- حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک
- 49 قہیر قہر یہ کہہ
- 50 غار حرا میں گوشہ نشینی
- 50 قصبہ ابی طالب میں پناہ
- 52 عام الخزن
- 52 سفر طائف
- 53 سراج النبیؑ
- 53 ہجرت مدینہ
- 53 6- مدینہ حبیب میں حضور نبی اکرمؐ کا پرچم جوش استقبال
- 59 7- حضور نبی اکرمؐ کا سفر آخرت

باب نمبر 2

61

صحابہ کرام

- 62 1- امیر المومنین علیؑ و اول حضرت سیدہ فاطمہؑ کے مدتی رضی اللہ عنہ

62

ولادت و اسرار

نمبر شمار موضوعات

صفحہ نمبر

- 62 نام و نسب
- 63 لقب و کنیت
- 63 بکر صدیق و سقا حضرت ابوبکر صدیق کے ایام بچپن و جوانی
- 63 حضرت محمد الفاضل رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک
- 64 خاندان صدیقی کی عظیم قربانیاں
- 65 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے مثل سخاوت
- 65 خلافت رسول اللہ ﷺ کا منصب عظیم
- 66 مہد خلافت کی چھ ابتدائی مشکلات
- 67 دست صدیقی رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کی بیعت
- 67 شیرازی علیہ السلام کی بشارتوں کی پیمائی
- 70 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا شمس حوائج نبوت
- 70 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور چہرہ اخلاص مصطفیٰ علیہ السلام و انکسار
- 71 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور چہرہ ایمان نبوت کی سرکاری
- 71 دور صدیقی میں فتوحات
- 72 وصال پر حال
- 72 حوالہ
- 73 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام
- 74 2- امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
- 74 خلافت و سعادت
- 74 نام و نسب

صفحہ نمبر	موضوعات
-----------	---------

75	کنیت
75	لقب
75	لڑائیاں خصوصیات
75	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہارگاہ مصطفیٰ کی مراد
76	اسلام کی مخالفت کی وجوہات
76	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اسلام و مختلف مذاہب
78	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت
79	خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتوحات
79	مکی تقسیم
79	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وضع کردہ فوجی نظام:
79	فوج کے شعبے
80	فوج کی تقسیم کار
80	فوجی اداروں کیلئے نعرہ کا کلام
80	چھ خاص باتیں
81	فوج کے خاص خاص مہدے
81	فوجیوں کو جو کچھ دیکھنے کیلئے اہم باتیں
81	ایک حدیث پاک اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یقین کامل
82	ایک اسلامی پہلو
82	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہارگاہ میں فیروزانہ کی شکایت
84	شہادت و شہداء و شہداء

نمبر شمار موضوعات

صفحہ نمبر

- 85 اولیات قادری
- 87 ﴿﴾ حضرت مراد علی اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام
- 88 3۔ بیکر علم دنیا امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- 88 نام و نسب
- 88 ولادت و سادت
- 88 قول اسلام
- 89 بارگہ مصطفیٰ علیہ السلام آپ کا مقام
- 89 عبادت اور ریاضت کا عالم
- 90 راء خاشعہ عبادت
- 90 شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
- 91 ﴿﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کلام
- 92 4۔ حیدر کرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- 92 ولادت و سادت
- 92 نام و نسب
- 92 قول اسلام
- 93 ہجرت و عبادت حضرت علی کی اہم دستاویز
- 93 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان
- 94 ﴿﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تاریخی زندگی
- 94 ﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگہ و عبادت و اہل بیت ایک خصوصی علم
- 95 ﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگہ و عبادت و اہل بیت ایک خصوصی علم

نمبر شمار موضوعات	صفحہ نمبر
-------------------	-----------

- | | |
|--|-----|
| اسلام ایک ملت ہے | 96 |
| شان علی المرتضیٰ | 96 |
| فلس پر اچھے اور بے درد لائے کھٹنے کی وضاحت | 97 |
| حضرت ام سلمہ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت | 99 |
| عجمی سے مراد تہذیب و تمدن ایک اعلیٰ جائزہ | 99 |
| تہذیب کا مفہوم | 99 |
| ورفت کی کائنات چھانٹ سے مراد | 100 |
| اہل بیت کے تین پہلو | 100 |
| اسلامی ملت کی ایک توجیہ | 101 |
| کفر ایک طبعیہ ملت ہے | 102 |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ایک بہت بڑا سزا | 104 |
| حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ کا سزا | 104 |
| شعر و ادب سے گہرا شغف | 105 |
| ازدواج و اولاد | 105 |
| شہادت سولائے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم | 105 |
| ❁ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام | 107 |
| 5- سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ | 109 |
| قبول اسلام | 108 |
| حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت حمزہ کا رشتہ | 109 |
| حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و شہادت | 110 |

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

- 110 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- 111 بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقام
- 112 ﴿﴾ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کام
- 113 6- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
- 113 آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر
- 113 جنگ موتہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت
- 116 ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کام
- 117 7- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
- 117 نام اور کنیت
- 117 قول اسلام
- 117 حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور شاعری
- 117 حضرت حسان رضی اللہ عنہ صحت عالم ﷺ کی تقریریں
- 119 حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا وصال
- 120 ﴿﴾ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا خلق سے معبود کا کام
- 122 8- حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ
- 122 حضرت کعب بن زہیر اہل ان کا شاعرانہ
- 122 کعب کے والد کا خطاب
- 122 حضرت عجمہ کا قول اسلام
- 123 حضرت عجمہ کے قول اسلام پر کعب کے قابل خدمت اشعار
- 123 حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قول اسلام پر کعب کا خطاب

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

- 125 حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قول اسلام پر دعویٰ روایت
- 125 حضرت کعب کے لیے بارگاہ خیرہ نام طرزِ شکر سے چار نکات
- 127 وصال
- 128 ﴿﴾ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا کلام
- 130 9۔ شہید امام حسین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
- 130 نام کنیت اور لقب
- 130 ولادت
- 130 حصول تعلیم
- 130 حضرت امام زین العابدین اور والدہ کریمہ
- 132 وصال مبارک
- 133 ﴿﴾ امام زین العابدین علیہ السلام کی اہم ترین وصی اللہ علیہ السلام کا کلام

باب نمبر 3

صحابیات طہیات

- 135
- 136 1۔ ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- 136 ولادت و نسب
- 136 عرس کی عمریں ام المومنین بی بی کا شرع
- 136 کفار کی دہم پر بی بی کا غر
- 137 اہل بیت المومنین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا مقام و رتبہ
- 137 ﴿﴾ حضرت عائشہ کی عبادت کا خوب

صفحہ نمبر	موضوعات
138	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طبعی مقام
138	حضور ﷺ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت
138	آہستہ تصدیق کا نزول
139	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حبیبہ اطاعت مصطفیٰ ﷺ
139	ازواج مطہرات کیلئے حکم خداوندی
140	ازواج مطہرات کیلئے پردے کا سخت حکم
140	حضرت محمد الف جلی رضی اللہ عنہا کا فرمان
140	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عملی کردار اور اعتدال کریمانہ
141	واقعات تک اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی
141	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استیلائی پر ایک احسان عظیم
142	وصال پہلال
142	حرف آخر
144	❖ مدینہ کا نکاح رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شیریں کام
145	2۔ حضرت فاطمہ الزہراء بنت حضرت محمد ﷺ
145	ولادت باسعادت
145	حضرت سیدہ کا بچپن
145	حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا بچپن
147	حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا قرآنی چہرہ
148	آپ کی کتاب کی وضاحت

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

- 149 حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تقویٰ
 150 عقل زدہ
 151 وصال مبارک
 152 ﴿﴾ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پرانا شریک کام

باب نمبر 4

سلف صالحین

- 153 زمانے میں معزز ترین افراد
 154 حضرت امام عظیم صادق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ
 155 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ والوں کے لئے شری حکم
 156 فیضان اولیاء
 157 توحید پاری تعالیٰ اور وحدت الشہود
 160 تصوف
 161 تصوف کے بارے میں مختلف اولیاء کرام کا تقویٰ
 164 امت محمدیہ کے اولیاء مایان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں
 167 حضرت ابو محمد عہد صلوات اللہ علیہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی
 167 بارگاہ ادب المعترف میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کا اعلیٰ فکر
 168 علامہ بیہودہ نصائی کا لالچی اور اوصاف دعوۃ القباہین
 169 فلاں مصلحتی کو نصیحت آسمانی
 169 اولیاء ماست محمدیہ کا سپہ کوث کردار

صفحہ نمبر	موضوعات
170	حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن نقوی رحمۃ اللہ علیہ
171	امام سید الدین کا عملی کردار
173	1- امام الاخر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
173	ولادت اور نام و نسب
173	کنیت
173	اربعہ سال
174	شرع و جاہلیت
174	امام اعظم اپنے استاد کی سنت پر
174	مرویات امام اعظم کی تعداد
175	بجائت نبوی
176	وصال
177	❦ امام اعظم ابوحنیفہ کے کلام
181	2- شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
181	خود نوشت اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کی مجلس
182	بجائت علمی
182	وفیات و سعادت
182	والدہ صدیقہ النبی کے لئے وقت میرے کی اہانت
183	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر اولہ اکبر کی قوم
184	بغداد کا علمی و تصنیفی کامیاب سفر
186	آپ کے کلام و کرام

صفحہ نمبر	موضوعات
186	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی ریاضت
187	ایک تاریخی اور تصنیفی غلطی کا ازالہ
187	اسلامی سرحدوں کی حفاظت
188	فلس کی تنبیہ
189	معاشرے کی تنبیہ
190	وفا و صحبت کا آغاز
191	علم شریعت اور عرفان طریقت
191	طریقت اور سلوک کی عزلیں
192	فیض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فیض علی الرضی رضی اللہ عنہ
192	جامعہ اسلامیہ کالجین نے اپنی گزشتہ تم گدی
193	حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ کی تعلیمات
193	حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی اولاد کو اللہ کے لئے وقف کر دیا
194	کنارہ کی طرف سے ایک سادش
195	ایک دعا
196	وصال پر ملاں
198	محل گیارہویں شریف کے قاتل کا سبب
198	حضرت ابو جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد کے لئے دعا
199	سوالی خالی نہ ہائے
200	مردہ کے لئے گیارہویں شریف کے احباب میں ایک کلمہ
200	دس تاریخ اور دس دس واقعات

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

- 201 کیا رویہ شریف کے معاشرے پر اثرات
- 201 کیا رویہ شریف کے چند دیگر مقاصد
- 202 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میرا قدم لایا وہی گردن پر ہے
- 203 ❀ شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
- 3- 204 شیخ الاسلام حضرت امام شرف الدین ابوعمیر رحمۃ اللہ علیہ
- 206 ❀ حضرت امام شرف الدین ابوعمیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
- 4- 209 حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- 209 ولادت باسعادت
- 209 سلسلہ بیعت
- 209 حضرت خواجہ باقی باللہ کا کردار
- 210 خواجہ باقی باللہ کے مشن کو جاری رکھنے والے بزرگ
- 210 خواجہ معاذ کے عقائد و کرام
- 210 حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
- 212 ہمال پر مال
- 213 ❀ خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
- 5- 214 سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی ابوعمیر رحمۃ اللہ علیہ
- 214 ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی
- 214 حصول علم کیلئے سفر
- 214 بیعت کا طریقہ
- 215 5- ملاقات کی خبریں اور سرشارِ کرم کی حواشی

نمبر شمار موضوعات

صفحہ نمبر

- 216 مرشد کریم کے مراد حج بیت اللہ کی سعادت
- 217 ہارگہ و رسالت مآب ﷺ سے محکم نامہ
- 218 محکم نبوی ﷺ کی قبیل اور ستر بعد عثمان کا آغاز
- 218 حضرت داتا گنج بخشؒ انجیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ پر چاندنی
- 218 لاہور کا تاریخی پس منظر
- 219 دہلی میں قیام اور دہلی کا تاریخی پس منظر
- 219 امیر شریف کا تاریخی پس منظر
- 220 امیر میں مکی نشست گاہ
- 221 ایک اور عظیم کرامت
- 222 امیر میں حضرت خواجہ غریب نواز کی تعلیمی خدمات
- 225 حضرت خواجہ غریب نواز اور پیر صاحبؒ کی تعلیمی خدمات
- 225 انتقال پر ملال
- 226 ❀ خواجہ یحییٰ الدین حسن بخش انجیری امیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
- 227 6- حضرت شیخ سعدیؒ صلیح الدین رحمۃ اللہ علیہ
- 227 ولادت با سعادت
- 227 تعلیم کا حصول
- 227 آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر
- 228 وصال پر ملال
- 229 ❀ حضرت شیخ سعدیؒ شیرازی صلیح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام
- 230 7- حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار موضوعات

صفحہ نمبر

- 230 ولادت با سعادت اور ابتدائی زندگی
- 230 مرشد کمال کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف
- 230 مرشد کمال کا مرید کمال سے بیعت کا ایک انوکھا انداز
- 231 مرید باسقا کی مرشد کریم سے عقیدت
- 236 وصال پر ملا
- 236 حضرت امیر خسرو کی تعنیفات اور مرید کمال
- 237 حضرت امیر خسرو دکن الی الحسن لا یکن کا کلام
- 239 8۔ مولانا عبدالرحمن چابی رحمۃ اللہ علیہ
- 239 ولادت و نام و نسب، تخلص اور تعلیم
- 240 بیعت
- 241 مرشد پاک کا وصال، بیعت نامی
- 242 مولانا عبدالرحمن چابی کے دل میں دوسرے پیدا ہوا
- 244 حضرت مولانا عبدالرحمن چابی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیر کلام
- 251 سلام بکھور مرو کہ میں نے سنا ہے
- 252 چاند سحر میرا
- 259 گزشتہ کلمہ کی تاریخ
- 261 شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہمیشہ ایک ایسی ہی جا
- 263 عیاں گوشت کا درخت بھی پھر
- 264 حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا مہمانِ محترم یا کرلی
- 265 حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کرامت کا شیعہ کی نظر

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

- 265 جہدِ تخلیس کا شرعی حکم
- 266 حضرت تاجدار محمد اور حضرت ایشاں اور جہانگیر کی وفات
- 268 گمراہی کی تاریخ اس بات کی بناء پر
- 270 بعد کوں کی ریسرچ ہے حیاتی پیدا کرتی ہے
- 271 بعد یا پہلے دنیوی دنیاوی کا معاشرہ ہم جنس کا نظام
- 271 معاشرے میں غیر اسلامی نظریہ
- 274 اسلامی حدود کی حفاظت
- 275 معاشرے کی تکمیل
- 275 وطن و ملت
- 276 اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام و درجہ
- 277 غیر اسلامی معاشرے میں عورت کی توجہ و تامل

باب نمبر 5

- 279 آستانہ عالیہ حبیبیہ کے تین عظیم تاجدار
- 280 1- حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی مجددی نبوی قدس سرہ العزیز
- 280 ولادت باسعادت
- 280 بیعت و تکلیف
- 280 اولیاء اللہ کی شان پر مثال
- 281 حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و درجہ
- 281 حضرت صاحب کی منصبی استقامت و تامل ایک سرگرمی کا نام

نمبر شمار موضوعات صفحہ نمبر

- 282 اسلام میں علم دین اور علم طب کی اہمیت
- 285 ادب مصطفیٰ ﷺ کا درس
- 285 ادب والدین کا درس
- 286 رزق حلال کمانے کی تقیین
- 286 ایک عمومی مورد قمار
- 288 اپنے سرورین کی تربیت کا اعلیٰ اہتمام
- 289 اپنی اولاد کو اسلامی تربیت کا اہتمام
- 289 حضور قبلہ عالم درجۃ اللہ علیہ کی خواتین اسلام کیلئے ہدایات
- 291 ایک عورت کے فرائض
- 292 ایک مردوں کے فرائض
- 297 وصال پر مال
- 297 حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کی یادگار میں شعرا کا اظہار عقیدت
- 300 ختم اسے ہر چار سلاسل
- 300 ختم خواجگان نقشبندیہ
- 301 ایصال ثواب
- 302 ختم شریف مہدی
- 302 ایصال ثواب
- 302 ختم شریف قادری
- 302 ختم شریف چشتیہ

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب کا ایک عقیم اور یادگار فرمایا 303

صفحہ نمبر

نمبر شمار موضوعات

2۔ حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ 304

304 ولادت و اسعادت

304 پیدائش کی بشارت

304 یوسف نام رکھنے کی وجہ

305 تعلیم و تربیت

305 زیارت و خلافت

306 غزوہ کے متعلق ایک عجیب واقعہ

307 وصال پر ملال

3۔ حضرت خواجہ محمد مسعود اسماعیل نور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ 308

308 ولادت و اسعادت

308 وصال

308 وصال پر اہم انگشاف

309 ربوبی کے آغاز سے ہی طہارت کا عالم

309 عبادت و ریاضت میں مقام

310 قرآن پاک سے محبت

311 حضرت خواجہ محمد مسعود اسماعیل نور حبیبی کی ریاضت کے خاص پہلو

312 آپ کی کوششیں کا سبب

312 کوششیں

314 چار اہم شخص

316 چار اہل دل اور معاشرے کی تربیت

نمبر شمار	موضوعات
-----------	---------

- | | |
|-----|--|
| 319 | مسافر و ہجرت کی طہارت |
| 322 | نہایت والی اشیاء |
| 323 | جہاں کی طرف بھٹکے والی اشیاء |
| 324 | غلامت بشری |
| 325 | غلامت لسانی |
| 327 | مذاک و اخلاق سے پرہیز |
| 329 | حضرت خواجہ مسعود احمد انور رحمہ اللہ علیہ کے چند وعظ |
| 329 | وعظ نمبر 1 |
| 330 | وعظ نمبر 2 |
| 332 | وعظ نمبر 3 |
| 333 | وعظ نمبر 4 |
| 334 | وعظ نمبر 5 |
| 335 | حضرت سید حامد شاہ رحمہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ |
| 336 | موتوں کے بارے میں احکام |
| 337 | وعظ نمبر 6 |

باب نمبر 6

چند مساجد کی تاریخ

- | | |
|-----|------------------------------|
| 340 | |
| 341 | 1- جامع مسجد کی تاریخ و حلیت |
| 343 | 2- جامع مسجد کی تاریخ و حلیت |

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
3-	آگہ	344
4-	جامع مسجد عیدگاہ کمرات پاکستان کی تاریخی حیثیت	346
5-	جامع مسجد عیدگاہ کمرات پاکستان کے طلباء کرام کا مختصر تعارف	350
۱-	مولانا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ	350
۱-	مولانا سید محمود شاہ کمراتی رحمۃ اللہ علیہ	351
۳-	مولانا مبارک علی الدین رحمۃ اللہ علیہ	351
۴-	مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	352
۵-	مولانا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ	352
۶-	پروفیسر مخدومین شیخ رحمۃ اللہ علیہ	353
۷-	مولانا سید ریاض حسین شاہ	355
۸-	مولانا سید عساکر حسین قادری	355
۹-	پروفیسر مظہر حسین قادری	355
۱۰-	پروفیسر حافظ کوثر اللہ	356
۱۱-	معارفانِ کتب	357
۱۲	انتظامیہ کتب	357
۱۳	انکسارِ فکر	358



صاحب کتاب کے لئے آستانہ عالیہ حبیبیہ کی طرف سے ایک خصوصی دُعا

عزیزم محمد حنیف نقیبی، سلمہ الرحمن

کے

اللہ پاک حُبِّ النبی اور حُبِّ انبیاء و اولیاء اللہ
لنصیب فرمائے۔ اور ان کی اطاعت کی توفیق
بخشے۔ آمین

دعا گو
سیّد محمد کبیر احمد مظہر
31-10-06

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

لحمده ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم .

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم .
 حمد و ثنا اور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر درود و سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کا
 لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں انسان بنایا اور نبی اکرم ﷺ کی امت میں پیدا فرما
 کر ہمیں کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق بخشی۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ آپ کی
 آل، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے
 نقوش قدسی زیرِ نظر کتاب ”ذکر حبیب کبریا“ کی صورت میں محفوظ کرنے کی توفیق عطا
 فرمائی۔

اس کتاب میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے قبیح سلف
 صالحین کے نعتیہ کلام اور مختصر حالات زندگی رقم بند کیے گئے ہیں۔ اس میں بہت ساری
 کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مثلاً ترجمہ قرآن پاک کنز الایمان، مختلف کتب حدیث
 سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ارنشیاں نعت، گلدستہ نعت، مجموعہ نعت و برکات آل رسول،
 سیرت حضرت فاطمہ الزہراء، سیرت ابو بکر صدیق، تاریخ الخلفاء، رسالہ صحابہ نمبر،
 سیرت شیخ عبدالقادر جیلانی، مظہر جمال مصطفائی، اور اہل فہم، امام ابو حنیفہ کا لغوی مقام
 اور سیرت و کردار اسی طرح بہت سی کتب سے استفادہ کیا گیا۔

ناچر بہ کاردی کی بناء پر کئی کتب کے حوالہ جات نقل نہ کیے جاسکے کیونکہ کتابی

خل میں شائع کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے اولیائے کرام اور بزرگان دین کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا اور ان کی پیاری پیاری باتیں قلم بند کی گئی ہیں۔

مرشد کی نگاہ کرم سے تربیت جاری رہی جس سے نفسانی خواہشات مردہ ہو گئیں۔ ریاضت جاری رہی۔ اسی دوران 1995ء میں اولاً نعتیہ کلام تحریر کرنے کا موقع ملا اور بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام کے حقیقی ایک مضمون لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس طرح کبھی کبھار نعتیہ کلام اور مضامین تصبیح ہوتے گئے۔

ایک روز جامع مسجد عید گاہ کے اس وقت کے شیخ امام علامہ مہر حیات حیدری کو میں نے کلام اور مضمون دکھا یا وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے تحریک دی کہ تم ایک کتاب لکھو۔ اس طرح ان کی تحریک پر میں نے ان مضامین کو کتابی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ کام 2005ء میں شروع ہوا۔ اس طرح کچھ مضامین پروفیسر سید کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی لاہور کو دکھائے گئے جنہوں نے کمال شفقت سے راہنمائی فرمائی۔ چونکہ وہ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اس لیے اس کتاب کے کافی مضامین کی اصلاح ان سے پائی۔ ایک روز پروفیسر صاحب نے مجھے خوش ہو کر ایک کتاب محتات فرمائی اور اس پر دعائیے کلمات اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر محتات کیے جو کہ اب اس کتاب کا حصہ بن چکے ہیں۔ علامہ مہر حیات نے کمال شفقت سے اس کتاب کو نہ صرف کپیڈ کیا بلکہ عمل کبھانے میں بھی معاون رہے۔ جبکہ 2011ء میں مختلف اوراق پر تحریر مضامین کو یکجا کرنے میں تحریر ہی معاونہ کا اسرنا سطر شہباز محمود نے رقم کیا۔ جن کی کسائی خواہ مسرت

ہے اور پڑھنے میں آسانی رہتی ہے۔ عالم دین جناب حکیم حافظ عبدالجید صاحب نے اس میں بہت محنت کی۔ جبکہ اسی طرح مولانا محمد عظیم مرزا (سابق صدر شی جعیت علماء پاکستان) نے بھی مضمون نویسی میں مدد فرمائی۔

جن افراد نے اس کتاب کی تکمیل میں مدد کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وقت نزع حضور ﷺ کے غلاموں کی طرح زبان پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ جاری رہے اور روز قیامت حضور ﷺ کے جھنڈے سے جگہ جمع فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



دیباچہ

کتاب ”ذکر حبیب کبریٰ“ کے موضوعات کے بہت سے پہلو ہیں، اول حضور ﷺ کے حالات زندگی اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر صحابہ کرام کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک سے قبل شعراء عرب کی حالت یہ تھی کہ وہ عربی، لٹاشی اور بے حیائی میں حد سے بڑھ چکے تھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پہلو چھوڑ کر بت پرستی کے نظریات کے بھوکار ہو چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اوصاف پیدا کیے اور دوسری طرف معاشرے میں بیحد و شاعری کی روایات کو ختم کیا اور محمد شاہدِ حقؔ پاکیزہ شاعری کا آغاز کیا۔

روایات میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ روزِ احد صبحِ نشست فرماتے اور صحابہ کرام اپنے اپنے کلام پیش کرتے۔ صحابہ کرام کا کلام اور شاعری، محمد شاہدِ حقؔ پر مبنی ہوتی۔ صحابہ کرام نے جاہلیت کی شاعری کو چھوڑ کر صاف اور خطابِ شاعری کا آغاز کیا جو کہ محمد و سنت پر مبنی ہوتی اور آج تک اسی روایت کا حامل اللہ علیہ وسلم کے کلاموں نے بھی جاری و ساری رکھا۔ باطل کے تمام گھسے خیالات کو چھوڑ کر ابھی انھیں پیدا کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے والی شاعری کی ابتداء کی اور ایسی شاعری چھوڑ دی جس کے بارے میں قرآن پاک کی سورۃ الشعراء میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”مگر اہل لوگ شاعروں کی جھڑپ کرتے ہیں۔“

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے سلوک کی منزل میں طے کر لی، وہ شیخ حارث بن مسلم ہیں جسے آپ کا ایمان افروز واقعہ یہ ہیں ہے کہ ایک روز شیخ حارث بن مسلم ہمارے رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروفؒ کو کئی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے کی زیارت

کو لکھتے تو راستے میں ایک لوٹری کی آواز سنی جو کہ اپنے آٹا کے گھر میں گاری تھی۔ آپ وہیں سے اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور گھر آ کر اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے پوچھا کہ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا مجھے آج ملی ہے؟ گھر والوں نے اور تو کچھ ذکر نہ کیا بلکہ صرف اتنا بتایا کہ ہم نے کل ایک برتن خریدا تھا جس پر ایک تصویر بنی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا بس اسی سبب سے مجھ پر یہ وبال آیا ہے۔ آپ نے وہ برتن لے کر وہ تصویر مٹا دی۔ سبحان اللہ کس قدرت شریعت کا پاس تھا کہ ایک تصویر گھر میں آنے کی وجہ سے لوٹری کے گمانے کی آواز ان کے کانوں میں پڑی اور اپنے فتن کا محاسبہ کیا اور اپنے گھر والوں سے بھی احتساب کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوگی وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ صالحین کے گھر میں ایک تصویر آنے کی وجہ سے یہ وبال ان کے پاس آیا کہ ایک لوٹری یعنی غیر محرم کی آواز کانوں میں پڑی اور اس پر انہوں نے اپنا اور اپنے گھر والوں کا محاسبہ کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ ”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّابِقِينَ“

آج کے دور میں اسلامی تعلیمات، قرآنی تعلیمات، اسوۂ حسنہ اور اسلاف کی زندگی کے بہترین نمونہ جات کو چھوڑ کر لوگ گمراہی کی دولت میں ڈوب رہے ہیں۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے اور اپنے اہل و عیال کو خالص اسلامی تعلیمات پر ماحزون کرنا چاہیے تاکہ اخروی نعمت سے بچ سکیں۔

نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں ایک تاجر قصیر بن حارث بن کلدہ قحطارت کی غرض سے ہاتھ تو دوسرے ٹکلیں سے گھیریں کی کتب خرید لے گا اور اگر کفار قریش سے کہتا

کہ محمد ﷺ لوگوں کو عباد اور غمزد کے واقعات سناتے ہیں، میں تمہیں رسم، اسفند یار، شاپان فارسی کے قصے سناتا ہوں، اس طرح کچھ لوگ ان کہانوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رک گئے۔

اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک ولی جس کا نام ”ہلیم بن ہامور“ تھا۔ کچھ گمراہ لوگوں کے کہنے پر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بدعا کرنے کی کوشش کی لیکن امر خداوندی سے اس کی زبان سے بدعا کے الفاظ کی بجائے دعائے نکمات ہی نکلے۔ اس کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہے۔

اس کے علاوہ ہلیم بن ہامور نے ان لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی فوج میں اپنی خواہصورت غور نہیں، غرض لڑا لہا اس میں چھوڑ دو اور وہ غور نہیں، دوست گناہ فوج کو دیں جب وہ گمراہ ہو جائیں تو اللہ کے عذاب میں گر لیں اور جائیں گے۔

یہی طریقہ آج بھی یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اختیار کر رکھا ہے اور معاشرہ میں بے حیائی پھیلا کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور اسی بے حیائی سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے برصغیر میں الگ وطن کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ آج جب کہ پاکستان قائم ہے ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ ہمیں سوچنا چاہیے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

مؤلف کتاب کا تعارف

محمد حنیف نقشبندی جنینی 1961ء میں بدر حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ بدر حسین بچپن میں اپنے والد یعنی محترم لال دین کے ساتھ راجوری مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ میرے دادا لال دین راجوری میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت تھے، انہوں نے حکم دیا کہ یہاں مسلمانوں کا رہنا اب محال ہے، آپ ہجرت کر کے پاکستان، گجرات تشریف لے جائیں جہاں حضرت شاہد ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا دربار ہے، وہاں جا کر سب سے پہلے سلام عرض کرنا، ایک شخص وہاں آئے گا جو آپ کو کھانا کھلائے گا اور آپ کی رہائش کا بھی بندوبست کر دے گا۔

جب میرے دادا محترم لال دین راجوری چلے گئے تو وہاں کچھ عرصہ ٹھہر گئے اس امید پر وہاں رہے کہ شاید حالات کشمیر ٹھیک ہو جائیں اور ہم بھی علاقہ سمیت پاکستان میں شامل ہو جائیں تو پھر ہم اپنے وطن واپس چلے جائیں گے، چونکہ وہاں میرے دادا کے والدین کی قبریں تھیں۔

میرے دادا کے والد کا نام صلاح الدین تھا۔ وہ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور وہ کشمیر میں آنا چاہنے کی بجائے کام کرتے تھے جو کہ میرے دادا کا کاروبار زندگی تھا۔ اس کے علاوہ اپنی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ ہنرمندی بھی کر دینی سے دعا کہ بھی اپنی گھر پر ضروریات کیلئے خود ہی تیار کر لیتے۔ پاکستان آنے کے بعد مختلف دیہاتوں کی فصل موٹی ہو کر آتے تھے۔ اس کے علاوہ کلوں کاٹ کر بیچنا بہت پالتے رہے۔ اس کے بعد فروٹ کا کام شروع کر دیا جیسا کہ غری مریک ہمارا رہا۔

میرے دادا اور میرے والد بھی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ میرے دادا راجپوتی میں جہاں رہائش پزیر تھے ان کی رہائش گاہ سے چار فرلانگ کے فاصلے پر دریا بہتا تھا اور دریا کی دوسری طرف چار فرلانگ پر ایک بزرگ کا دربار تھا جن کا نام ”سائیں گنج“ تھا اور عرف عام میں انہیں سائیں گنجی کہا جاتا تھا۔

الغرض کشمیر ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا اور وہاں میرے آباؤ اجداد مقیم تھے۔ اس کی محبت نے انہیں آگے آنے کی اجازت نہ دی۔ انہوں نے راولپنڈی میں قیام رکھا۔ اس دوران میری ایک پھوپھی وفات پا گئیں۔ ان کو راولپنڈی کا پانی راس نہیں آیا تھا۔

اس کے بعد میرے دادا اور والد راولپنڈی سے گھرات آگئے اور بزرگوں کے فرمان کے مطابق شاہدہ بدایا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سلام عرض کیا اور اسی طرح ایک آدمی ملا اور اس نے کھانا کھلایا اور حسینہ ہاں کے ساتھ لب سڑک رہائش کا بندوبست کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ رہائش چھوڑنی پڑی۔ جتنی دیر یہاں رہے میرے دادا کے راجپوتی کے رہائش پزیر ہونے کا جن کشمیریوں کو پتہ چلا وہ میرے دادا کے پاس آکر ٹھہر جاتے۔ اس طرح وہاں کافی لوگوں نے رہائش اختیار کر لی۔ اس جگہ پر راجپوتی سے آئے کئی کئی جات رہائش پزیر ہو گئے۔ وہاں کے باشندوں کے بزرگوں میں ایک شخصیت بہت اعلیٰ تھی کہ وہ باہمی محبت اور بھائی چارہ کے قائل تھے۔ انہیں میں بڑی گہری محبت تھی۔ اس کنبہ میں سے کوئی بھی شخص وفات پا تا تو اس افراد چنے جاتے جو کہ غریب و محتاج کی خدمت کرتے اور اسی طرح کرنے کا سامان مکمل ان کے گھروں میں تھا اور ان کی سہولت کے لئے وہاں کوئی گھر نہ بنایا جاتا تھا۔ یہی وہاں کی قیامت تھی۔

کرتے اور تمام افراد جو کہ اس احاطہ میں رہائش پذیر تھے وہ مالی حصہ ڈال دیا کرتے تاکہ مہمان کسی پر بوجھ نہ بنے۔

بقول مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کہ سوئم تک گھروالوں کو کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ غریب و خراب و مساکین کا بھی حق ہوتا ہے۔ اس طرح یہ سادہ منقش کتبہ فوجی والے گھر کسی پر بوجھ نہیں بنتے بلکہ مل جل کر کھانا تیار کر لیتے اور مہمانوں کو بھی سب مل کر تقسیم کر لیتے اور اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔ میرے دادا محترم وہاں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ اس کے بعد رہائش وہاں سے بدل کر بنی ٹی روڈ پر واقع سائنس کالج کے قریب سکونت پذیر ہو گئے۔ اس سے قبل میرے والد ہد حسین نے میٹرک تک تعلیم مکمل کر لی تو دادا محترم نے انھیں ریٹے کا سائیکل 25 روپے کا انعام کے طور پر خرید کر دیا۔ سکول کی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم، قرآن پاک پڑھنے کے علاوہ پنجابی کے استاد کا بندو بست بھی کیا گیا جن سے سیف الملوک اور شاہنامہ کر بلا از قلام رسول کی تعلیم بھی دلوائی گئی اور جب محرم شریف آتا تو پورا محرم سیف الملوک اور شاہنامہ کر بلا ساری ساری رات تمام گھر کے افراد بیٹھ کر سنتے۔ میٹرک کے بعد آپ کو سکول سے چھڑا دیا گیا ہے کیونکہ والدین کا کیلے ہی بیٹے تھے اور اس طرح چھوٹی عمر میں ہی شادی کر دی گئی۔ آپ کے دو دوست تھے۔ آپ کے ایک دوست نے ایف اے کیا اور ایک دوست نے ایم اے کیا۔ ایک نہری نظام میں منسلک ہو گیا اور دوسرا لوہا تھا اس نے ایک آلا بھاؤ کیا اور ایف اے میں ٹاپ کیا۔ ایک ایسا آلا بھاؤ کیا کہ بس آپس میں ٹکرا جائے تو سواروں کو خواش تک دے دے گی، اگر سوارین کو خواش آگئی تو میرا سرا تار دیتا۔ شرط یہ ہے کہ مجھے ایک ٹاکہ دو پہن دیا جائے لیکن میں فارمولہ

نہیں دوں گا۔ ایوب خان کو جب یہ خط ملا اس نے فوج کے آدمی بھیج کر اس لوہار کو آٹھا لیا اور اس سے وہ قارمولہ لینے کی کوشش کی مگر اس کو سخت سے سخت سزا دی گئی اس شخص نے کہا کہ لوہاروں سے آج تک انگریز نے قارمولہ نہیں لیا تم کیسے لے سکتے ہو؟ انگریز دوستوں نے اس کو چھڑانے کی کوشش کی اور ایک شخص نے مشورہ یہ دیا کہ اس کے والدین ایوب خان کے پاس چلی سرٹیکلیٹ بھا کر جائیں اور کہیں کہ یہ لڑکا پاگل ہے، ثبوت بھی دیکھ لیں اور ادویات بھی دیکھ لیں، ہم نے اس کا بہت علاج کر دیا ہے جب یہ ترتیب دی گئی تو ایوب خان نے اسے رہا کر دیا جب وہ گھبرات آیا تو وہ چلنے کے قابل نہ رہا تھا۔ اس کا علاج سبالتہ کیا گیا اس کے بعد وہ لاہور چلا گیا وہاں ایک برطانیہ کی فرم تھی جس کی مشینری لگی ہوئی تھی اس نے اس مشینری کو بخور دیکھا تو اس کی قسمت چمک اٹھی کہ ایک دن مشینری خراب ہوگی اس نے فرم کے مالک سے کہا مجھے اجازت دیں میں اسے ٹھیک کر دوں، اس نے جواب دیا کہ کیا میرا دام خراب ہے کہ لاٹھوں اور پیلے کا ایک گاڑی آدمی کے سپرد کر دوں، اصرار کرنے پر مالک نے اسے اجازت دی، اس نے چندہ منٹ تک وہ مشینری ٹھیک کر دی، اس کے عوض اس کو ملازمت مل گئی اور کام صرف مشینری کی دیکھ بھال تھا۔ یہ بات میرے والد کے دوست نے مجھے نکان پر آ کر بتائی کہ ہم آپ کے والد کے کلاس فیلو ہیں اور دوسرے شخص کے ساتھ یہ والد فٹل آ رہا تھا۔ آج بھی ہنرمند آدمی کی اس ملک میں قدر و قیمت ملے گی، یہی آدمی کے حق میں میرے دادا اور دوسرے عزیز واقارب نے غلوں کا لڑائی لڑی تھی، حاجی غلام حسین، حاجی سید گل اور ان کے ساتھی شریک تھے۔

ایوب خان نے اس شخص کو آدمی کے عوض چھ سو روپیہ دیے۔

میرے دادا لال دین کو ان کے جی و مرشد نے قربانی کے لیے جانور پالنے کا سلیقہ سکھایا۔ اکثر قربانی کے لیے ایک دو بچے لے کر انہیں پال پس کر قربانی کرتے۔ جن میں دنب، کھلہ اور لاٹ والا اکثر پالتے۔ گو یہ سادہ منشاء آدی تھے لیکن انہیں یہ نفسی طور پر معلوم تھا کہ فلاں جانور چھ مہینے میں تیار ہو جاتا یا سال میں یا دو سال میں۔ اسی جذبے کے تحت میرے والد بھی جانور کو پالتے رہے۔ آخری عمر میں تین جانور پالے ایک کھلہ، ایک دسی بکرا اور ایک ترکی۔ ان کی قربانی دی۔

مرشد کی تلاش

1980، 81ء میں جی و مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا ارادہ کیا تو اس بارے میں استاد محترم حافظ غلام نبی سے عرض کی کہ مجھے کسی مرد خدا کی تلاش ہے۔ آپ رضائی فرمائیں۔ اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا آپ تلاش میں کوشاں رہیں زمین پر اللہ کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں۔ آپ کا دل جس بزرگ ہستی پر مائل ہے وہاں بیعت ہو جائیں گے عرض کی کہ اگر مجھے اس بارے میں معلوم ہوتا تو آپ سے کیوں عرض کرتا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا تلاش جاری رکھو کوئی مذکور مرد خدا آپ کو مل جائے گا اس گفتگو میں ایک سال سے زیادہ گزر گیا تو اس دوران استاد محترم سے عرض کرتا رہا کہ میری رہنمائی کریں۔ انھیں ایک روز حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو اپنا جی بھائی مانا چاہتا ہوں آپ نے ایک طالب علم حافظ خالد صاحب کو فرمایا کہ اس کو حضرت صاحب کے آستانہ پر لے جاؤ اور انہیں چھوڑ کر چلے آؤ تو جب میں نے وہاں جا کر سلام عرض کیا تو حضرت صاحب سے ملاقات نہ ہوئی دو تین بار گیا تو ایک بزرگ آدمی ہی بھائی نے فرمایا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا رہے ہیں لہذا میں حضرت صاحب کے پاس گیا سلام عرض

کیا تو سیدھے سادھے الفاظ میں نہیں نے عرض کی کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں اور مجھے جلدی بیعت کیجیے۔ میری اس نادانی کو دیکھ کر ایک بزرگ بڑھائی میاں خان وہاں موجود تھے تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ اس عمر میں کون اس طرف رجعت کرتا ہے اس کو بیعت کر لیجیے۔ یہ عرض سن کر حضرت صاحب کچھ دیر خاموش ہوئے، آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی کہ مجھے کسی نے نہیں بھیجا کیونکہ اسٹاذ محترم نے فرمایا تھا کہ میرا ذکر نہیں کرنا۔ اس لیے میں نے ان کا ذکر نہ کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا جس کے روز آجایا کرو۔ اسی طرح دو بار حضرت صاحب کو ملنے آیا تو اسٹاذ محترم نے حضرت صاحب کا حال اور باتیں سنیں تیسری بار جب حضرت صاحب کے پاس آیا تو حضرت صاحب نے فرمایا میری باتیں کسی سے بیان نہیں کریں۔ جب میں اسٹاذ محترم کے پاس گیا تو انہوں نے حضرت صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی کہ حضرت صاحب نے اپنی باتیں آپ سے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ کچھ عرصے بعد میں کسی کام سے آ رہا تھا رات کا وقت تھا ایک مہذب آیا اس نے میری پیشانی کے بال پکڑ لیے اور دوسرے ہاتھ سے میرا بازو پکڑ لیا تو آسمان کی طرف سے دو ہاتھ آئے ایک ہاتھ میں گول سی چیز تھی اور دوسرے ہاتھ سے پیشانی کے اوپر والا حصہ کھل گیا اور وہ گول چیز میری پیشانی میں رکھ دی گئی اور پھر پیشانی بند ہو گئی۔ مہذب نے اسی طرح میرے بال پکڑے تھے اور ہاتھ بھی۔ وہ کہہ رہا تھا میری طرح ہو جاؤ میں نے عرض کی کہ میں مہذب نہیں بننا چاہتا بلکہ دھوڑ رہنا چاہتا ہوں میں اپنی پیشانی کو دیکھتا ہوں میری پیشانی بھی دائیں طرف اور بھی بائیں طرف اور کبھی پیچھے کی طرف ہوجاتی ہے اس صورت حال کو دیکھ کر میں نے مہذب سے ہاتھ پکڑا کر دوڑ لگائی سیدھا مسجد میدگاہ کے اندر چلا گیا ساری رات لگ بھگ چار گھنٹے وہ وہاں تھا جب مجھے سوچا کہ کئی نام بھی نہیں آتا تھا تہجد کی بجائے تہجد

کی نیت کرتا تھا۔ صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت صاحب کے آستانہ پر حاضر ہوا اور رات کا واقعہ عرض کرنا چاہا اور میری ہمت نہ ہوئی حتیٰ کہ عصر کی نماز حضرت صاحب کی اقتدا میں ادا کی نماز کے بعد عرض کرنا چاہی لیکن ہمت نہ ہوئی آپ نے خود ہی فرما دیا وہ شخص اب نہیں آئے گا گمراہی کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ تین دن کے بعد پتہ چلا کہ وہ مجدد و نبوت ہو چکا ہے۔ اگلے جمعے پھر میں حاضر ہوا تو میری دوسری خرابی بھی دور کی گئی میرے ایک بھائی نے اس طرح بات شروع کی حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ نماز تہجد کا صحیح نام لیا کرو اللہ تعالیٰ کو غلط نام پسند نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کو میرے نماز کی غلط نیت کرنے کے بارے میں بھی علم تھا۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆



باب نمبر 1

مدحت و نعت نبوی ﷺ - دور بہ دور
ایکدھالی جائزہ

حضور خرموجوات ہادی سلم ختم ازل ﷺ کی مدحت و توصیف
حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نسب
دمت عالیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت با سعادت
کی ازمنگی

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک
مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کا پر جوش استقبال
حضور نبی اکرم ﷺ کا سفر آخرت

باب نمبر 1

مدحت و نعت نبوی ﷺ۔ دور بہ دور

ایک اجمالی جائزہ

یہ عالم سے کتنی بے پیغام دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

خالق کائنات نے انسان کیلئے دو ہی راستے بنائے ہیں ایک نگیں کا اور دوسرا برائی کا۔ اب انسان کے پاس اختیار ہے کہ وہ چاہے تو نگیں کے راستے کو اپنائے یا برائی کے راستے کو۔ نگیں میں بھی ایک لذت ہے اور برائی میں بھی ایک سرور ہے۔ لیکن یک کام کرنے سے اللہ رب العزت راضی ہوتا ہے اور شر کا کام کرنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔

شامری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کی حدود کو توڑ کر گناہوں کی داویروں کی طرف بھی لے جاتی ہے اور نگیں کے راستے کی طرف بھی لے جاتی ہے۔ جو شامری اللہ تعالیٰ کی محبت میں لکھی جاتی ہے اس کو حمد و ثناء کہتے ہیں اور جو شامری حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکھی جاتی ہے اسے مدحت و نعت مطلقہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ مدحت و نعت مطلقہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے اور پڑھنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مسلمان کے دل میں عشق مطلق صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہو جس سے وہ گنج حقیقی محمد آپ کے سوا عشق کا قبیح نہیں جائے۔

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا تو کفار مکہ نے کہا کہ (نہوڑ پاؤ) آپ دجوانے ہیں، آپ کا بن ہیں اور آپ شاعر ہیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ یہ کلام شاعری نہیں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔ اللہ پاک نے تمام نسل آدم کو پہنچ کر دیا کہ تم جس کلام کو شاعری کہتے ہو اس میں ایک سورت تو لکھ کر لاؤ۔ فصحاء عرب نے بڑی کوشش کی لیکن انہیں زبردست ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بھلا اللہ پاک کے کلام مقدس کی کوئی مثل لا سکتا ہے؟

قرآن پاک کی سورۃ شعراء میں آیا ہے کہ شعراء کی بھڑی گمراہ لوگ کرتے ہیں وہ شعراء کی باتیں کہتے ہیں جن پر غور عمل نہیں کرتے سوائے ان لوگوں (شعراء) کے جو ایمان لائے اور انہوں نے جب کام کئے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی شاعری سے منع فرمایا ہے جس سے جذبات میں بے مائی اور لاشی کی طرف الجھت پیدا ہو۔ عربوں میں فحش خلق ہادی کا مرض بہت بڑھ گیا تھا، عرب کے شاعر اپنے فحش خلق کو بڑے بڑے میلوں میں غزلیہ بیان کرتے تھے۔ لیکن شریعت اسلام نے ایسے اشعار کہنے سے بڑی سختی سے منع کیا ہے جو کہ لاشی اور بے حیائی پر مبنی ہوں۔ مسلمانوں کو چھو گھسنے کی اجازت صرف اسی صورت میں ہے کہ

(۱)۔ کلام کی طرف سے مکمل ہو۔

(۲)۔ جس میں لاشی و بے حیائی نہ ہو۔

(۳)۔ جس میں بے حیائی اور لاشی نہ ہو۔

صحیفہ پاک میں حضرت عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے واقعہ غی قرطہ کے روز حضرت حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا کہ کافروں کو میری طرف سے جواب دو، پھر دعا فرمائی: اے اللہ ان کی روح القدس کے ذریعے مد فرما۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ شعر میں اچھی بات بھی ہوتی ہے اور بری بات بھی ہوتی ہے، تم اس سے اچھی بات لے لو اور بری بات چھوڑ دو۔ حضرت کعب بن زہیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ایک قصیدہ پڑھا تو آپ نے انہیں ایک چادر عطا فرمائی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ بیان چادر ہوتا ہے اور بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ جگ خدق کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ شعر پڑھتے تھے۔

ترجمہ: ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، جب تک جان میں جان ہے ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے رہیں گے۔



حضور فخر موجودات ہادی سبل ختم الرسل ﷺ کی

مدحت و توصیف:

اللہ تعالیٰ نے اول انسان سے لے کر فخر انسانیت حضرت محمد ﷺ تک احکام شریعت کو مکمل کیا۔ جناب آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کتنے ہی انبیاء گزرے، ان کو شریعت خداوندی کے نفاذ کے لیے مختلف قلیب و فراز سے گزرنا پڑا۔

اس کے بعد امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک یہ شریعت پہنچی۔ مقصد حیات یہ ہوتا ہے کہ آدمی جان جائے کہ خداوند کریم نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور لوگوں کو باوجود زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتایا۔ یہ طریقہ خداوند کریم نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا۔

قرآن پاک میں چار عناصر کا ذکر کیا گیا ہے جو شریعت مطہرہ کے پاسان ہیں۔ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین یہ عناصر پاکہاز امداد ہیں۔ یہ ایسے بندے ہوتے ہیں جن کی روحیں فلاطین بشریت سے پاک ہوتی ہیں۔ خود بھی پاکہاز ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی پاکیزہ کرتے جاتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے پاس بیٹھے دلا بد بخت رہے۔ بلکہ ان کے پاس آنے والے بد بخت کی حالت دالے بن جاتے ہیں۔ انبیاء کرام میں سے ہمارے آخری نبی صاحب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین علیہم السلام آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا آپ کے ہاتھ میں میراث خداوندی ہے کہ آپ نے صرف ایک انسان جن کے

نقوش قدی کو زندہ رکھنے کے لیے کم و بیش چھ لاکھ افراد کے حالات مرتب کیے گئے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ہر وہ شخص جس نے کوئی روایت قلم بند کر رکھی ہے اس کی شخصیت کو پرکھ کر رائے قائم کی جاسکے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو جو سامنے ہے وہ محفوظ ہو سکے یا کیا جاسکے۔

ابھی کائنات کا نام دیکھنا بھی نہ تھا بلکہ کچھ بھی نہ تھا، تب بھی ہمارے آقا و مولا باعث تخلیق انس و جان رحمت عالمیاں ﷺ کی رحمت و رحیم ہوتی تھی۔ اور جب دنیا ظہور میں آگئی تو یہ سلسلہ تب بھی جاری تھا اور جاری رہے گا، بلکہ اس دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ہمارے کریم آقا ﷺ کا ذکر جاری رہے گا اس دنیا میں رحمت مصطفیٰ ہوتی ہے، لیکن کوئی بھی سوائے خدا کے رحمت مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا نہیں کر سکا۔ بلکہ جو بھی رحمت مصطفیٰ کرتا ہے وہ اسی حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَنَّةِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
بِمَنْ وَجَّهَكَ الْمُسِيرُ لَقَدْ نَوَّزَ الْفَقِيرُ
لَا يُمْسِكُنُ الثَّنَاءُ غَمًّا غَمًّا عَقْلًا
بعد از خدا بزرگ تویی قصہ مختصر

قرآن مجید میں چار بار بڑا دلچسپ و دلگداز والا کلام اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ عالم داروغہ میں اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کو جمع کر کے اپنے محبوب کی عظمتوں کے اظہار کیلئے ان سے ایک مہم لیا۔ پھر اس مہم پر سب انبیاء کرام کو گواہ فرمایا۔ اور اپنے آپ کو بھی اس پر گواہ بنایا۔ اور پھر ساتھ و مید بھی بنائی کہ میرے محبوب ﷺ کی عظمتوں کا اقرار کر کے بعد میں انکار نہ کرے گا اسے نبوت کے مطلب عظیم حد نبی و مراد کر دیا جائے گا اور اس کا شہادت حق اور یقین میں ہوگی اس میں شک و شبہ نہیں ہوگا۔

نے قرآن مجید میں بڑے ہی احسن انداز میں کیا۔ آئے اس آیت کو پڑھیے، اور اپنے کریم
آکا ﷺ کی رفعت شان کو ملاحظہ کیجئے۔

آیت مقدسہ در شان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والسلام:

قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

"وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِينَ لَمَّا اتَّخَذَ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةً لَمْ يَأْتِ
كَمْ رَسُولٍ مَصْدُوقٍ لَمَّا مَعَكُمْ لَفُؤْمَنٌ بِهِ وَلِنُصَرِّفَهُ قَالَ: الرُّؤْمُ وَأَخَذَ لَمْ
عَلَىٰ ذَلِكُمْ أَحْمَرِي قَالُوا الرُّؤْمُ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ. لَمَنْ
تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ."

ترجمہ: (اور اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یا رکھتے یا یاد دلایئے ال کتاب کو) وہ
وقت جب یا مہد اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا کابلہ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت پھر آئے
تمہارے پاس (عظیم الشان) رسولی تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو
ضرور ایمان لاء اس پر اور ضرور مدد کرنا اس کی۔ فرمایا کیا اقرار کیا تم نے اس بات کا اور کیا تم
نے اس ہماری عہد (دوسری) کو؟ عرض کی انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا پس گواہ
رو تم اللہ میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پس جو پھر گواہ اس کے بعد (اس عہد
سے) ایسی ہی ایک بات ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی روحیں پیر
کے ساتھ رکھی ہیں کہ ان کے کہنے کے بعد فرمایا اسے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ان کا عہد ہے کہ ان کے کہنے کے بعد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہاتھوں پر توجہ فرمائی
اور ان کے ہاتھوں میں احباب الیہ رکھنے پر مجبور کیا اور اس کا ہے اللہ نے فرمایا

کہ یہ نور میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبوت کی نعت عظمیٰ عطا ہوگی اس پر تمام رگوں نے روح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اعلان کیا۔

جن انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

قرآن مجید میں پچیس انبیاء کرام کے نام آئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت اوریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تمام انہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک اختلاف:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ السلام کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ انبیاء میں سے ہیں یا اولیاء میں سے ہیں، کیونکہ قرآن پاک میں ان کی نبوت کی کوئی وضاحت نہیں، اس وجہ سے علماء میں اختلاف ہے، مگر کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے ہیں، کیونکہ علماء کرام کا کہنا ہے کہ ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتا سکتے ہیں۔ اگر یہ انبیاء ہیں تو ہمارا اس پر ایمان ہے اور اگر یہ اولیاء ہیں تو ہمارا اس پر بھی ایمان ہے۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نسب:

حضور رحمت عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ سے جاتا ہے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی، آپ کی اولاد مختلف خاندانوں میں بکھل گئی، ان میں قریش کا قبیلہ بہت نامور ہوا۔ پھر عرب میں اس کی دعا کا ثبوت ہوئی تھی، اسکی سرداری ان کے ہاتھ تھی۔

قبیلہ قریش کے نامور سردار حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ:

قبیلہ قریش کے بڑے لوگوں میں ایک نامور سردار حضرت ہاشم تھے۔ حضرت ہاشم اپنی طاقت اور دولت کی وجہ سے مکہ بحر میں مشہور تھے۔ حج کے موقع پر حاجیوں کے ٹھہرانے اور ان کو کھانا کھلانے کا سوا فنی کے پروتھے آپ نے حاجیوں کیلئے پانی جمع رکھنے کی غرض سے چاروں کی ٹھکیں بھائییں اس مقام پر انکی خاص شہرت حاصل ہوئی۔

ایک دن مکہ کے بعض حصوں میں قحط پڑ گیا، حضرت ہاشم نے اپنی دولت سے سونے، نایاب غریبہ اور اسے بکرا کر غریبوں میں تقسیم کیا۔ انکی کے کارناموں کی وجہ سے ہاشم مکہ بحر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، یہاں تک کہ ان کا خاندان ہاشمی کہلانے لگا۔ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں ایک ہندو پاک مگھے اور وہاں ایک معزز خاتون تھی جس کا نام صلی تھا، شاہی کی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو عبدالطلب کے نام سے مشہور ہوا، انکی عبدالطلب کے نام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان تھے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبدالمطلب جہان ہو کر باپ کے گچ جانیں ثابت ہوئے، ساتھیوں کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام ان کے ہاتھ آیا۔ مکہ کا مشہور کنواں زمزم جو ایک عرصے سے بند پڑا تھا حضرت عبدالمطلب نے اسے دوبارہ کھدوایا اور درست کر لیا۔ عربوں پر حضرت عبدالمطلب کا بہت بڑا احسان تھا۔ حضرت عبدالمطلب کے دل میں کمزوروں اور مسافروں کیلئے بہت امدادی تھی۔ وہ مکہ کے مانے ہوئے رئیس اور شہر کی مجلس انتظامیہ جسے دارالندو کہتے تھے، کے اہم رکن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس بیٹے عطا کیے۔ حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر یہ سنت مانی تھی کہ اگر دس بیٹے ہوئے اور سب جہان ہو گئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ عرب کے سردار حضرت عبدالمطلب کی یہ تمنا پوری ہو گئی اور دس بیٹے ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں ہی جہان ہو گئے، حضرت عبدالمطلب نے بیٹوں کے نام قرطاب، الا، اتر، یاسرے بیٹے حضرت عبداللہ کے نام پڑا، شہر کے دوسرے سرداروں نے یہ مشورہ دیا کہ اسے عبدالمطلب اجماع بیٹے کی بجائے اوٹوں کی قربانی دے دو، حضرت عبدالمطلب بڑی مشکل سے اس بات پر رضامند ہوئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کے صدقے ایک سو اوٹوں کی بھاری قربانی دی گئی۔ یہی حضرت عبداللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہیں۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ کی شادی عید پاک میں ایک دوسرے گھرانے غنی زہرہ میں ہوئی۔ اس خاتون کا نام بی بی آمنہ تھا۔ شادی کے بعد ابھی چھوٹی ماؤ گزرتے تھے کہ حضرت عبداللہ نے چہارت کیلئے شام کا سطر احیار کیا، دکانی میں وہ ایسے تھک چکے تھے کہ عید کے قریب راستے میں ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے انھیں وہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت:

بی بی آمنہ کے ہاں ان کے خاتمہ حضرت مہد اللہ کی وفات کے کوئی چار ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا، وہ بچہ جس کی قسمت میں دنیا کا سب سے بڑا انسان اور آخری نبی ہونا لکھا تھا، جس کی بدولت عرب کی خاک کیسی ہو گئی اور دنیا کی بگڑی بن گئی۔

حضرت مہد المطلب نے پوتے کی خوشی میں ساتویں دن قبیلے کی دعوت کی اور اس موقع پر لوگوں نے بچے کا نام دریافت کیا، حضرت مہد المطلب نے خوشی سے کہا ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ محمد کے معنی ہیں جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ یہ نام ان لوگوں کیلئے بالکل نیا اور انوکھا تھا انہوں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا نام ہے؟ حضرت مہد المطلب نے جواب میں یہ تاریخی فقرہ کہا:

”رجله ان یحمد“ (مجھے امید ہے کہ اس بچے کی بہت تعریف کی جائے گی۔)

ولادت باسعادت اور معجزات

آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت بہت سے معجزات ہوئے، مثلاً نوشیرواں بادشاہ کے محل کے چھوٹے کمرے کے کمرے کھلے ہوئے تھے، فارس کا قدرتی آتش کدہ ایک دم سرد ہو گیا، کچھ مہر یہاں دہاے سارے خشک ہو گئے اور اداویں سارے میں پانی جاری ہو گیا۔

ایام خاصیت

قرآن کے مکہ و حضور کا سچے بچوں کو پیدائش کے آٹھ دن بعد یہاں ماہ کے

بہار کے تھے۔

آپ ﷺ کی پیدائش کی تاریخ ”۱۲ ربیع الثانی“ ہے۔

آپ ﷺ کی پیدائش کے چھ ماہ بعد یہاں ایک سرور مآثور حضرت مہر

سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا، دوسری بعد آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔

سوم: حضرت علیرہ سعدیہ پر چھ ماہ بعد حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ ایک بار حضرت آمنہ کے پاس حضرت علیرہ سعدیہ آئیں تو مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی، آپ ﷺ کو دوبارہ حضرت علیرہ کے سپرد کر دیا گیا، آپ تقریباً چار برس حضرت علیرہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہے۔

مکی زندگی

حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر اپنے میکہ میں منورہ جلی گئیں۔ تقریباً وہاں ایک ماہ قیام کے بعد واپسی پر اپنے شاہری قہر کی زیارت کے لیے گئیں اور ”الہاء“ کے مقام پر چار ہوئیں اور وفات پا گئیں، آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

حضرت آمنہ آپ کے ساتھ تھیں جو کہ حضور ﷺ کو ساتھ لے کر مکہ واپس آ گئیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو آپ کے دادا حضرت عبدالطلب کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

سیر شام

بارہ برس کی عمر مبارک میں آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف تشریف لے گئے۔

حرب الحجار

جب آنحضور ﷺ کی عمر مبارک چھ برس ہوئی تو آپ ﷺ نے مکہ میں حرب الحجار (جنگ) میں حصہ لیا جو کہ قریش اور بنی قریظ کے درمیان ہوئی۔

حلق الفضول

حرب الحبار کا خاتمہ ایک معاہدہ کی صورت میں ہوا جسے حلق الفضول کا نام دیا گیا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک

حضور ﷺ جب جوان ہوئے تو آپ نے تجارت کا آپائی پیشہ برائے معاش اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں شام، بصرہ اور یمن کا آپ نے سفر کیا۔ حضرت خدیجہ نے آپ کے اوصاف حمیدہ کی شہرت سن کر آپ کو پیغام بھیجا کہ ان کا سامان تجارت بھی شام لے جائیں جس پر آپ ﷺ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ واپسی پر اس سامان تجارت کا دو گنا منافع حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ کو دیا۔ اس طرح حضرت خدیجہ کی نظر میں حضور نبی اکرم ﷺ کی عزت اور بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ حضرت خدیجہ نے اپنی کھلی خیریت آپ کی صرف آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا جس پر حضور ﷺ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی طرف سے سر پرست آپ کے بچا مرد بن اسد تھے۔ حضور ﷺ کی طرف سے ابوطالب اور خاعلان کے کاہن افراد تھے۔

ابوطالب نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یوں اعلانِ نبوت سے چند روزیں قبل ان دونوں مہتمیوں کا عقد ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک 25 برس اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کی عمر مبارک 40 برس تھی، اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ مدت 25 برس پر محیط رہی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی حیات مبارکہ میں آپ ﷺ نے کسی اور عورت سے مصروفی نہ کیا۔

”خیر تمہید کعبہ اللہ“

اسی طرح حضور ﷺ کی عمر مبارک 35 برس ہوئی۔ کہ خبر میں سلاب آیا جس

کے باعث کعب کی دیواروں کو بہت نقصان پہنچا۔ عرب قبائل نے خانہ کعب کی عمارت کی تجدید اور مرمت کا اعادہ کیا۔ جب کام ختم ہوا تو حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا۔ عرب کے تمام سرداروں کی خواہش تھی کہ حجر اسود کو اس کے اصل مقام پر نصب کرنے کا شرف انہیں حاصل ہو۔ یہ خواہش خطرناک جنگ کی طرف پھیلنے لگی تو بزدل دیکھ کر ابوامیہ بن مغیرہ نے جو بزدلی کرماجہ شخص سب سے پہلے خانہ کعب آئے گا اس کا فیصلہ حلیم کر لیا جائے گا۔ اس طرح اس جو بزدل کو حلیم کر لیا گیا اگلی صبح سب سے پہلے حضور ﷺ خانہ کعب میں جلوہ افروز ہوئے۔ سب نے نعرہ بلند کیا اور کہا کہ ”امین“ آگئے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی اور حجر اسود کو اس پر رکھ دیا گیا اور حکم دیا کہ سب سردار اس چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اور مقررہ جگہ پر لے جائیں جب مقررہ مقام پر پہنچے تو خود حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ”حجر اسود“ کو نصب فرمایا۔ اس طرح آپ کے حسن تدبیر سے سرداران مکہ کی خطرناک جنگ ٹل گئی۔

”غار حرا میں گوشہ نشینی“

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 35 برس ہی تھی کہ جب آپ نے غور و فکر کیلئے ”غار حرا“ کو محنت بخشی۔ اس طرح وہاں آپ غور و فکر اور ذکر کرتے رہے مسلسل پانچ برس آپ نے غار حرا کو محنت بخشی اور یوں چالیس برس کی عمر میں واضح اور ظاہری طور پر بھلی وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ کے بعد جب آپ نے دعوت عام کا آغاز کیا تو کفار کے ظلم و ستم کا آغاز ہو گیا۔

”شعب آبی طالب میں پناہ“

دعوت عام کے آغاز کے بعد اہل مکہ آپ پر ظلم و ستم و سبوتاژ کے چھین آپ کے

پایا استقلال میں الغرض خدائی اور مردِ شہر سے آپ کی تبلیغ کے باعث مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا جسے دیکھ کر مکہ کے سردارانِ قریش اور سردارانِ کنان قبیلہ کے افراد نے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ قل کرنے کا ارادہ کیا اور بعد ازاں یہ بھی فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم، بالخصوص عہدِ امطلب کے خاندان سے اس وقت تک کسی قسم کا کوئی کاروبار نہیں کریں گے نہ ہی اس خاندان سے کوئی رشتہ نامہ جوڑے گا جب تک وہ حضور ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کر دیں گے۔ یہ عہد نامہ تحریر کر دیا گیا اور اسے دیوارِ کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا۔

جب حضور ﷺ کو طم ہوا تو آپ نے اپنے خاندان کے افراد کو ساتھ لیا اور مکہ سے تین میل دور ایک گھاٹی میں لے گئے جسے ”قصبہ ابی طالب“ کا نام دیا گیا۔ اس گھاٹی میں آپ حضرت ابوطالب کے خاندان اور اپنے خاندان کے افراد تین برس بنائے گزریں رہے۔ قریش کے چند رم دل اور خیر خواہ افراد کو بنو ہاشم کی خستہ حالی پر ہم آیا اور انہوں نے اس عہد کو طم کرنے کا تہیہ کیا۔ ان افراد میں ہشام بن مروہ، مطعم بن عدی، ابوہریرہ، ابوہریرہ اور مدین الاسود شامل تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ کل اس عہد کو خاندانِ کعبہ کی دیوار سے چاک کر دیا جائے گا۔ لیکن خدا کی قدرت سے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو فرمایا کہ عہد کے حروف کو دیکھنے کے لیے لکھا گیا ہے۔ صرف اللہ کا نام باقی ہے چنانچہ دوسرے روز حضرت ابوطالب نے حرم میں جا کر اعلان کیا کہ میرے بچے نے کہا ہے کہ عہد نامے کی تحریر کو دیکھنے کے لیے لکھا گیا ہے اور صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے اگر یہ سچ ہے تو ہم حضور ﷺ کے حوالے نہیں کریں گے۔ الغرض جب معاہدہ کر دیکھا گیا تو آپ ﷺ کی حاجت پوری ہوئی۔

اس طرح ہشام اور مدینہ نے اس معاہدے کو چاک کرنے کا حکم دیا۔
پھر ان کی حالت کی اطلاع مطعم بن عدی نے اس کے گلوے گلوے کر دیے اس طرح

تین برس بعد خاندان نبوت کے افراد مکہ شہر واپس آئے۔

”عام الحزن“

شعب الی طالب کی مصوری کے چھ ماہ بعد آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے لڑکپن میں آپ کی پرورش کی تھی چچا کی وفات کے تین دن بعد آپ کی خنوار بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔ آپ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ بہت رنجیدہ ہو گئے اس لیے اس سال کو ”عام الحزن“ یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے اس کے بعد اہل مکہ اور قریش کے سرداروں کی گستاخیاں بڑھ گئیں۔

سفر طائف

مکہ کے کفر کی حالت زار دیکھ کر حضور ﷺ تبلیغ حق کی خاطر کسی اور قبیلہ کی تلاش میں نبوت کے دسویں برس ماہ شمال میں طائف تشریف لے گئے۔ جو کہ مکہ سے مشرق کی طرف ساٹھ سو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ جو تجارت اور پھلوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ وہاں تین بھائی بنو تلب قبیلہ کے جن کا نام (۱)۔ مسود (۲)۔ حبیب (۳)۔ عبدالمیل سردار تھے۔ انہوں نے طائف شہر کے فضلے آپ کے پیچھے لگا دیئے جو آپ کو ہتھ مارے، گالیاں دے رہے، ہاتھ بھاتے اور جب آپ تک کر بیٹھ جاتے تو کھدے سے پکڑ کر اٹھاتے اور وہی گستاخیاں دوبارہ دہراتے۔ اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو یہ پھاڑ طائف والوں پر گراؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد میں سے اہل ایمان لوگ ہوں گے اور انہی دعائیہ کلمات سے طائف والوں کو معاف فرمادیا۔

سراج النبی ﷺ

سراج النبی کے بارے میں مورخین درست تاریخ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں بعض اس سفر طائف سے جان کرتے ہیں اور کچھ سفر سے واپسی پر، جبکہ اکثریت 27 رجب پر تعلق ہیں۔

10۔ 11 نومبر 11 نبوی میں یہ سفر پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لباس شریعت میں اچھا پردہ کر لیا اور مسلمانوں کیلئے پانچ نمازوں کا عقد دیا گیا۔

ہجرت مدینہ

کفار مکہ نے چراغ مصطفویٰ گل کرنے کا فیصلہ کیا۔ (نور باللہ) تمام قبائل میں یہ طے پایا کہ سات کی تاریکی میں نکجا ہو کر حضور ﷺ پر حملہ کریں گے۔ اور کسی پر یہ خون نہیں آئے گا چنانچہ اس ارادے سے حضور ﷺ کے مکان کا گھیراؤ کر لیا۔ اللہ رب العزت نے اس ارادے کو اپنے محبوب پر ظاہر کر دیا اور یوں محبوب خدا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ناشی دیکر اور سورۃ النہج کی تلاوت کرتے ہوئے کفار کے سروں پر خاک ڈال کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چلے گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے۔ آپ، ہار جاد کو لنگر غار ثور میں پہنچے اور غار ثور میں قیام کے بعد مدینہ شریف چلے گئے۔ جبکہ سات میں چھ اور مقامات پر بھی قیام مختصر کیا۔

مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کا پر جوش استقبال

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو ہر کوئی آپ کی آمد کی خوشی میں احتفال کی تیاریوں میں مصروف و نگاہی رہے رہا تھا۔ اہل مدینہ ہر روز شہر کے باہر اس گاہ کا انتظار کرتے تھے جہاں سے رسول کی روز اسی طرز کرتے رہے۔ چندان

بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا، یہ حبس کا دن تھا اور نبی سالم کے محلے میں دو پہر کی نماز کا وقت آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبس کی نماز ادا فرمائی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں حبس کی سب سے پہلی نماز تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا، یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا وہ متاثر ہوا۔ قبا سے مدینہ جانے والی پختہ سڑک کے کنارے نبی سالم کی وہ مسجد آج بھی موجود ہے جہاں حبس کی پہلی نماز پڑھائی گئی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضور یہ تھا کہ قبا سے مدینہ تک ہر قبیلے کے معزز لوگ سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس قبیلے کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا: یا رسول اللہ صلی علیک وسلم اہمارا گھر، ہمارا مال اور ہماری جان حاضر ہے۔ آپ شکر یہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے جاتے۔ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش و خروش کا ایک عجیب ساں تھا۔ مدینہ کی عورتیں اور بچیاں یکساں اعداد میں گھمائے عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے محبوب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کر رہی تھیں۔ اشعار یہ تھے:

طلع البدر علينا من قببات الوفا
وجب الشكر علينا ما دعا لله داع
ايها المبعوث لبنا جئت بالامر المطاع
جئت فقلت المديونة مرحبا يا خير داع
طلع البدر علينا نور خير المرسلين
نور امن وسلام نور حق وامن
سأله الله تعالى رحمة للعالمين
لعلى البر شعاع وعلى البحر شعاع

مرسل بالحق جاء نطقه وحى السماء
 قوله قول فصيح يتحدث البلاء
 فيه للجسم صفاء فيه للروح دواء
 ايها الهادى سلا ما وعى القرآن واع
 جاء لنا الهادى البشير مطلق العاني الاسير
 مرشد الساعى اذا ما اخطأ الساعى المسير
 دينه حق صراح دينه ملك كبير
 هو فى الدنيا نعم وهو فى الآخرة مناع
 مات هدى الله مات بها لى المعجزات
 ليس للآلات مكان ليس للعزى نبات
 وحد الله و وحد فملا بعد الشفات
 انت الفت قلبا شغها طول الصراع
 طلع البدر عليها من نبات الوداع
 وجب الشكر عليها ما دعا الله داع
 ايها المبعوث ايها جئت بالامر المطاع
 جئت فرقت المنيعة مرحبا يا خير داع

ہم پر چھ دعویٰ کا پانچ طرح ہوا ہے وداع کی گمانوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر
 واجب ہے جب تک کوئی دعا مانگے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔

اللہ تعالیٰ کی لاکھیاں حضور علیہ السلام کی انبیاء و رسل و فرشتوں سے دل بجا
 خدا کی ہر چیز میں ہے۔

نحن جوار من بنی نجار

یا حبذا محمد من جلال

ہم نجار کے خاندان کی بچیاں ہیں، کتنا ہی اچھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی بنیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، ہر شخص چاہتا تھا کہ اسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میزبان بننے کی عزت حاصل ہو، اسی لئے ہر کوئی اونٹنی کو اپنے گھر کے پاس روکنا چاہتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں اونٹنی جا کر ٹھہرے گی۔ چنانچہ اونٹنی حضرت ابوالعباس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر خود بخود بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں پہنچنے پر سب سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر کا آغاز کیا۔ بنی نجار کی افتادہ زمین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی مدد سے خریدنا اس کے بعد ایک سادہ اور مختصر مسجد تعمیر کی۔ مسجد سے متصل ازواجِ مطہرات کے حجرے تعمیر کیے۔ مسجد کے صحن میں اصحابِ منہکی درسگاہ تعمیر ہوئی۔ ان حالاتِ علم کو "قراء" کہتے ہیں۔ دربابِ یر نے لکھا ہے کہ ان میں جو کوئی شادی کر لیتا وہ اس جماعت سے نکل آتا اور ان کی جگہ دوسرے لوگ شامل ہو جاتے اور تعلیم حاصل کرتے۔ اگرچہ اصحابِ منہ ذروال سے بہرہ مند نہ تھے۔ تاہم مبرورِ قامت اور سکونِ دائمینان سے ضرور بالامال تھے۔ فقرہ اللاس کا یہ عالم تھا کہ کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا جس کو گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے وہ چادر تہجد کا کام بھی دیتی تھی۔ جھانگنی کی حد یہ تھی کہ جنگل میں جا کر کڑیاں چن لاتے تھے۔ اور بیج کر آدھا خیرات کر دیتے تھے۔ بعض روایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ درسگاہِ منہ کے علاوہ بھی کوئی جگہ تھی جہاں اصحابِ منہ تعلیم حاصل کرتے تھے منہ امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ منہ

میں سے سزا دی رات کو ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غریب کو اپنے دروازے سے نامراد نہ لو۔ غریبوں سے پیار کرنا۔ چاہے چھوٹے کا ایک دانہ ہی اپنے پاس ہو۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ یہ کیونکر اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ صدیقہ غریب امیر کی نسبت چالیس برس پہلے جنت میں جائے گا۔“

کی زندگی ہو یا دنی زندگی نبوت کے تجسس (۲۳) برس تاریخ اس پر حیران ہے کہ اسے علیل وقت زندگی کے ہر شعبہ میں حضور ﷺ نے رہنمائی کر کے چلے گئے۔

صحیح دلائل کے مروجوں لوگ اس قدر حیران ہیں کہ اسے مختصر مری میں حضور ﷺ اس دنیا والوں کو اتنا بگڑے گئے ہیں کہ حدیث کے بھی کسی جگہ منکر نظر آتے ہیں۔ یہ خفا کی حکمت اور محب خدا لا محرم ہے کہ اسے مختصر دور میں حکم شریعہ مکمل کر گئے ہیں۔

نبی ﷺ نے کوئی مرد زندگی ایسا نہیں گزارا جو کہ انسانی نظروں سے اوجھل ہو۔ نبی ﷺ کے پاس تمام اسخوں اور تمام نہیں کی شریعت سے بڑھ کر شریعت محمدی ایک جامع شریعت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑھ کر ”علم النساء“ عطا فرمایا۔ سورۃ النساء میں ان لوگوں کی قسمیں بیان کیں ہیں جن سے صراطِ عام ہے۔

(۱۰)۔ عوراتِ حائضہ (۲)۔ عوراتِ مضامیہ (۳)۔ عوراتِ بالعاتہ

سورۃ النساء کی آیت میں مکمل طریقہ مذکور ہے۔

”وہو الذی یؤتی فی کل شیء حلالاً“

”وہ جس کو ہر چیز میں حلال دیتا ہے۔“

عورتوں کے مسائل پر گفتگو فرماتے تھے آپ کا حکم مایہ ناس یہ ہے کہ ”میرے ہر قول و فعل کو دوسرے تک پہنچاؤ۔“

بڑے سے بڑا انسان بھی یہ جرات نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی بیویوں کو یہ حکم دے کہ وہ ہر بات و ہر معاملہ بیان کر دیں۔ جو ظاہر ہے یا چھپا ہوا ہے اسی لیے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس بھی دور دراز سے عورتیں طم حاصل کرنے کیلئے آتی تھیں۔ اور فیض یاب ہو کر چلی جاتی تھیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو بے خاب اور روشن ہے اور انسانیت کے لیے ایک نمونہ ہے۔ سیرت کی کتابوں میں آپ کے بڑے بڑے کاموں کا ذکر بھی نہیں بلکہ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک کے کتنے ہال سفید تھے اور آپ کی ظہن مبارک میں کتنے تھے گئے ہوئے تھے اور آپ کتنے گھونٹ پانی پیتے تھے آپ کس کدوٹ سوتے تھے۔

احادیث کے مجموعے بتاتے ہیں کہ آپ کس نماز میں کس سورت کی تلاوت فرماتے تھے اور کس موقع پر کوئی دعا مانگتے تھے اور کس موقع پر سکرانے لگتے تھے۔ ان فرض آپ کا اَللّٰہُمَّ، جِئْنَا، چَلْنَا، پھرنا، سونا، جاگنا، کھانا، چٹنا، شادی بیاہ، اولاد کی پرورش، دوست احباب، نماز و روزہ، صلح و جنگ، سفر و حضر، جلوت و خلوت، طور و طریق، رنگ و بو، خدو خال، قد و قامت، یہاں تک کہ مہاں نبی کے خانگی حالات کوئی چیز و عمل میسر نہ لائیں۔

آپ ﷺ چراغِ ہدایت اور ایک خدسِ ہستی ہیں۔ آپ سے حکمت و عمل، مسلم و عطا، باپ و چچا، مسرور و چڑھی، حاکم و رئیس، محکوم و رعایا، امیر و دولت مند، غریب و بے کس، مایہ و زناہ، سپاہی و مہاجر، تاجروں و سوداگر اور خلف طہات کیلئے آپ مثالی نمونہ تھے۔ گویا انسانیت کے سارے حالات صرف آپ کی حیاتِ طیبہ میں جلوہ گر ہیں۔ آپ ﷺ کی کئی زندگی کا ہر پہلو ابھی ابھی اس طرح جلوہ نکلتا ہے کہ گویا وہ سارے سامنے موجود

ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ عیدائش سے لے کر وصال تک کے اوراق پر نقش ہے۔ جس کے چراغِ مہتابِ کرام اپنی الہان حیات کو روشن کر سکتے ہیں۔ جب انسان آپ کی ہدایت کی روشنی میں زندگی بسر کرتا ہے تو معاشرے کے قطارِ رسم و رواج سے بچ جاتا ہے اس طرح وہ با مقصد زندگی گزارتا ہے جس راستے کو صراطِ مستقیم کہتے ہیں انسان اسے اپنا لپٹا

۴

حضور نبی اکرم ﷺ کا سفر آخرت

روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے امیرِ اہل کرام کے لیے خاص طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں اس ذات کی طرف سے جو آپ سے بہتر جانتی ہے آپ سے دریافت کروں کہ آپ اپنے آپ کو کیا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے جبریل! میں اپنے آپ کو مظلوم پاتا ہوں۔

پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی جبریل علیہ السلام نے آپ کو اسی طرح پوچھا اور جواباً آپ ﷺ نے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ تیسرے روز جبریل امین علیہ السلام ملک الموت کو ساتھ لے کر آئے اور کہنے لگے:

یہ ملک الموت ہے جو آپ سے اعدائے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے قل اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت طلب کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اعدائے کی اجازت دے دو تو جبریل علیہ السلام نے اسے اجازت دے دی تو اس نے اعدا کو آپ کو سلام کیا پھر کہنے لگا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے، اگر آپ مجھے اپنی روح نہیں کرنے کی اجازت دی تو مجھ میں بھی نہیں کر سکتا اور اگر آپ مجھے اسے چھوڑ دے گا ہم دیں تو میں

اسے چھوڑ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا: آپ کو جو حکم دیا گیا ہے کر گزرے تو اس نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی۔ (الہدایہ النہایہ ج ۵، ص ۷۷۷)

انا لله وانا اليه راجعون

حضور نبی اکرم ﷺ بروز یر 12 ربیع الاول 11 ہجری بوقت چاشت خالق

حق تعالیٰ سے جا ملے۔

☆☆☆————☆☆☆————☆☆☆



باب نمبر 2

صحابہ کرام رضوانہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ایک جلیل القدر ہستی کے
حالات زندگی اور خوبصورت فقہیہ کلام

- ☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب نمبر 2

امیر المومنین خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

غار میں پہلے مجھے وہ عکسار مصطفیٰ ﷺ

اس لیے مشہور ہیں وہ یار غار مصطفیٰ ﷺ

ہے دکھا ساتھ اپنے قبر میں شاہ عالم ﷺ نے

کسے پھر کون آقا سے جہا صدیق اکبر کو

عمر راز بہت، جان غار مصطفیٰ ﷺ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اسرار شریعت، رموز دین کے عزم اور روح اسلامی کے داتے راز ہیں۔

قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، علم الانساب اور دیگر علوم میں آپ ایک خاص مقام رکھتے

ہیں۔ آپ کو یار غار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ قرآن پاک نے "لَا تُحِصُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ"

کہہ کر تخصیص فرمادی ہے۔ آپ کو افضل البشر بعد الانبیاء اور فقی فی الامور بھی نعمت مصطفیٰ

سے بھی نوازا گیا ہے۔

ولادت باسعادت:

رواق اور یار مصطفیٰ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 572 ہجری میں مکہ

مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

آپ کا پہلا نام عبد الکعب اور اسلامی نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔ اور آپ کا نسب

یکساں طرح ہے: عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تميم بن مرہ بن کعب بن

لوی۔ آپ کے والد محترم کا نام عثمان اور والدہ کا نام سُلَیْمَت ہے۔ صغر اور کیت ۱۲ سال تھی۔

نسب کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرہ بن
کعب کی اولاد ہیں۔

لقب و کنیت:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے اور آپ زیادہ اسی کنیت سے مشہور
ہیں۔ جبکہ آپ کے دو لقب ہیں، ایک حقیقی اور دوسرا صدیق۔ حقیقی کے معنی آزاد کے ہیں۔
حضور ﷺ نے آپ کو عقیق من اللہ (آتش دوزخ سے آزاد) فرمایا ہے۔ دوسرا جو
آپ کا لقب صدیق ہے اس کے معنی سچائی میں کامل کے ہیں۔ اور آپ کو صدیق اس لیے کہا
جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔ لقب صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی
بہن بھئی اور تہ کے صلہ پاک صاحبِ اولاد ﷺ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی۔
بکر صدیق و مہاجر حضرت ابو بکر صدیق کے ایام بچپن و جوانی:

آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے۔ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آٹھ دن پہلے حضور سرورِ عالم کے احاطی کریمانہ اور عادات
مہارک سے انجلی طبع و اقلیت رکھتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن سے ہی حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبوب و محبت مالکِ ہاں ﷺ ہے مگر بے تعلقات تھے۔ جب
آپ جمالی کی عمر کو پہنچے تو قہارت کا بیڑا اختیار کیا۔ آپ نے کپڑے کی قہارت کی۔ خدا داد
ملائیچہ و ملائحت کی بنا پر آپ قہارت کے مہمان میں بہت زیادہ کامیاب ہوئے۔ آپ
آرام و سکون میں رہنے سے پہلے اس ملائے ابدائی آخری مرکب اپنے آقا کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قتل ہوا کہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے

خدا کی طرف ہوتا ہے اور دوسرا رخ خلق کی طرف اور خلق میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں اور ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اگر نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز حائل ہے تو وہ حبیبیت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بذریعہ مصطفیٰ ﷺ آسمانی علوم سے آگاہ رہے۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ مجھے وحی ہوا ہے میں نے ابو بکر صدیق کے سینے میں نقل کر دیا ہے۔

خاندان صدیقی کی عظیم قربانیاں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عزم راز نبوت تھے، ایسے امور جن کا تحقق راز داری سے ہوتا تھا، وہ خاندان صدیقی کے سپرد تھے۔ جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار ثور میں قیام فرمایا تو اس سارے سفر میں رفاقت مصطفیٰ ﷺ کا شرف جس صحابی کے حصہ میں آیا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اور ان مشکل ترین حالات میں نہ صرف حضرت ابو بکر صدیق اپنا آپ ہار گاہ مصطفیٰ میں قربان کئے ہوئے تھے بلکہ اپنا پورا خاندان حضور کی خدمت پر ماسود کیا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے تخت جگر حضرت مہدی اللہ کو یہ بے لوثی سونپ رکھی تھی کہ وہ غار ثور تک آ کر مشرکین مکہ کی سازشوں اور کاروائیوں سے آگاہ کریں اور اپنی نور نظر نبی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی ذمہ داری یہ لگائی ہوئی تھی کہ وہ غار ثور تک کھانا پہنچائے جبکہ مقام حاصرین لحدہ کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ روزانہ کرباں غار ثور تک لائے اور میرے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکھ کر چلائے۔ اور کربوں کے غار ثور تک لائے میں ایک اور نعمت کا فرما تھی کہ وہ ان کے نکاحات مت نہائیں گے اور اس طرح کھانا کھائے کہ وہ کھانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے خاندان کی چار نسلیں صحابیت کے مرتبہ پر فائز تھیں، یہ ایک ایسا شرف ہے جو کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے مثل سخاوت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ مال راہِ خدا میں صرف کیا۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کیلئے جو جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی وہ جگہ دو جیم بچوں کی اور کئی رضی اللہ عنہما کی ملکیت تھی۔ ان بچوں کے سر پرست معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ انھیں جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے ہار گاہ رسالت مآب میں حاضری دی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم یہ جگہ خاندانِ خدا کیلئے بلا قیمت یعنی ہدیہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ دو جیم بچوں کا حق مانا جائے۔ اس جگہ کی قیمت بھی وہ حضرت صدیق اکبر نے ادا کی۔ اس طرح مدینہ منورہ میں کئی مسجد حضرت صدیق اکبر کے تعاون سے تعمیر کی گئی۔

جب ہجرت کیلئے مالِ دولت کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے گھر کا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر چھاد کر دیا۔ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ہائیکات پر ہی ہجر و سارہ توکل کیا۔

خلافتِ رسول ﷺ کا منصب عظیم:

جب حج فرض ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کے دوران آپ مسجد نبوی میں امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں سحرہ عائشہ صحابہ کرام نے آپ کی آنکھیں دھو کر دیکھیں۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دارقانی سے تحریف لے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسخ خلافت کو روٹی بخشی۔ حضرت ابو بکر صدیق وہ مرد آہن ہیں جو رنج و الم کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں مبر اور روشنی کی مشعل کی طرح نمودار ہوئے۔

جنگ اہد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زمین پر پھینک دیا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں اور اب جہاد کا کیا فائدہ؟ آپ نے ان آیات کی تلاوت کی جن کا نزول جنگ اہد میں ہوا تھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو جائے یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم دین (اسلام) سے بھڑکاؤ گے اور جو شخص دین اسلام سے بھڑجاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کرتا۔ (ترجمہ)

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سکتے کا عالم طاری ہوا اور حضرت علی المرتضیٰ شدت غم سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان حالات میں کئی صحابہ کرام نے جنگ کی راہ لی۔ ایسے میں فقط حضرت ابو بکر صدیق کی فہمیت تھی جو مسلمانوں کیلئے سکین اور رہنمائی کا ذریعہ بنی، آپ نے سخت نبوی سے بٹھا کر اماند کیا، آپ نے شریعت کو اپنی جگہ پر قائم رکھا کہ راست مسلمانوں کا ذریعہ کیا اور اس میں سے سرکشی کا مادہ مٹا دیا۔

مہد خلافت کی چھ ابتدائی مشکلات:

حضرت ابو بکر صدیق کے مہد خلافت کی چھ ابتدائی مشکلات یہ تھیں: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی مہاجرین و انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا دعویٰ کیا اور سفیدنی ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ اس کا ردائی کی خبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی گئی۔ چنانچہ آپ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر فوراً سفیدنی ساعدہ پہنچ گئے۔ انہیں اس گفتار کے بعد سفیدنی ساعدہ میں آپ کی تقریر اس روشن حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ کی تقریر سے انکار و افتراق کا ایک خطرناک باب بند ہو گیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ طول پکڑ جاتا تو کوئی ہیبت نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی ملت اسلامیہ کا شیرازہ بھی کھٹکے کیلئے نکل جاتا۔

دست صدیق رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کی بیعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت 33 ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ سب نے برخلاف فہم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(بخاری ج 1، باب 25، ص 251) مکتبہ حضرت محمد صالح بن علی (رحمۃ اللہ علیہ)

بشیر دہلوی برہمیت کی بشارتوں کی سچائی:

حضرت برہمیت کی ”وہا مطلق عن الہوی ان ہو الا وحی“
 ”وہا مطلق“ کی نشان دہانی قرآن سے بھی بشارتیں ملتی ہیں ان میں سے کوئی ایک
 یہ ہے کہ جس کی زبان سے حق بولتا ہو، جس کی زبان سے حق بولتا ہو، اور جس کی
 زبان سے قرآن پڑھتا ہو اس سے غلطی ہو سکتی ہے، بلکہ وہاں تو غلطی کا تصور کرنا بھی کفر
 ہے۔ اس لیے قرآن و حدیث میں بشارتیں ملتی ہیں اور ان کی سچائی کا مطالعہ کرتے

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر صحابہ کرام نے بیعت کی تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زبان حق ترجمان سے ادا ہونے والی بشارت کی ثابت کر دکھائی کہ اے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ”میرے بعد تم کوئی عکمران نہ ہوگا۔“ وہی کچھ ہوا جو کچھ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

(بحوالہ تاریخ الخلفاء۔ صلی نمبر 175، 176)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری امت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھے گی اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے نکلیں پھرے گی۔
(بحوالہ مذکورہ)

اسی طرح کی ایک اور بشارت زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ جنگ خندق میں خندق کھودتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شام کی کھجیاں دی گئی ہیں، شام کے سرخ مٹلات کو دیکھ رہا ہوں، مجھے قاریں کی کھجیاں دی گئیں ہیں میں عائن کے سفید گل دیکھ رہا ہوں، مجھے یمن کی کھجیاں دی گئی ہیں میں منشاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

اسی طرح ایک اور بشارت بھی زبان رسالت سے ملاحظہ ہو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرفتار کرنے پر ایک سو سرخ اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا تو سراقہ بن مالک اسلام لانے سے قبل کفار کی طرف سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل اور آپ کے صحابہ کو ایذا دینے میں آگے آ گئے تھے۔ ایک سو سرخ اونٹ کے انعام کی لالچی میں سراقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچا کیا۔ جب قریب پہنچے تو ان کے گھوڑے نے یکدم غصہ کر کھائی اور بے چارے کے گھٹے اٹھوں نے بدگلوئی خیال کیا، اسحاق کے حیر پاس تھے، نورماؤ کش سے حیر نکال کر اسحاق کیا، اسحاق

خلاف نکلا لیکن انعام کے لالچ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے بہت قریب پہنچ گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بصورت تلاوت قرآن کانوں میں بخوبی پڑنے لگی، حضور تلاوت قرآن میں بہت متن معروف تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی کبھار پیچھے دیکھ لیتے تھے، سراقہ جب قریب پہنچے تو گھوڑے نے ایک بار پھر ٹھوکر کھائی، یہاں تک کہ اس کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑے، گھوڑے کو ڈانٹ کر اٹھایا تو گھوڑے کے زمین میں دھنسنے اور پاؤں لٹکنے سے زبردست غبار اٹھا، جس پر انہیں پھر بدگھوٹی کا احساس ہوا۔ حیروں سے پھر استکار کیا اور مخالف جواب نکلا۔ اب انہیں اپنی ناکامی کا پتہ یقین ہو گیا۔ یزان کے دل میں یہ بات جا گزیں ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور کامیابی ہوگی۔ چنانچہ سراقہ نے آواز دے کر حضور کو روکا، سراقہ نے پاس جا کر کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری اور قتل پر سو سرخ اونٹ کا انعام مقرر کیا ہے، سراقہ نے لہجہ زار واداء حضور کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہا لیکن حضور ﷺ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ انا سے ہارے کسی کو کچھ نہ ملتا۔ سراقہ نے حالی بھرتے ہوئے ایک امان نامہ دینے کی درخواست کی جو حضور ﷺ نے مامر بن لہوہ کو حکم دے کر چڑے کے کلاے پر لکھوا کر دے دیا، اور سراقہ بن مالک کہ وہاں اس وقت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا کہ اے سراقہ میں آپ کے ہاتھوں میں قیصر و کسریٰ کے نگین دیکھ رہا ہوں۔

جب حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت آیا تو ایک جنگ میں مال ثقیف مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور جب تقسیم کیا گیا تو قیصر و کسریٰ کے نگین بھی اس کے، تو حضرت سراقہ بن مالک نے وہ مال اپنے ہاتھ حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ کو دکھا کر، نگین حاصل کرنے جس کی خواہش حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ کو دی تھی۔ الغرض حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بڑے عظیمی دی تھیں، وہی اسی طرح ہماری ہو گئی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واثنا اس مزاج نبوت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پر سب سے پہلے یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ تو اس مسئلے میں سب خاموش رہے، میرے ابا جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ہر می وچیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے۔ دوسرا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی میراث کا بیعہ اور اس مسئلے میں بھی سب خاموش رہے کوئی بھی اس مسئلے کو حل نہ کر سکا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا طاعتِ مروت ہے۔ (بحوال تاریخ الخلفاء۔ صفحہ نمبر 207)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جذبہ اطاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

نائب رسول ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جذبہ اطاعت مصطفیٰ ﷺ سے ہمہ وقت سرشار رہتے تھے۔ آپ کی اطاعت واجاز مصطفیٰ ﷺ کی یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے چند روز پیشتر سات سو صحابہؓ پر مشتمل ایک فکرِ توحید دیا جس کا قائد حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا تھا اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غلیظ مقرر ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو فکر کی روداگی کا حکم صادر فرمایا صحابہ کرام نے فکرِ اسامہ کی ہم ملوثی کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کوئی ہوتا ہوں جس پر وہ گام کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ترحیب دیا ہو میں اس کو ملوثی کروں؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فکر کو کو بیج

کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا وہی کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ قصاصہ کے ملانے سے ابتدا کرو، پھر آئی پہنچو۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما چالیس دن بعد فتح و نصرت سے باہر نہ ہو کر داخل ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی:

کچھ لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کے نام یہ ہیں: ظہر، مسیلہ، کذاب، اسودہ بنی، سہار، بنت حارث۔ ان جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زبردست تحریک چلائی اور انہیں منہ کی کھائی پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مکرین و کواۃ اور مدعیان نبوت کے خلاف متعدد جنگیں لڑنا پڑیں۔ خاص طور پر جنگ یامہ جو کہ مسیلہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جس میں ستر حفاظ قرآن شہید ہوئے۔

آپ کے عہد خلافت میں غیر اسلامی تصورات کا اسلام ہی کا تصور حلیم کرانے کی سلاش کی گئی۔ آپ ہر وقت لوگوں نے عقل الٰہی کو منہ کی کوشش کی، لیکن آپ نے ان سب لوگوں کی سلاشوں کو خاک میں ملا دیا۔ آپ نے واضح کیا کہ اسلام میں امامت حق تعالیٰ کی ہوتی ہے، خواہ اکثریت کچھ ہی کہیں نہ ہو۔ آپ نے دو برس قرآن و حدیث کے مطابق خلافت کے فرائض سرانجام دیے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فتوحات:

1۔ فتح 2۔ مد	3۔ یمن	4۔ حجاز
5۔ فتح 6۔ یمن	7۔ یمن	8۔ مدینہ و مکه
9۔ فتح 10۔ مد	11۔ فتح 12۔ مد	

وصال پر طالع:

صدق وصال کے نکل کر راست و بصیرت کے عظیم شاہکار شب و نذر دار و فرجیوں
بے کسوں کے غم گسار اور اسرار بزم قدس کے محرم جناب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
22 جمادی الاخریٰ 13 ہجری قمریٰ کے دن 63 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔
آپ نے فرمایا مجھے انجی پڑھوں میں دفن کیا جائے۔ یہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت واضح نظر آتی ہے، کیونکہ انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے آپ کے کپڑے
میں ہوتے تھے۔

حرف آخر:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ درشتی اور سوس و خوار ہیں جنہوں نے حضور
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق و اطوار کو اپنا حقیقی ورثہ سمجھ کر اپنے پیروں سے لے
لیا اور اپنے شاگردوں کو آتش جہنم سے بچانے کا اہتمام کرنے میں کوشاں رہے۔ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر مقام پر اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں گمراہ
دیکھ کر روپ اٹھتے تھے۔ حضرت مہدوالفانی فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کو کمال اجازت نبوی سے مشرف کیا اور دشمن شریعت مصطفیٰ سے آراستہ کیا۔ جس شخص
کو شریعت کے ساتھ نسبت نہیں وہ شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت و بزرگی
اس جہاں میں کیا پہچان سکے گا؟ کیونکہ کج بھوت کیساتھ اور باطل حق کیساتھ ملا ہوا ہے۔
قیامت کے دن آپ کی بزرگی معلوم ہوگی۔ نیز فرمایا سلامتی کا نزول ہر اس شخص پر ہوتا ہے
جو حق کا پورا کار ہو اور اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کار بند ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو آپ سے بے حد محبت تھی، آپ کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔
آپ کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے نصیحا شعار پورے کارکن ہیں۔ سلام علیہم:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام

يَا غَنِيَّ لَا تَكُنْ وَلَا تَسْتَأْنِ	وَعَلَى الْكِبَادِ عَلَى السَّيِّدِ
اے غنی! غریب و نادار نہ بن جائے اور نہ ہی	دعوت پروردگار عالم پر ہونے کے حق کی
علیٰ غنم جسد جند الہی	وَأَسْأَلُ بِغَنَّتِ بِي الْمَلْعَدِ
صحابہ کے بہترین لرزہ پر نوبت	جو ظلم عالم کے ظلم میں مرثام کو شہر میں پہاڑ کا
لَعَلِّي التَّوَكُّلُ وَلِيُّ الْبِنَا	يَا وَزَّيْتُ الْبِنَا عَلَى الْغَنَمِ
اے اللہ! تو ہی تکیہ و تکیہ کا مال	اور یہ ہمارا ہمارا تکیہ و تکیہ کا مال
لَكُنَّ الْبِنَا عَلَى الْغَنَمِ	وَلَكُنَّ الْبِنَا عَلَى الْغَنَمِ
ابھی دیکھ، جو حبیب ہی ہو گیا	اور وہ نہ ہو دیکھتے ہو ایک عالم تھا
لَكُنَّ الْبِنَا عَلَى الْغَنَمِ	لَكُنَّ الْبِنَا عَلَى الْغَنَمِ
اگر وہ نہ ہو دیکھتے ہو ایک عالم تھا	اور وہ نہ ہو دیکھتے ہو ایک عالم تھا

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

باغیان باغ اسلام و یقین	پاسان امت سلطان دین
سلطت اسلام، زور مومنان	طالب و مطلوب شاہ مرسلاں
کفر کا سر جس نے نچا کر دیا	خادموں کو جس نے کروڑ کر دیا
وہ جواں امت، جری، چانداز ہے	وہ رسول اللہ ﷺ کا شہباز ہے

بیکر شرافت، تعمیر محبت، خلیفہ دوم، امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ عظیم مردِ جلیل ہیں جن کے اسلام لانے پر رسول خدا ﷺ کو راحت ملی۔ دیجائے اسلام میں ایسا انقلاب آیا کہ چھپ کر محاربت کرنے والے سایہ دلدار کعبہ میں معروف محاربت نظر آنے لگے۔ آپ کا نام جب بڑے بڑے پہلوان سنتے تو ان کے جھسوں پر لنگی طاری ہو جاتی۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں کئی عظیم کارنامے سر انجام دیئے۔

ولادت باسعادت:

آپ ہجرت سے چالیس سال قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے 13 سال بعد 581ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام ہی اسم گرامی عمر بن خطاب بن النخیل بن عبد المعزی بن دیاخ بن قریظ بن دذاح بن عدی بن کعب بن لؤی۔
آنحضور ہی اکرم ﷺ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب کعب بن لؤی

ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام مختہ تھا۔ آپ قریش کی شاخ بنی عدی
میں سے تھے۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابو حفص تھی، جو کہ رسول اللہ ﷺ نے خود رکھی۔ حفص عربی میں
شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

لقب:

آپ کا لقب قاروق تھا۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے:
اللہ تعالیٰ نے عمر کے عقب و زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ قاروق ہے جس کے
دو بچے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے۔

لہایاں خصوصیات:

حضرت قاروق رضی اللہ عنہ میں ۵ لہایاں خصوصیات تھیں جو کہ درج ذیل ہیں:
(۱).....سب ہالی۔ (۲).....شہامت و بہادری۔ (۳).....پہلوانی روشنی۔
(۴).....شہساری۔ (۵).....خطابت و تقریر۔ (۶).....طیبت۔

حضرت قاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہارگاہ مصطفیٰ کی مراد:

حضور نبی اکرم ﷺ کے باقی تمام صحابہ کرام و خواص اللہ علیہم اجمعین مراد تھے
لیکن حضرت قاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد تھے، حضور رحمت عالم ﷺ نے دعا فرمائی، دعا
کے علاوہ کچھ اس طرح تھی:

اللہ تعالیٰ محمد بن عبد اللہ کے لیے اسلام کو عزت و سر بلندی
بخلائے۔ (حدیث شریف)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اگلے ہی دن حضرت عمر بن خطاب اسلام کی دولت سے بالا مال ہو گئے۔

اسلام کی مخالفت کی وجوہات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول اسلام کے بعد کفار کی اسلام دشمنی بڑھ گئی، درحقیقت انہیں اسلام کی ترقی کسی طرح بھی قبول نہیں تھی۔ جوں جوں اسلام ترقی کر رہا تھا تو ان کی دشمنی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

کفار کا اسلام کی مخالفت کیوں کرتے تھے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے خیالات کو آسانی سے نہیں بدلتا۔ ابو جہل نے اپنی آخری عمر میں بارہا کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم دیتے ہیں وہ سچی بھی ہوتی ہیں اپنے باپ دادا کے مذہب سے کیسے منہ موڑوں اور سرداری بھی جاتی رہے۔ ملاسا قتل ان کے بارے کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

آئین نو سے ذرا طرد کہیں پہ اڑنا

منزل بھی کٹھن ہے قوموں کی دعا کی میں

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام۔ دو مختلف روایات:

نعت اسلام بھی دولت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھ دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ قبول مورخین نبوت کے ساتویں سال پیش آیا۔ آپ چالیسویں مسلمان تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا، پھر عین سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کیلے لکھے، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ کر خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور بلا اذیت کوئی آپ نے

سورۃ الحاقہ آخر تک تلاوت فرمائی اور حضرت عمرؓ کو بٹے رہے۔ کلام الہی زبان رسالت
ماب سے نکل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں اترتا گیا۔ حضور رحمت عالم
ﷺ نماز سے فارغ ہو کر گھر کو پہنچے تو حضرت عمر فاروق بھی پیچھے نکل دیے۔ حضور رحمت
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے سینے پر ہاتھ بھرا اور دعا دی۔ (مسند احمد، جلد نمبر ۱)

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک روز شیخ رسالت کا
چراغ گل کرنے کے ارادے سے ہاتھ میں تھوڑا لے جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت فہم
بن مہاجر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے پوچھا کہ اسے مرا کہاں کا ارادہ ہے؟
گفتا ایسے ہے کہ آج انسانیت کا خون پینے جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ آج اس کا خاتمہ
کرنے کیلئے (نور ہادی من ذلک) جا رہا ہوں جس نے ہمارے جن کو برا بھلا کہا اور
خامسے آواز اجداد کے دین سے گھڑی۔ حضرت فہم نے فرمایا کہ اسے مرا کہاں جانے سے
پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تم جس کا خاتمہ کرنے جا رہے ہو اسی کا کلمہ تمہاری بہن فاطمہ بنت
خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی عمر فاروق کے تن بدن
پھٹ اٹک گئی۔ آپ نے دروغ بازانہ و رسالت سے عذر اور سہارے اپنی بہن کے گھر گئے
اور دعا دے پڑھ کر دی، مگر کاعود سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی، لیکن نے
خدا را کھولا، عمر فاروق نے بہن کو مارنا بیٹھا شروع کر دیا، بہن نے بڑی ہمت اور حوصلے
کے ساتھ جواب دیا کہ اسے عمر تمہاری ضرورت ہے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بتائیں
میں کہ بہن کو خون میں نہا ہوا دیکھ کر حضرت عمر کا جوش بکھڑکا ہوا اور کہا کہ مجھے وہ اور اتنی
گناہ جو تم چاہ رہے تھے۔ بہن نے کہا یہ حق اس کلام ہے اسے ناپاک سمجھیں گے۔ (لا
تکفرون) پہلے آپ قبیل کے پاک سالک ہوں پھر آپ اس کلام مقدس کو
سمجھ گئے ہیں۔ چنانچہ عمر فاروق نے اپنے آپ کو پاک نہاد کیا تو بہن کے پاس بڑے

ہی ادب سے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اب لیکن نے اپنے بھائی کے دل کو کفر کی غلامت سے صاف کرنے کیلئے سورۃ طہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا بدل گئی، کفر و عمل گیا، دل اسلام کے نور سے جھلکا اٹھا اور کہا کہ مجھے بھی اس در پلے چلو جس در سے تم نے یہ کلمہ پڑھا۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہار گاہ و رسالت مآب میں حاضر ہو گئے اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔

بھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے پیرے کا بکر

مرد نادان پہ کلام نرم و نازک ہے اثر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو اور اسلام کو بڑی قوت نصیب ہوئی۔ اور آپ نے علی الاعلان مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ شریف میں جا کر نماز پڑھی۔ مشرکین نے حرامت کرنا چاہی، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تکرار کے سامنے ہمت نہ ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حق و باطل کا فرق بے ملاحظہ پدا شیخ کر دکھایا، اس خدمت جلیلہ کے عوض ہار گاہ و رسالت ﷺ سے فاروق کا لقب ملا۔ اور کفار پانچ ایک بہادر آدمی کو کر پیمان تھے۔ ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کفر کی بنیادیں مل گئی ہیں، چنانچہ کفار کہ جوش و خروش سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے۔ شاید اس خیال سے کہ عمر کو شہید کر دیں۔ آپ کے رشتہ داروں اور من دون نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی، آپ کے ماموں عاص بن داؤد بھی نے کفار کو ڈانٹ کر کہا کہ میں عمر کو پناہ دیتا ہوں، تم میں سے کسی کی ہول ہے جو عمرؓ ہاتھ اٹھائے، اس پر کفار لوٹ گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت:

آپ کے دور خلافت میں ایک ہزار پچیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار سہری قیر

ہوئیں اور ایک ہزار نو سو شہر رکے گئے۔ (بحوالہ تاریخ الخلفاء)

خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتوحات:

آپ کے دور خلافت میں جو بڑے بڑے شہر فتح ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

- | | | | |
|------------|--------------|----------------|---------|
| 1۔ عراق | 2۔ ایران | 3۔ قادیہ | 4۔ عمان |
| 5۔ بلوچ | 6۔ طرابلس | 7۔ شام | 8۔ حمص |
| 9۔ فلسطین | 10۔ اجنادین | 11۔ بیت المقدس | 12۔ مصر |
| 13۔ بالیون | 14۔ اسکندریہ | | |

مکی تقسیم:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی سلطنت کی توسیع کی تو مقبوضہ ممالک کو گیارہ صوبوں میں تقسیم کر دیا جن کے نام یہ ہیں۔

- | | | |
|----------------|----------------|-----------|
| 1۔ اسکندریہ | 2۔ صیغہ السورہ | 3۔ شام |
| 4۔ جریرہ | 5۔ مصر | 6۔ کوفہ |
| 7۔ فلسطین | 8۔ مصر | 9۔ خراسان |
| 10۔ آذربائیجان | 11۔ فارس | |

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وضع کردہ فوجی نظام:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے پہلے ہندو فوج کا کوئی نظام نہ تھا۔ ضرورت کے وقت فوج اکٹھی کر لی جاتی لیکن 15 ہجری میں آپ نے ولید بن حاتم کے توسط سے فوج کا ایک ہندو انداز مستقل عملہ بنایا۔

فوج کے شعبے:

فوج کا کمانڈر انچیف محمد بن عبد اللہ بن جراح۔ عسکری ڈاکو فوج ہر رات چار ہفتی تھی۔

زیادہ اور شہسواروں کے علاوہ فوج میں جو شعبے تھے وہ درج ذیل ہیں:

- 1- مقدمہ
- 2- پیمہ
- 3- پسرہ
- 4- قلب
- 5- ظیہ
- 6- ساق
- 7- شہسوار
- 8- حیر اعزاز

فوج کی تقسیم کار:

فوج دو حصوں میں منقسم تھی۔ ایک ہاتھ فوج تھی جو ہر وقت جنگی چاروں میں مصروف اور محاذ جنگ پر رہتی تھی۔ جبکہ دوسری رضا کارانہ فوج تھی جو ضرورت پڑنے پر طلب کی جاتی تھی۔ لیکن محاذ پر دونوں کو ملتی تھیں۔

فوجی ملازموں کیلئے تحفظ کا انتظام:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جہاں فوج کا ہاتھ انتظام وضع کیا گیا وہاں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا کہ فوجیوں کیلئے ہاتھ انتظام مقرر کی گئی۔ فوجیوں اور بھائیوں کے نام رجسٹر میں درج کئے گئے۔ جنگ ہر وقت جو بھائیوں میں شریک ہونے ان کی تحفظ سب سے زیادہ تھی۔ کم سے کم عین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار درہم سالانہ تحفظ ہیں مقرر کی گئیں۔ عام سپاہیوں کی تحفظ دو سو سے تین سو درہم سالانہ تھی۔ اور افسروں کی سات ہزار سے دس ہزار درہم سالانہ تھی۔ جبکہ فوجیوں کے بھائیوں کو دو کاف بھی دیئے جاتے تھے اور اس کے علاوہ ایک من مٹہ ہاں سیر و زمین و تھن اور ہاں سیر سر کرتا تھا۔ اور اس سارے انتظام کا طریقہ کار یہ تھا کہ اس طرح تھا کہ مال قیمت بیت المال بکھایا جاتا تھا۔ پھر یہاں سے شرعی احکام کے مطابق فوجیوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

چند خاص باتیں:

- 1- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کی صحت اور آرام و سائیں کا خاص

- خیال رکھا۔ چنانچہ آپ نے فوجی مراکز میں سپاہیوں کے دل بٹے کیلئے پارکس بنوائیں۔
- 2- آپ نے فوجیوں کے گھوڑوں کے لیے بڑے بڑے اسٹبل تیار کرائے اور ہر اسٹبل کے نزدیک چراگاہیں تعمیر کرائیں۔
- 3- آپ کے دور حکومت میں متحدہ المبارک کو عام تعطیل ہوتی تھی۔
- 4- کسی سپاہی کو چار بیٹے سے زیادہ عرصہ تک گھر سے باہر کسی مقام پر نہ بے پرہیزگار نہیں کیا جاتا تھا۔

فوج کے خاص خاص مہدے:

دور خلافت میں فوج کے اہم اور خاص مہدے یہ تھے:

- 1- عزائی
- 2- حرم
- 3- حطب
- 4- طیب
- 5- ہاسون
- 6- حراج

فوجیوں کو چھ کس رکھے کیلئے اہم ہدایات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو چھ کس اور چھ کار رکھے کیلئے اور چھ کس و صفت کا عادی بنانے کیلئے یہ ہدایات ہماری کی تھیں کہ کوئی سپاہی رکاب میں پاؤں ڈال کر نہ سوار ہو، ریشمی لباس نہ پہنے، دھوپ سے نہ بچے، حمام میں غسل نہ کرے، نگے پاؤں نہ چلے، اس کے ساتھ ساتھ سپاہیوں کو شہسواری و غیر اعلیٰ کی مشق، جنگی مشق اور سالانہ ورزش کا سختی سے حکم دیا جاتا تھا۔ اسان تمام حقوق کیلئے وسیع میدانوں کا اجتماع بھی کیا تھا۔

ایک حدیث پاک اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یقین کامل:

حضرت ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے کہ بھلائی اس پر حرکت کا کوئی عمل

نہیں لیکن مجھے اپنی امت سے حب دنیا کے مرض میں مبتلا ہو کر گمراہی کا خطرہ ہے۔

اسی حدیث پاک پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اتنا پختہ یقین تھا کہ جس وقت طوان عراق کا آخری شہر فتح ہوا تو عراق کی فتح مکمل ہو گئی۔ اور جس وقت عراق سے زور و ستم اور مال و متاع کے اہلار مدینہ شریف آنے لگے تو ایک دن مال قیمت کے ایک ڈبیر پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ سے پوچھا گیا کہ یہ خوشی کا مقام ہے اور آپ رو کیوں رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں مال و دولت کی فراوانی آتی ہے وہاں بغض و حسد بھی موجود ہوتے ہیں اور قوم کی قوت و خاندان جنگی کی تخریب ہونے لگتی ہے۔ (بحوالہ تاریخ طبری)

ایک اصلاحی پہلو:

آج اگر ہم احادیث مقدسہ اور فرامین صحابہ پر عمل کریں اور یقین رکھیں تو کامیابی ہمارا مقدر بن سکتی ہے۔ بڑے کم لوگ ایسے ہیں جو کہ احادیث طیبہ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیوں بعد بھی جنم لیتے ہیں۔ بقول حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ :

بے زاروں سال فرمیں اپنی بے نوری پدوی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے مہمان میں دینہ و دیندا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیروز لولو کا شکایت کرنا

فیروز لولو کی بیٹے کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس نے شکایت کی کہ میرا آقا مجھ سے حصول دیا نہ دیتا ہے۔ آپ نے مقدار پوچھی تو اس نے دو درہم بتائے۔ پوچھا ”کیا کام کرتے ہو؟“ کہا بڑھتی لوہار اور نکاش ہوں۔

فرمایا: تمہارے پیشہ کے لحاظ سے یہ رقم زیادہ نہیں۔ فیروز جانے لگا، تو آپ نے فرمایا: سنا ہے تم ہوا سے چلنے والی ہنگی بہت اچھی بنا سکتے ہو۔ ایسی ایک ہنگی میرے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا، ابھرا ایک ایسی ہنگی بناؤں گا جس کا ذکر شرق سے غرب تک ہوگا۔ آپ کچھ مکے مکے کی نقل کی دمکی ہے لیکن اتنا دھیان نہ دیا۔ چار روز بعد بدھ کے دن حضرت مرضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو اچانک فیروز نے پیچھے سے نکل کر آپ پر پتھر سے پے در پے وار کئے، ایک زبردست ٹاف لگا آپ نے کہا مہدار! رضی بن عوف، مرضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں، خود خون میں لٹنے لگے اسی عالم میں نماز ہوئی، فیروز بھاگ نکلا، نماز کے بعد اس کا تعاقب ہوا۔ اس نے حیرت آوری دشمنی کر دی، جن میں سے چھ شہید ہو گئے آخر ایک شخص نے کھیل ڈال کر پکڑا، اس نے پتھر اپنے پیٹ میں گاڑ لیا اور مر گیا۔ حضرت مرضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ میرا قاتل کون تھا؟ بیٹے نے بتایا کہ فیروز تھا۔ فرمایا: الحمد للہ! میرا قاتل ایسا شخص نہیں جس نے خدا کو ایک بھی عیب کیا ہو۔ (تاریخ طبری، ملین الفیہ، ملین جزوی)

رحم جہالت کا بی تھانپنے کی کوئی امید نہ تھی۔ آپ کو آقا نے نادار مظلومین کے پاس دیا ہونے کی بڑی تمنا تھی۔ اس لئے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو حضرت ماکہ رضی اللہ عنہا کے پاس جبرہ نبوی میں دین ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ماکہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ کہہ دیں گے آپ کے حضور رکھی تھی لیکن مرضی اللہ عنہ کو ترجیح دیں گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا اس آئے، آپ نے پوچھا کیا جواب دے؟

مرضی، عجب سچے تھے، فرمایا سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔ (صحیح البخاری، ۷/۱۱۷)

شہادت

ضروری وصیتوں کے بعد رخصتی ہونے کے تیسرے روز یکم محرم ۱۲۳ ہجری ہجرت کے دن اس دنیا کو خیر باد کہا۔ اتوار کو دفن ہوئے۔ عمر تقریباً سٹھ سال سے کچھ زائد تھی۔ مدت خلافت دس برس اور قریباً چھ ماہ ہے۔ وصیت کے مطابق حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے نماز چٹاڑہ پڑھائی۔

ازواج و اولاد

آپ نے مختلف اوقات میں چھ شادیاں کیں۔ لڑکے عبداللہ، حمید اللہ، عامر، عبدالرحمن، زید، اور بھیر ہیں۔ لڑکیاں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور قتیہ تھیں۔ آخر عمر میں خاندان نبوت سے شرف انتساب حاصل کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم سے چالیس ہزار مہر پر عقد کیا تھا۔

(تاریخ اسلام، مکتبہ المدینہ، ص ۱۶۶)



اولیات فاروقی

عزیزین نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایما کی ہوئی باتوں کو نکھا کر کے لکھا اور ان کو "اولیات عمر" سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولیات پر ایک علیحدہ جہد کتاب لکھنے کی گنجائش ہے۔ چند اولیات درج ذیل ہیں۔

(تاریخ ابن عساکر ۱/۴۰۴)

- ۱..... بیت المال قائم کیا۔
- ۲..... عاتقین قائم کیں اور غرضی مقرر کئے۔
- ۳..... تاریخ دینی ایما دیا۔
- ۴..... امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔
- ۵..... زمین کی پیمائش کرائی۔
- ۶..... سرے لکھا دیئے۔
- ۷..... شہر آباد کئے۔
- ۸..... ممالک مغربہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔
- ۹..... مشورہ یعنی مالِ جہارت پر دارالحصول مقرر کیا۔
- ۱۰..... عربی زبانوں کو مالک اسلام میں آنے اور جہارت کرنے کی اجازت دی۔
- ۱۱..... ہر ایک کے دماغ کے سوال و جواب کے لئے گانا حاصل کیا۔
- ۱۲..... ہر ایک کے لئے ایک سالہ روئے کے لئے مکانات اور کونیں

- ۱۳..... شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔
- ۱۴..... نماز تراویح باجماعت کا حکم دیا۔
- ۱۵..... شراب کی حدashi دتے مقرر کی۔
- ۱۶..... تجارتی گھوڑوں پر ذکوۃ مقرر کی۔
- ۱۷..... نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر سب مسلمانوں کو اکٹھا کیا۔
- ۱۸..... مساجد میں وعظ کا طریقہ جاری کیا۔
- ۱۹..... اماموں، مؤذنین اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- ۲۰..... جو کہنے والے شاعروں کو سزا دی۔
- ۲۱..... اشعار میں غورقوں کے ذکر سے منع کیا۔
- ۲۲..... جو لوٹری صاحب اولاد ہو جائے۔ اس کو فروخت کرنے سے منع

کیا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کلام

اَلَمْ تَرَ اَنْ اللّٰهَ اَنكَهَرَ بَيْنَهُ	علیٰ کُلّٰی وَفِيْ قَلْبٍ ذٰلِكَ خَبِيْہ
کیا تم نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو کباب کر دیا	ہر اس دین پر جس سے پہلے کافران سے گھرا ہوا
وَ اَسْبَلَهُ مِنْ مَّثَلَةٍ يُّنْقَضُ عَا	فَلَا تُخْزَا اِلٰی اَمْرِ بَيْنَ النَّاسِ لَاسِيَمِہ
اور اس نے اس کو کھردر کر دیا حضور سے جب	ان لوگوں نے گمراہی کے خیال کا سود یعنی قتل
فَلَمَّا اَنْجَلَالِ الْمَعْنٰی فِیْ عَرَضَاتِہَا	مُسْتَوْفَاۃً بَيْنَ الزُّلْمِہِ وَ الْحَالِہِ
اور کھردر گئی جب کھڑے اس کے میدانوں	جہن کی باگیں بھولی تھیں، بددیر و خالہ کے
فَاَتَسْنٰی زَسُوْلَ اللّٰہِ لَا غُرٰی لَعُوْرَہ	وَ اَسْنٰی جِلْدًا مِنْ لَحِیْلِہِ وَ خِلْدِہِ
پس رسول اللہ کا شکایت نصرت نے غلبہ لگایا	اور اس کے دھن متھول ہوئے اور گھست کما
	کے بھاگے۔



بیکر علم و حیا امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیا ہے رجبہ زیلان عثمان کا
ہے وہ محبوب محبوب رحمان کا
جس کی دولت حق راہ خدا کیلئے
اس سراپا سعادت کی کیا بات ہے

نام و نسب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام بانی اسم گرامی عثمان تھا، اور آپ کی کنیت ابو مہدی اللہ تھی۔
بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ کو والد نورین لقب عطا ہوا۔

حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ نسب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
بعد نسب سے اقرب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حقیقی پھر بھی ام
حکیم یضاء بہت مہذب و سلیقہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بانی ہیں۔

آپ کے والد کا نام عثمان اور والدہ کا نام اروی تھا، خاندان عوامیہ سے آپ کا
تعلق تھا، آپ کے ماں باپ دونوں قریش سے تھے۔

ولادت و اسعادت:

آپ کی ولادت واقعہ لیل سے چھ سال بعد ہوئی، آپ کا بچپن نہایت پاکیزگی
اور سادگی میں گزرا، ہاں جو اس کے کھانا نہ چاہیے میں حرام امور کا مروج تھا۔

قبول اسلام:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ مراسم تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی رحلت پر کربھی میں ملتہ نگوش اسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر 34 سال تھی جبکہ اس اہدایت میں اختلاف بھی ہے۔ بعض نے آپ کی قبول اسلام کے وقت 29 اور بعض نے 33 سال بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

بشت اسلام سے قبل آپ لکھنؤ پڑھنا جانتے تھے۔ قبول اسلام کے بعد آپ کے اس علمی ذوق میں اور بھی نکھار آیا۔ سبکی جدی تھی کہ آپ کتابت وحی کی اہم اور عظیم ذمہ داری پر بھی مامور ہوئے۔

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آپ کا مقام:

آپ کا شمار مشرہ بشر میں ہوتا ہے اور جب آپ نے ہجرت کی تو آپ کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو الٰہی تمین فرمایا۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے حضرت ابراہیم و حضرت لوط علیہما السلام کے بعد سب سے پہلے حضرت عثمان ہی ہجرت کرنے والے ہیں۔

عبادت و ریاضت کا عالم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شب و روز تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھی تھیں۔ ان کی عبادت قرآن میں بسر ہوتی تھی اور نماز تہجد سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی آیت ”سُبْحَانَكَ يَا جَوْهَرُكَ مِنَ الْاثرِ السَّجُودِ“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عبادت کی کمالیہ بیان کرتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ يَا جَوْهَرُكَ مِنَ الْاثرِ السَّجُودِ

سُبْحَانَكَ يَا جَوْهَرُكَ مِنَ الْاثرِ السَّجُودِ

ترجمہ: لوگوں نے اس کے بچے ہالوں والے کی قربانی دی جس کی خوشانی میں مجاہد کا نشان تھا، جس کی راتیں صبح و شام اور قرآن خوانی میں گزرتی تھیں۔

راہ خدا میں سخاوت:

ہجرت کے نویں سال یہ افواہ پھیلی کہ قیصر روم عرب پر حملہ کرنے والا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے تیاری کا حکم دیا۔ چونکہ ملک میں قحط پڑا ہوا تھا، اس لیے سامان جنگ، سواری اور رسد کا انتظام بے حد مشکل نظر آیا۔ حضرت عثمان نے دس ہزار فوج کا پورا سامان اپنے روپے سے خریدا، ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیے اور ایک ہزار و چار سو کیلئے خوش کیے۔ یعنی حضرت عثمان فنی اپنی دولت کو اسلام کی راہ میں بے دریغ صرف کرتے تھے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان فنی رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت اتنی محبوب تھی کہ آپ اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے، حتیٰ کہ جس وقت آپ کی شہادت ہوئی تو اس وقت بھی آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مگن تھے اور آپ کے خون کے قطرے قرآن مجید کے ان کلمات ”فسیکفیکہم اللہ“ پر گرے۔

ان کا پاکیزہ لبہ اور اہل قرآن پر گرا

راہ حق میں ہو گئے قربان عثمان فنی

اور اس بات کی خبر نبی حبیب ربان حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تقتل وانت مظلوم وتسقط قطرة من دمك على فسيفكفیکہم اللہ۔“

ترجمہ: اے عثمان اتم ظالمین کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی اس آیت
فسیكفیکہم اللہ پر گرے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سترہ ذوالحجہ کو بروز جمعہ نماز عصر کے وقت شہید
ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت ایک دن کم بارہ سال ہے۔ چالیس دن تک آپ محصور ہے۔
بعض نے تاریخ شہادت سات بعض نے آٹھ اور بعض نے انھارہ لکھی ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کلام

وَحَقُّ الْيَتَامَىٰ عَلَى الشَّيْءِ	لَيْتَا عَلَيْنَا الْيَتَامَىٰ وَلَا تَشْكُنْ
اپنے سرمد پر یتیم کا لازم آچکا	تو اے میری آنکھ یتیم اور شک



حیدر کرار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ہر دلی ، ہر فحش ، ہر قلب علی کے سر کا تاج
آسمان علم و حکمت کا ہے جو روشن چراغ
من کے جس کا نام قمریہا ہے جہاں کا ہر جری
وہ خدا کے صفاتی علی علیہ السلام کا شیر ہے مولا علی

ولادت باسعادت:

شیر خدا ، تاجدار علی ، مشکل کشا ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت 13 رجب المرجب عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت اللہ کے مقدس اور پاک گھر خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔

نام و نسب:

دادا و رسول ، سید الاولیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصل نام علی ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں باغی تھے۔

قبول اسلام:

چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش اور تربیت حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں ہوئی ، اس لیے جب اپنی ہجرت کی آخر امان ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا تو حضرت علیؑ پہلے اسلام لائے۔ یہ قبولِ نبوت حضرت علیؑ کی زندگی کے حیرت انگیز سال مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔

کا علاج آپ سے کروایا۔ حق مبرا کرنے کیلئے حضرت علی کے پاس بکھڑا تھا، آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا اور ایک درو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زور فروخت کرو۔ آپ نے 480 درہم میں فروخت کر دی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی کے پاس اس وقت ایک گھوڑا نہیں بلکہ ایک اونٹ تھا۔ الفرض حضور نبی اکرم ﷺ نے ضروری اشیاء منگوائیں، اور علاج پڑھایا۔ پھر حضرت علی وقاطر کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خانگی زندگی:

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کچھ ایسا برتاؤ ہوا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار ہوا، آپ کبیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئیں، آپ کے پیچھے پیچھے حضرت علی بھی گئے اور ایسی جگہ کھڑے ہو گئے کہ انحضرت ﷺ اور حضرت فاطمہ کی گفتگو سن سکیں۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کے غصے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: اے بیٹی! جو کچھ میں کہوں اس کو غور و فکر سے سنو اور عمل کرو۔ وہ کون سے میاں بھئی ہیں جن کے درمیان کبھی کوئی رنجش واقع نہ ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی نظر کے مطابق ہی کرے اور اپنی بھئی سے کچھ نہ کہے؟

حضرت علی پر اس مسئلہ پر جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ پھر انہوں نے کوئی ایسی بات نہ کی جس سے حضرت فاطمہ رنجیدہ، فاطمہ ہوئیں۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے درمیان جب بھی خانگی معاملات میں کوئی رنجش ہوتی تو اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ سے کہہ دیتے اور آپ کمان دونوں کی مصالحت سے غیر معمولی مسرت ہوتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ہار گاہ خدا عزوجل سے ایک خصوصی عہد:

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عیادت میں ایک حد تک کسی بھی عہد کی عہد

سے نکاح حرام قرار دے دیا تھا۔ (حکایت آل رسول ص 127)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ایک خصوصی حکم:

ابن اشام بن مغیرہ نے حضرت علی سے کہا کہ تم فراغت الیٰ حمل سے نکاح کرو، حضرت علی کا ارادہ حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ کو سخت ناگوار گزرا اور آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر غلبہ دیا اور فرمایا: کہ سوئے عورت اور مشرکہ عورت ایک مسلمان مرد کے بعد میں ناگھسی نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے آپ کا اختیار کرو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے نبی صہا لشکب میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے عمن چیزوں کی دعا کی ہے۔

1- تم میں سے جو عمل کرنے والا ہو اسے استطاعت عطا فرمائے۔

2- تم میں سے جو تنگ جائے اسے راہ ہدایت عطا فرمائے۔

3- تم میں سے جو بے علم ہو اسے علم کی دولت عطا فرمائے۔

اختام الرسل:- حضور ﷺ نے فرمایا کہ

”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو“

وہ داتاے سلی ختم الرسل مولائے کل

نہار راہ کو بخلا جس نے فروغ داری بیجا

قرآن پاک میں ارشاد داری ہے

إِلٰیٰ هٰذَا جِئْنَا بِمِثْلٍ خَيْرٍ لِّمَا أَفْسَلْنَا وَلَا تَقْبَلُوا الشُّكْلَ

ترجمہ: یہاں تک کہ جو سیدھا راستہ ہے تو اس کی یہی کہو اور اس کے علاوہ

سے اختیار نہ کرو۔ (سورۃ الاحزاب صفحہ 153)

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی نے اس کی تفسیر میں لکھا کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام ہیں۔

اسلام ایک ملت ہے

رحمت عالم ﷺ کا فرمانِ عایشان ہے کہ

”إِلَّا سَلَامٌ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ وَالْكَفَرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ“

ترجمہ: اسلام ایک ملت ہے اور کفر ایک علیحدہ ملت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر کے خود ساختہ دین الہی کے بارے میں

فرمایا۔

”بَلِّغْ مَا جَدَا كَمَا هُوَ اسْت“

شانِ علی المرتضیٰ

آپ کی شانِ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ عایشان سے واضح ہوتی

ہے کہ آپ کی حدیث مبارک ہے:

”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا“

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

حضرت جلیل القادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کسی نے اپنے گھر پر

اچھی نیت کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس پر توفیق کے سحر دروازے کھول دیتا ہے اسی

طرح جس نے اپنے گھر پر بری نیت کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس پر ذلت کے سحر

دروازے کھول دیتا ہے۔ ہر در سے اسے خبر نہیں ہوتی۔

نفس پر اچھے اور برے دروازے کھلنے کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین نفسوں کا ذکر فرمایا۔

۱۔ **نفس مطمئنہ** اطمینان کرنے والی روح (یعنی وہ انسان جس نے

دعویٰ شرعی احکام کی اطاعت میں گزاری اور ماضی پارضا رہا۔ مفسرین کرام نے لکھا
کہ انبیاء اور اولیاء کو نفس مطمئنہ عطا ہوتا ہے۔

۲۔ **نفس لوامہ**۔ یعنی ایسا نفس جو تنگی میں سستی یا کوئی لغزش ہو جانے پر

لامت اور عمامت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ خطا کا نفس ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس لوامہ ملتا ہے وہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے نفس مطمئنہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور بغاوت اور نافرمانی
کر کے نفس امارہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۔ **نفس امارہ**، نفس امارہ ہے۔

جس کا بغاوت اور گناہ کے سوا کوئی اور کام نہیں یہ فاسقوں، سرکشوں اور

کافروں کا نفس ہے۔ تربیت خداوندی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک
نہایت ہے۔ وارث شاہد فرماتے ہیں۔

وارث شاہد جامعہ دین آسمان

بہادری کالج بہادری

بہادری کی فہرست لکھی گئی ہے۔ اسے قرائت کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس

ہے، یہ ہے یہی ہے اللہ تعالیٰ کے پاس کمال دینی ہے۔

اقبال نے فرمایا۔

ہوئی نہ داغ سے بلکہ پھواری

کر مٹی خراب شاہین بچے کو سمجھ داغ

اقبال نے شاہین کا احتساب کیا کہ مسلمان اور کافر میں فرق ہے۔ مسلمان کو

شاہین سے تعبیر کیا کیونکہ وہ خود شکار کر کے کھاتا ہے۔ جبکہ داغ مری ہوئی چیزیں

کھاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے قوم کو دعوت لکرو دی۔ آپ نے اپنے بیٹے جاوید کو نشانہ

بنا کر قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ یعنی اپنے بیٹے کو تعلیم کیلئے یورپ بھیجا۔ اس نے آپ

سے رقم کا مطالبہ کیا۔ خط میں علامہ اقبال نے اپنے بیٹے کو لکھا اور کہا۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

الغرض علامہ اقبال کے بیٹے نے دوبارہ خط میں رقم کا مطالبہ کیا۔ تو علامہ

اقبال نے فرمایا۔

ہوئی نہ داغ سے بلکہ پھواری

کر مٹی خراب شاہین بچے کو سمجھ داغ

یورپین تجزیہ کاروں نے لکھا کہ مسلمان قوم کے مذہبی مساجد اور مکاتب

میں جو تعلیم دی جاتی ہے، جو کچھ سات سال میں انھیں تعلیم دی جاتی ہے ہماری

آکسفورڈ یونیورسٹی میں اس معیار کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ آج کل ہم مختلف اشتہارات

پڑھ کر تعلیم کیلئے دیار غیر لندن، روس، چین، آسٹریلیا، امریکہ جانے کے حکم میں لگ

جاتے ہیں۔ جو تعلیم ہم پر فرض کی گئی ہے ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی کے بارے میں شہادت

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد عرض کوڑ پر آئیں گے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمام لوگ گویا مختلف درختوں کی شاخیں ہیں میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخ ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں علم کی پہری پتلی اور مضبوطی تھی اور تمام مشرہ و مشرہ میں آپ کو خدمت اسلام دلائی رسول اللہ ﷺ دائرہ رحمت اور جرات و قہارت کی نصیبت حاصل تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگ گویا کئی درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔

شجر سے مراد حبیب رحمن ایک جمالی جائزہ

ابتداء میں کلمہ صودہ معنوں میں مشعل قہاس کی جگہ انگریزی کا لفظ "سولائزیشن" مراد تھا۔ کیا ہے کہ انگریزی کا لفظ "سولائزیشن" کا مقام تو موعود ہے مگر کلمہ کا کئی نہ کہ نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ پہلے سولائزیشن کا پہلو سمجھا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کے معنی ستر اراپا لکھا اسے بڑی ہامیت اور دست حاصل ہوئی۔

حبیب کا مفہوم

انگریزی زبان میں اس کا یہ معنی ہے کہ اس کے مفہوم کو واضح کرنے کیلئے مرئی ہے جس میں کئی اصطلاحات کے لئے ہیں۔

(۱)۔ تہذیب (۲)۔ تحن (۳)۔ ثنات

تہذیب کا لفظ مصدر ہے اسے متعدد جہوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ درخت کی کانٹ چھانٹ کرنا (۲)۔ اخلاق کی اصلاح کرنا۔

(۳)۔ کسی چیز کا خالص کرنا۔ (۴)۔ محبوب دور کرنا۔

(۵)۔ پاک صاف کرنا۔ (۶)۔ تعلیم و تربیت دینا۔

(۷)۔ جاری کرنا۔ (۸)۔ شور و غل کرنا۔

(۹)۔ کسی چیز کو بھرتنا۔ (۱۰)۔ جلدی کرنا۔

درخت کی کانٹ چھانٹ سے مراد

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیماری بھی ایک نعمت ہے۔ آدمی آنے والے وقت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یعنی جسم کا کوئی عضو ہر آلودہ ہو جائے تو حملہ جسم کی پہنچنے کیلئے اس زہر آلود عضو کو کانٹ پھینکے گا۔ یعنی اسلامی معاشرے میں کوئی برائی ہو اس کی سزائیں ہیں۔ شادی شدہ زانی کیلئے ”سنگسار کرنا“۔ اور غیر شادی شدہ کیلئے ”کوڑے“ لگانے کا حکم ہے۔ اسی طرح چوری کرنے والے کیلئے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ اور مختلف سزائیں قرآن پاک میں مذکور ہیں۔

اہل بیت کے تین پہلو

طاہر کرام نے اہل بیت کے تین پہلو بیان کیے ہیں۔

(۱)۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات یعنی زوجوں کی مائیں۔

(۲)۔ داخل اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء اور آپ کی اولاد جو چادر کے نیچے لی گئی مراد حسنین کریمین۔

(۳) مثال اہل بیت یعنی امیر علیؑ صاحبِ اصول و السلام

(۱) حضرت علیؑ داخل اہل بیت ہیں ان سے شریعت کی حقیقت واضح ہوتی ہے ملت اسلامیہ کی حقیقت ہیں۔

(۲) چارہ میں لی گئی اولاد سے شریعت کے علوم واضح ہوتے ہیں اور ان ہی سے شریعت کا نکھار امت محمدیہ کے سامنے واضح ہوتا ہے۔ یعنی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان کی جاتی ہے۔ پھر گھنٹی دکی جاتی ہے۔ پھر مال تراشے جاتے ہیں اور غنیمت ہوتا ہے بالوں کے بدلے چاندی کا صندوق کیا جاتا ہے۔ والدین جنہیں توفیق ہو تو حقیقت کریں۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو۔ اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز چار حصے تو اس کو اور اور ان کے ستر الگ کر دو۔ یعنی اس کا سر اپنے ماگ چھلکی کے سامنے جھکا دو۔ چارہ میں لیے جانے کا مقصد یہی تھا کہ اپنی اولاد کو شریعت مطہرہ کا پابند کیا جائے جماعت محمدیہ کیلئے بڑی سعادت ہے۔

حضرت علیؑ اور علیہ السلام ابوہریرہ رضی اللہ عنہما آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی تربیت یافتہ جزوی ہے۔

اسلامی ملت کی ایک توجیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم ابو صالح جنگل دوست نے بہت عرصہ تک کمالیہ اور فسطی نے جماعت کی آپ نورانیہ کے ماگ کی تلاش میں کل چلے۔ چنانچہ سب کے بارگ کے ماگ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے بارگ کے ماگ سے عرض کی کہ دلو سے بہت عرصہ تک کمالیہ کے ماگ نے تیری تلاش میں بہت عرصہ کیا ہے اس لیے بارگ کے مطابق جست و خیز کی۔ بارگ کے ماگ نے آپ کی طرف سے دعا کی کہ اللہ کا کہہ دے کہ اس کا ساتھ دے دے کی رو میں ہیں۔

پہلی شرط ایک ماہ میرے باغ کو پانی دو۔ دوسری شرط ایک ماہ بعد ہوگی۔

دوسری شرط باغ کے مالک نے کہا کہ تمہیں میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی مگر

شادی سے پہلے میں تمہیں اپنی بیٹی کے صیب بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔

(۱)۔ میری بیٹی عید انکشی بد صورت ہے۔

(۲)۔ اسے گردشِ عقدہ کرنے لپاچ اور اعمہ کا کر دیا ہے۔

آپ نے دوسرے روز ہی شادی کر لی۔ شبِ عروسی کے کمرے میں داخل ہوئے

ہوئے سید ابوصالح جنگی دوست نے دیکھا کہ کمرے میں غلامِ صورت لڑکی بیٹھی ہے۔ یہ دیکھ

کر اٹنے پاؤں واپس آگئے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کے سر نے فرمایا۔ آپ کا چہرہ خنجر

کیوں ہے؟ اس پر ابوصالح نے عرض کی کہ شاید مجھ سے قطع ہو گئی ہے۔ اس پر آپ کے

سر نے فرمایا۔ جو کچھ میں نے اپنی بیٹی کے بارے میں کہا تھا سوچ ہے۔ میں نے کہا تھا کہ

میری بیٹی بد صورت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے چہرے پر دلچسپی واضح بیک اپ

نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میری بیٹی اعمہ ہے اس سے مراد کہ وہ آج تک کسی غیر محرم کے

سامنے نہیں آئی اور اس حد تک کسی نامحرم کیلئے اعمہ نہیں ہوئی۔ لپاچ ہوں ہے کہ آج تک اس

کے قدم شریعتِ مطہرہ کی حدود سے باہر نہیں نکلے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَبَلَکَ آتَمَ کَانَ اَوْدَل سے باز پرس ہوئی ہے۔ (سورہ نساء، آیت 35 تا 39)

آپ کی والدہ کی زندگی حضرت فاطمہ الزہراء کی شری اور عملی زندگی کے عین

مطابق تھی۔ اس بات کوئی حیرت نہیں ہے کہ میں ارشاد فرمایا!

”جو شخص جس قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں اس سے ہے۔“

کفر ایک علیحدہ ملت ہے۔

اسلام سے قبل عرب میں فلاح کی بعض ایسی صورتیں تھیں جو حاصلِ دنیا ہی تھیں۔

مکئی بخاری کتاب النکاح میں یہ صورتیں لکھی ہیں۔

(۱) ایک عورت یہ چھی کہ کسی بہادر کے پاس اپنی عورت کو بھیج دیا کرتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ اس سے بھتر ہو۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سمجھتے تھے اس میں بھی وہی اوصاف آجائیں گے جس کا یہ غلط ہے۔

نکاح کی دوسری صورت یہ تھی کہ چھ آوی ایک وقت میں ایک عورت کے پاس جاتے سب باری باری ہم بستر ہوتے۔ جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنمتی تو سب کو کھلوا بھیجتی اور کسی ایک سے کہتی یہ بچہ تمہارا ہے تو اسے قبول کرتا پڑتا۔ پھر وہ اس شخص کا بیٹا خیال کیا جاتا۔

تیسرا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی فاحشہ عورت کے بطن سے کوئی اولاد پیدا ہوتی وہ توڑشاس کو کھلوا بھیجتی۔ وہ کل دیکھ کر بتا کہ یہ لڑکا فلاں شخص کا ہے پھر فاحشہ عورت اس مرد کو کھلوا بھیجتی تو اس مرد کو کہتی کہ یہ لڑکا تیرا ہے تو اسے قبول کرتا پڑتا۔

ایک قسم مادرش نکاح کی تھی اس نکاح کی صورت یہ تھی کہ کوئی مرد کسی عورت سے طہر و مدت کیلئے نکاح کر لیتا اس مدت گزرنے کے بعد اسے اجرت دیتا پھر اس کو الگ کر دیتا اسے بھوکتے تھے۔

(بحوالہ غائب عالم، کالی سلف، ص 570، 571، صفحہ ۷۷، ہدیٰ غلام رسول)

اسلام اس فکر سے کوڑ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اسلامی کمال حیات کا نمونہ اسے مثال بخدی نبی کی جو کہ احیاء انسانیت کیلئے بلند تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بخدی ہے۔ اگر کوئی شخص مرد اور عورت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بخدی

سے محبت رکھتا اور داہنگی رکھتا ہے تو اسے ایسے ہی طور پر چنے اپنا تاہوں گے جس کا عملی نمونہ انہوں نے ذاتی طور پر پیش کیا ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ آپ نے ازدواج مطہرات کو الگ الگ حجرے چار کروا کے دیئے اور ہر ایک بھئی کو الگ الگ وقت دیئے اور ان سے مساویانہ سلوک کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ایک بہت بڑا اعزاز:

جب حضور نبی اکرم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ مکمل کر چکے تو آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ اے علی! مجھے غسل تم دو گے۔ یہ ہارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آپ کیلئے ایک بہت بڑی معافی جو حضرت علی کے حصہ میں آئی۔ حکم معصوم ﷺ کی قبیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دینے کا شرف عظیم حاصل کیا۔ اور آپ کے غسل کیلئے جس کنویں سے پانی لایا گیا وہ اب "بئر علی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کنویں کے قریب ایک مسجد قبیر کی گئی ہے۔ اور وہاں آج کل حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے غسل کرتے ہیں اور احرام باندھتے ہیں۔ اور احرام کے نفل پڑھتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ کا اعزاز:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس دنیا سے رحلت فرما گئیں تو حضور ﷺ حضرت علی کی والدہ کے کفن کیلئے اپنی قمیص دی اور آپ خود ان کی قبر میں لیٹے۔ پھر اپنی بیٹی یعنی حضرت علی کی والدہ کو قبر میں دفن کیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر کرم نوازی کی آخر وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ان کا میں بہت ممنون ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے ہاتھوں میں محبت اور شفقت سے پالا تھا۔"

شعر و ادب سے گہرا شغف:

آپ کو شعر و ادب سے گہرا شغف تھا، آپ کے خطبات، امثال اور فصیح و بلیغ جملے عربی ادب کا گراں بہا حصہ ہیں۔ آپ سے منسوب قصائد البلاغۃ، الف کلمۃ، نشر اللآلی، بعض الامثال، دستور معالم الحکم، اور عظیم و مواعظ کے عنوان سے گراں قدر تخلیقات شائع ہو چکی ہیں۔ شعری آثار میں آپ کی طرف ایک دیوان منسوب کیا جاتا ہے۔

ازواج و اولاد:

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عطف شادیاں کیں لیکن خاتون جنت کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہی حکم تھا۔ خاتون جنت کے بطن سے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت حسن، حضرت زینب الکبریٰ اور ام کلثوم الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ حضرت حسن نے بچپن میں ہی وفات پائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے چھ نکاح کیے۔ ان کے اس چودہ لڑکے اور ستر لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے صرف پانچ سے ملنے نسل جاری ہوا۔ جن کے نام گرامی یہ ہیں:

- ۱۔ امام حسن ۲۔ امام حسین ۳۔ حضرت محمد بن حنفیہ
 - ۴۔ حضرت مہاسن طہار ۵۔ حضرت مریم بکلیہ رضی اللہ عنہما
- (بھائی: کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف و امین ابی شیبہ)

شہادت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم:

بہ 40 مئی 17 رمضان المبارک کو قتل ارادہ فرما کر سے نماز کی امامت کے

لے نکلے تو راستے میں امن ٹیم سے سامنا ہوا، اس نے اچانک آپ پر گوار کا بھرپور وار کیا،
دارا تاشدید تھا کہ آپ کی پوشاکی کپڑی تک پھٹ گئی اور گوار داغ پر جا کر ٹھہری۔ اسے میں
چاروں طرف سے لوگ دوڑ کر آئے اور قاتل کو پکڑ لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رحمہ اللہ اور ہفتہ کے دن بھی پیچیدہ حیات
رہے اور اتوار کے روز آپ کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ حضرت امام حسن نے پڑھائی۔ دارالامارت
کوفہ میں آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف روایات بھی ملتی ہیں۔
(بحار: تاریخ الخلفاء، ص 374، امام جلال الدین سیوطی، تاریخ حضرت محمد مصطفیٰ)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام

أَمِنْ أَتَقُو تَكْلِفُنَ النَّبِيَّ وَخَلِيْبَهُ	بِقَوْلِهِ أَمْسَى عَلَى خَالِكَ يَوْمِي
میں کو کپڑوں میں کھڑے اور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہونے کا	رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہونے کے لیے تم میں سے کون سے ہیں جو اس کے ہمراہ ہوں
وَأَزَنًا رَسُولُ اللَّهِ لَنَا لَنَرِي	بَلَدًا لَكَ عِيْلًا لَنَا حَيْثَا مِنَ الرَّوِي
رسول اللہ کے وہاں کی صحبت ہم پر نازل ہوئی اسباب	جب تک ہم خود ہی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں رہیں گے
وَمَنْ لَنَا كَالْحَضِي مِنْ لَوْنِ أَفْئِدَةٍ	لَهُ تَقُولُ جَزَاءً عَمَلًا مِنَ الرَّوِي
رسول اللہ کے لیے ایک مضبوط عقیدے	کہ ہر شخص سے پورا اور حاجت حاصل ہوتی تھی
وَمَنْ يَنْزِلُ النَّوْزَ وَالْهَدَى	عَبْدًا حَاشَا ذَاخَ لَنَا أَوْ الْهَدَى
ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا خود ہدایت کو دیکھتے	کچھ بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلے
لَقَدْ عِيْلُنَا كَلَفًا تَقُو يَوْمِي	نَهَارًا لَقَدْ ذَاخَ عَلَى كَلَفَةِ الْهَدَى
آپ کے اوقات کے ہر دم ہانسی دار کی ہانگی	جس میں دن کا کام سے زیادہ شام کا ہو گیا
لَا عَمْرَ مِنْ حَمِ الْخَوَاعِ وَالْهَدَى	وَلَا عَمْرَ تَهَيَّ حَمِيَّةَ التُّرْبِ وَالْهَدَى
انسانی بدن اس کے پہلا بھی نہیں کر سکتا	اور آپ ان تمام اھل کرنے والوں میں جن
ہوئے ہیں ان میں سب سے بڑا آپ ہیں	کو خاک سونے جیسا ہے سب سے بڑا ہیں
لَقَدْ لَوْنُ الْهَدَى تَقُو حَمِيَّةَ	مَنْ لَقَدْ عَمْرَ مِنْ حَمِيَّةَ الْهَدَى

گو یا ساحل انسانی آپ کی وفات کے بعد ایک کشتی میں	چڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گمری ہوئی ہے
فَضَائِقُ قَضَاءِ الْآزْهِرِ عَنْهُمْ بِرَحْمَةٍ رَحْمَنِ ابْنِ رَحْمَتِ الْوَدَّعِجِ	لِقَلْبِهِ وَشَوَّلِ اللّٰهُ بِأُجْلِ قُلْدِ نَعْنِ کی وفات کی اجڑے جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وصال کر گئے
فَلَقَدْ نَزَّلَتْ لِلسَّالِفِينَ نَجِيَّةً	خَصَلَتْ عِ الْفَضْلَ الْفَضْلَ عِ الْفَضْلَ
مسلمانوں پر ایک ایسی نصیحت نازل ہوئی ←	جیسے پہنان میں کلاف چڑ جائے اور پہنان کے کلاف کی اصلاح کہاں تک ممکن ہے
لَكِنْ يُسْتَغْفَرُ النَّاسُ وَلَكَ نَجِيَّةً	وَلَنْ يُخَيَّرَ الْعَظِيمُ الْبَاقِ بَيْنَهُمْ وَهِي
اس نصیحت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے	اور وہ کزوری جڑیوا ہوگی ہے اس کی حلائی مکن نہیں ہے
وَلَيْسَ كَمَلٍ وَاقِبَ الْفَضْلُ نَهْنَهْ	بَلَدٌ وَ نَهْلُ الْبَسْجِ بَسْجِ
اور ہر نماز کے وقت جلال ایک نیا جھان پیدا کر دیتے ہیں	جب کہ وہ (جلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں



سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا جان ہیں، آپ کی سپاہ مری اور اعلیٰ اخلاق کے باعث قریش آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔

قبول اسلام:

ایک روز حسب معمول ابو جہل نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور حضرت حمزہ کی لوطی اس کی بدزبانی کوسن رہی تھی، جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے دیکھ کر آئے تو انہیں آپ کی لوطی نے تمام باتوں سے آگاہ کیا، آپ کو ابو جہل کے گستاخانہ کلمات پر بہت غصہ آیا اور آپ نے سیدھے حرم پاک جا کر ابو جہل کے سر پر کان دے مادی اور کھاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی زبان کو حدود میں رکھ کر، کیونکہ میں نے آج سے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے، پھر آپ سیدھے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر پہنچ کر دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت حمزہ کا رشتہ:

آپ نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رشتوں کی وجہ سے منسلک تھے، آپ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان اور برادر رضائی بھی ہیں۔ (ابولہب کی کثیر تفسیر) نے حضرت حمزہ اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی درود پلایا تھا۔ حضرت حمزہ کی والدہ ہارثہ بنت ابیہ بن عبد مناف بن زہرہ رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں، حضرت آمنہ بنت ابیہ بن عبد مناف کی بیوی تھیں۔ حضرت حمزہ حضور رحمت عالم ﷺ سے تقریباً تین برس بڑے تھے۔ جب ہجرت کا حکم ہوا تو مدینہ منورہ کی طرف حضور رحمت عالم ﷺ کے حکم سے زید بن حارثہ سے رخصت اخوت استوار کیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

جنگ بدر میں آپ کی تگوار کے جوہر کھلے، شبیر بن ربعہ آپ کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ جحیر بن مطعم کا چچا طلحہ بن عدی، ابو سفیان کی بیوی ہندہ کا باپ قتبہ اور عاتث بن عامر جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، یہ تینوں مکہ کے لشکر کی آن بان تھے اس دن سے ہندہ اور عاتث کی بیٹی نے یہ بھگوتہ کیا تھا کہ حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو انتقامی طور پر شہید کروا کے دم لے گئیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ نے جنگ احد میں جام شہادت نوش کیا، آپ کو جحیر بن مطعم کے وحشی نامی غلام نے شہید کیا۔ جحیر کا چچا بدر کی جنگ میں مارا گیا تھا اس نے وحشی سے وعدہ کیا تھا کہ تم نے یہ کام سرانجام دیا تو میں تم کو آزاد کروں گا۔ وحشی سے وعدہ لے بھی بہت انعام کا وعدہ کیا تھا۔ وحشی غلام یزید ہازی چھپ کر کرنے میں بڑا مصروف تھا۔ وحشی جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے اپنی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کیلئے جنگ احد میں ایک چتر کے پیچھے چھپ کر بڑا لانہ حملہ کیا، دشمن تلافی کے قریب ہوا اور آپ شہید ہو گئے۔ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بیٹہ چاک کیا، کلیجہ نکالا اور منہ میں ڈال کر پھانے لگی، لیکن گل نہ ٹکی اور اگل دیا، اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان اور ناک کانٹے اور ان کے ہاتھ کر پھینچے اور اپنے سونے کے زیورات وحشی کو بخش دیئے، پھر ایک اونٹنی پہاڑی پر جا کر بلخاؤ دار سے حج کے کیت گاتے لگی۔

(تاریخ طبری و کلبی)

جنگ احد سے قرین دلیلیں ملتی ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو شہید کیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) نے ہاتھوں سے شہید کیا۔

رضی اللہ عنہ) کے شہید ہونے کے بعد حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا باڑ دیکھ کر انصار نے اپنی عورتوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سوگ منانے کیلئے بھیجا لیکن حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہریہ کے ساتھ واپس کر دیا کہ میت پر توحہ کرنا جائز نہیں۔

(مسند احمدی شریف - صفحہ 184، جلد نمبر 3)

مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو بگاڑ دیا تھا، اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سفید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بگاڑ کر حکم دیا کہ سفید رضی اللہ عنہا بھائی کی لاش کو کندہ کھینے پائے۔ انہوں نے اس سے کہا تو وہ بولی میں بھائی کا ماجرہ سن چکی ہوں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ چنانچہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش دیکھنے گئیں۔ مزید بھائی کے بدن کے ٹکڑے دیکھ کر اس اللہ وانا اللہ راجعون چڑھ کر خاموش ہو گئیں اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ (تاریخ طبری)

بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ اور اسد اللہ اور سولہ کا خطاب دیا۔ حضرت حمزہ کے لقب یا شمار بھی ملتے ہیں جو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیے ہیں۔ وہ اعمار و ریح ذلیل ہیں۔



حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہم کا کلام

عَبَدْتُ اللَّهَ حَتَّى قَوَّادِي	اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْيَتِيْمِ الْفَتِيْفِ
میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو	اسلام اور یتیم مریدین کی توفیق بخشی
لِيَتِيْنِي خَآءَ مِنْ وَتٍ غَرِيْبٍ	خَيْرٍ بِالْوِتَادِ بِهِمْ لِيُجِيْبِ
اس دین کی جو محنت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے	جو بندوں کے تمام حالات سے ہاتھ اُڑان پر بڑا سہرا مان ہے
اِذَا قُلِيْتُ وَسَالِلُهُ عَلَيْنَا	فَعَلُوْهُ مَعَ ذِي الْاَلْبِ الْخَصِيْفِ
وہ بیانات جن کی ہاتھوں کو اُسرے کر آئے	واضح الفاظ و حروف و ہلی آجھوں میں
وَاَعْمَلُ مُضْطَلَمِيْ بَيْنَا مُطَاعَا	فَلَا تَقْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الْخَبِيْفِ
اور احرار میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے	لہذا تم ان کے سامنے ظالم لفظ بھی نہ سے
فَلَا وَاللَّهِ نُسْلِيْنُهُ يَلْقَوْمَ	وَلَمَّا لَقِيْنِ الْيَوْمَ بِالْمُتَوَكِّلِ
و خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے	جن کے بارے میں ہم نے انکی تگواروں سے کوئی نیکو نہیں کیا ہے

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی اسم گرامی عبداللہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوہریرہ تھی، جبکہ آپ کا لقب شاعر رسول ﷺ تھا۔ ایذا اعلیٰ میں مشرف باسلام ہوئے، اور غم و غم کے قیوب طائے ہوئے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے اور فتح کی خبر اہل مدینہ کو آپ نے سنائی۔ غزوہ خندق میں حضور اکرم ﷺ آپ کے درجہ پر شعر پڑھتے رہے۔ عمرہ القضاء میں حضور نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لے گئے تو آپ نے حضور رحمت عالم ﷺ کی سواری کی بہادر بکری ہوئی اور ان کی زبان پر یہ اشعار تھے:

حلوا فکل الخیر مع رسولہ	حلوا بنی الکفار عن سبیہ
لننصرینا کم علی ناریہ	لننصرینا کم علی ناریہ
وینزل الہام عن قبلہ	وینزل الہام عن قبلہ

یا رب النبی مومن بقلیہ

ترجمہ: ان کے ہاتھ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمام مہلایاں انہی کے ساتھ ہیں ہم نے تم کو قرآن کی تائید جس سے سرورِ عالم ہو گئے ہیں۔ اور دوستی قبول کیے ہیں۔ خدا یا میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال پر ایمان رکھتا ہوں۔

جنگ موہا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت:

جب یہ دعویٰ لادیا کہ ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تم میری جگہ پر جاؤ اور اس کے پاس دعوت اسلام پہنچاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ اس کے پاس دعوت اسلام پہنچاؤ۔

حضور رحمت عالم ﷺ کو اس پر سخت صدمہ ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ہزار جمعیت کے ساتھ حادثہ بن میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کیلئے بھیجا اور ہدایات صادر فرمائیں کہ اگر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لے کر فوج کی قیادت کریں گے، اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لے لیں اور فوج کی قیادت کریں گے۔ اس مہم کا مقصد قصاص تھا۔ پھر بھی حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے لوگوں کو دعوت اسلام دی جائے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جنگ کی ضرورت نہیں۔

فوج مدینہ شریف سے روانہ ہوئی تو شرمیل کو جاسوس کے ذریعے اس لشکر کشی کا علم ہو گیا۔ وہ بھی ایک لاکھ کا لشکر لے کر میدان میں اترا۔ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کا پتہ چلا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کرنا چاہا۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا اصل مقصد فتح نہیں بلکہ دولت شہادت ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال قیمت نہ کشور کشائی

الغرض جنگ کا آغاز ہوا، سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی۔ ثم رسول ﷺ کے مطابق جہذا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا، پہلے ان کا نایاں ہاتھ کن، جہذا ہاتھ میں لے لیا تو وہ بھی کٹ گیا۔ اس کے بعد جہڑے کو مد میں سنبھالا تو اس حالت میں شہادت پائی۔ حضرت عبداللہ بن مروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی لاش دیکھی، جس پر کوئے دلم موجود تھے اور سب کے سب سامنے کی طرف تھے، پشت پر ایک دلم بھی نہیں تھا، ان کے

بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہنم اپنے ہاتھ میں پکڑا اور منہ بچہ ذیل شعر پڑھتے ہوئے میدان میں مقب آماد ہوئے:

یا نفس ان لم تقتلی تموتی ان تسلسی الیوم فلن تفلوتی
او تبتلی فطال ما عوفت هذه حیاض الموت فلقد خلت

وہا تمنیت لقداء عطیت

ترجمہ: اے نفس اگر تلی نہ ہوا تو بھی مرے گا مگر آج باقی ہے تو آئندہ فوت ہوگا، یا عافیت کی درازی حیرت آفرینش ہوگی۔ اس لیے موت کے عوض خالی ہو رہے تھیں اور جو حیرت مینا ہے وہ بھی مل رہی ہے۔

اسی اثناء میں ایک کافر نے اس زور سے نیزہ مارا کہ دونوں انگڑوں کے درمیان چھڑکے۔ غصہ چھوہ پڑا اور پکارے مسلمان اپنے بھائی کے گوشت کو بچاؤ۔ یہ سن کر تمام مسلمان آپ کو گھیرے میں لے کر شریکین پر ٹوٹ پڑے۔ اور اسی دوران آپ کی روح صبر کا ماحول کو پرواز کر گئی۔

اوجر جگ کا نیلہ ہوا اور احمدیہ پاک میں نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی۔ اور فرمایا جہنم کے کسبیف من سیوف اللہ (اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار) نے سنبھالا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پہنچا رکھا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس دن سے سیف اللہ بنام لے گئے۔ (تاریخ طبری)

اس جگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں لڑنے لڑنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کلام

رُوِيَ الْجَدَّةُ لِمَنْ أَخْلَقَهُ خَلَقَتْ	بَقَّةٌ غَيْرُ مَوْلُودٍ مِنَ الْبَشَرِ
میری جان ان پر خدا جن کے اخلاق شاد ہیں	کہ وہ نئی نوع انسان میں پیدا نہیں ہیں
عَمَّتْ لِعَصَا جَلَدٌ كُلُّ الْبَنَادِ عَمَّا	عَمَّ الْبَرِيَّةُ حَوَّةُ الشَّجَرِ وَالْقَمَرِ
ان کے عصا جلہ، کُلُّ الْبَنَادِ عَمَّا	جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کیلئے عام ہیں
لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ اَهَمٌّ مَشْنُونٌ	كَانَتْ بَدِينُهُمْ وَتَكَلَّمُوا غَنِ الْغَمْرِ
اگر ان کی مصداق پر ہر قد بے ہمت کرنے	تو طوطاں کی واضح شخصیت ان کی مصداق کے
والی نکالناں نہ ہوتی	لے کافی تھی



در بار رسالت مآب ﷺ کے عظیم شاعر

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

نام اور کنیت:

آپ کا نام حسان اور کنیت ابوالولید لقب شاعر رسول ﷺ اور آپکی والدہ کا نام فریدہ بنت خالد تھا۔

قبول اسلام:

رحمت عالم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت حسان دیکر انصار کے ساتھ مشرف ہوا اسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ہوا سہرا پچھلے کے دیکھیں تھے اور مسجد نبوی کی طرفی جانب واقع کعبہ قریب آپ کی سکونت گاہ تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور شاعری:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو شاعری اور دہن میں ملی تھی۔ آپ کے ہاں دانا اور بیٹے، ہونے شاعر گزارے ہیں۔ آپ اس دور کے شعرا میں سے ایک ہیں جن کا کلام سونے کے پانی سے کھسا جاتا تھا۔ آپ کی شاعری کے موضوعات ہر شکر نعمت مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ کی شاعری کا زیادہ تر عنوان مدح و ثناء من الدین اور فخر کفار و ہلہ۔ اور آپ کی شاعری میں ہر قسم کے ماحول بیان ملتا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کی نظر میں:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

حسان کے شعران میں حیر و شکر کا کام کرتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک دلدہ بنو نعیم کا وفد آیا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قریش کی مدح میں شعر پڑھے۔ تو سب کے سب افراد بول اٹھے کہ حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ اور شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ ہمارے شاعر سے اچھے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ اکثر مسجد نبوی میں خبر رکھوا دیتے تھے جہاں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رحمت عالم ﷺ کیلئے نعتیہ اشعار پڑھتے تھے اور رحمت عالم ﷺ انہیں سن کر سرور ہوتے تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ آج بھی تشککان مشق رسول ﷺ کی محبت کا ایک عظیم ذریعہ اور سرمایہ ہیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ اے حسان کیا تم نے شان صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ عرض کی ہاں جی، میں نے حضرت ابوبکر صدیق کی مدح سرائی کی ہے۔ عرض کی میں سنا چاہتا ہوں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سناؤ۔ حضرت حسان نے یہ شعر پڑھے۔

و لسانى اثنتين فى الغار العنيفة وقد

طاف العدو به اذ سعد الجبلا

ترجمہ: آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بارگاہِ مبارک میں اور دشمن نے گرد پکڑ لگایا جب آپ پہنچاؤ پڑے۔

وكان حب رسول الله قد علموا

من البرية لم يعدل به رجلا

ترجمہ: حضرت ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب ہیں۔ انہوں کو اس بات کا علم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مخلوق میں سے کسی کو آپ کے ہم پائے نہیں سمجھتے۔
حضرت حسان سے یہ شعر سن کر رحمت عالم ﷺ نے ہنس ماریا اور شاد ماریا

کراے حسان تو نے کج کہا ہے کیونکہ ابوکراپے ہی ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا وصال :

حضرت حسان کی آخری عمر میں بھارت جاتی رہی اور قونی بھی منسلک ہو گئے اور اس

طرح 54ء میں بمطابق 684ء دوسری روایت کے مطابق 58ء بمطابق 687ء کو یہ شاعر

رسول ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے خالق حق سے جا ملے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



اللہ عز وجل

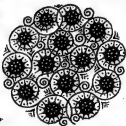
www.marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عشق سے معمور کلام:

أَفَرَّ عَلَيَّ الشُّوْءُ خَاتَمٌ	بَيْنَ اللَّهِ مَشْهُودَةٌ تَلُوْخٌ وَشَهَادَةٌ
یہ وہ ہیں جن پر ہر نبوت چمک رہی ہے	اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے
وَحَسْمٌ إِلَّا لَنَا نَسَمُ النَّبِيِّ إِلَىٰ نَسَبِهِ	إِلَّا لَنَا فِي النَّحْسِ الْفَوَاقِ أُنْهَدُ
اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ہی کا نام رکھا ہے	جب کہ پانچویں وقت نازل ہوا ہے
وَقَدْ لَنَا مِنَ نَسَبِهِ بَهْجَةٌ	فَلَوْ الْفَرْجُ مَشْهُودَةٌ وَهَذَا مَشْهُودٌ
اللہ نے آپ کا نام آپ کے اترار کیلئے	صاحب عرش نمود ہے اور یہ گواہی دیتی ہے۔
أَسْمَاءُ نَسَمٌ سَمِيحٌ	بَيْنَ الرُّسُلِ وَالْأَوَّلَانِ فِي الْأَرْضِ تَقْبَلُ
یہ ہی ہمارے پاس ایک طرف اور طویل وقت	اور حال یہ تھا کہ میں میں بتا رہا تھا
کے بعد آئے ہیں	خجے۔
لَقَدْ نَسَمُ بَرًّا جَا شُفُوْرًا وَغَابِيَا	تَلُوْخٌ كَمَا لَا يَخُفُّ الشُّبُّنُ الْفَهْدُ
یہ کیا ہے اور شفیق والے چراغ اور غیبی	وہاں ہر جگہ ہے حق کی روشنی اور نور ہے۔
وَالْفَرْجُ نَارًا وَنَشْرُ جَنَّةَ	وَعَلَمْنَا إِلَّا سَكَمٌ لَّامِلٌ نَحْنُ
صاحبوں نے ہمیں آگ سے لایا جس کی جگہ سے	اور میں اس کی تصویر ہی ہم اللہ کے شکر گزار ہیں
وَأَتَىٰ إِلَهُ الْخَلْقِ زَيْنٌ وَخَالِقُ	بِذَا لَيْكُ مَا خَبَرْتُ فِي النَّاسِ أُنْهَدُ
اسے اللہ تو دنیا کا معبود ہے، میرا رب اور خالق	جب تک کہ لوگوں میں دعا دے گا اس کی
ہے	شہادت دے گا
تَكَلَّمَ رَبُّ النَّاسِ عَنْ قَوْلٍ مِنْ دَعَا	بِرَأْيِكَ إِلَهًا أَتَى الْخَلْقَ وَتَكَلَّمَ

اٹلی اور ترے جوتے سوا کسی اور کو مسجد جانیں۔	اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بچو
فَإِنَّا كُنَّا نَسْتَعِذُّكَ رَبَّنَا كَ تَعْبُدُ	لَكَ الْخَلْقُ وَالْغَنَاءُ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ
ہم تجھ سے ہی ہے ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں	تو ہی پیدا کرنے والا اور دینے والا اور حاکم مطلق ہے

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

حضرت کعب بن زہیر اور ان کا خاندان

حضرت کعب بن زہیر نجد سے بنو حنیہ کے خاندان میں سے ہیں، آپ کا پہلا خاندان عہد جاہلیت سے شعر و شاعری میں نامور شمار کیا جاتا تھا، آپ کے والد زہیر اور آپ کے دادا ابوسلمی بھی کمال کے شاعر تھے، ان کا چچا بھی شاعر تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی بھی اسی شاعرانہ ماحول میں تربیت ہوئی۔ بچپن سے ہی شاعرانہ مزاج تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی سالم اور بھیر رضی اللہ عنہ بھی شاعر تھے اور آپ کی بہنیں بھی شاعرہ تھیں۔ حضرت کعب اور حضرت بھیر رضی اللہ عنہما جاہلیت کے شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کے حقیقی بیٹے تھے۔ زہیر بن ابی سلمیٰ کو آخری عمر میں نبی آخر الزمان ﷺ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری ملی۔

کعب کے والد کا خواب

عہد افتادہ بغدادی اپنی کتاب خزائن الادب میں لکھتے ہیں کہ زہیر بن ابی سلمیٰ نے خواب میں دیکھا کہ چاند ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور اسے آسمان کی طرف اٹھا کر لے گئے، قریب تھا کہ زہیر آسمان کو چھو لیٹے کہ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور زہیر زمین کی طرف آگئے اس دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ صبح انہوں نے اپنے بچوں کو بلا کر یہ خواب بتاتے ہوئے وصیت کی کہ بے شک یہ خواب اس بات کی بشارت ہے کہ میرے بعد کوئی آسمان سے خبر دینے والا آئے گا۔ اگر وہ آئے تو تم اس کے پیروکار ہو جانا اور اس کی نصرت کیلئے جدوجہد کرنا۔ اس کے بعد فرمادی 611 ہجری، مگر زہیر انتقال کر گئے۔

حضرت بھیر کا قبول اسلام

جب رحمت عالم ﷺ کی بعثت کا شہرہ ہوا تو دونوں بھائی آپ ﷺ کی تلاش میں نکل

کڑے ہوئے۔ چھٹی صدی ہجری کے آخر میں دونوں بھائی کعب اور نجیر رضی اللہ عنہما
البرق الفراف کی داوی میں تھے کہ حضرت نجیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم رہو کا خیال رکھو اور
میں اس آنے والے بزرگ (رسول اللہ ﷺ) کو دیکھ اور سن آتا ہوں چنانچہ حضرت نجیر
رضی اللہ عنہ دمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حلقہ مجوش اسلام
ہو گئے۔

حضرت نجیر کے قبول اسلام پر کعب کے قابل خدمت اشعار

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو جب بھائی کے اسلام لانے کی خبر ملی تو آپ حضرت
نجیر رضی اللہ عنہ کی جلد بازی پر رہم ہوئے اور اس پر یہ شعر کہہ دیئے جن کا ترجمہ یہ ہے:
”نجیر کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر کس چیز نے تمہیں غیروں کی پابی اور ہلاکت
اپنے سر لینے پر مجبور کیا؟ تم نے وہ طریقہ اختیار کیا جو نہ میرے اس باپ کا تھا اور نہ تمہارے
دادا نے اسے اختیار کیا۔ ابو بکر نے تمہیں کوئی (نئے) کام پر یاد دلایا وہ اسے اور اسور نے
تمہیں اس یاد دلانے سے خوب سیراب کیا ہے۔ (الاصحاب اسد الخلاب ولا شیباب)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر پہلی روایت

اکثر تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ جب یہ اشعار رسول اکرم ﷺ کے صح
مبارک تک پہنچے تو آپ ﷺ نے کعب کو واجب القتل قرار دے دیا۔ لیکن خلف روایتوں
کو نکال کر کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب کو واجب القتل قرار دینے کا سبب صرف
یہی اشعار نہیں تھے بلکہ عام مسلمانوں کی جھوٹ، مسلم خواتین کے بارے میں مشقیہ شعر کہنا،
شرکین کے مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلاؤ، آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچانے کا منصوبہ بنانا
اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنا، جیسے جرائم میں اس میں شامل تھے۔
حضرت نجیر کی غنا میں جس کی ان کا بھائی مسلمان ہو جائے اور اس کا ایک نسل نہ ہو جائے۔ چنانچہ

انہوں نے کعب کو حضور ﷺ کے فیصلے سے آگاہ کر دیا اور کہیں پناہ لینے کا مشورہ دیا۔ حضرت ہجر کا پیغام ملنے پر کعب نے خلف قبیلوں میں پناہ لینی چاہی مگر کسی قبیلے نے انہیں پناہ دینے کی حامی نہ بھری۔ اب ان کی آنکھیں کھلیں اور انہیں رحمت عالم ﷺ کا دامن تھامنے میں ہی مالیت نظر آئی لیکن ہشام کا بیان ہے کہ کعب کے ہارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا باعث، حضرت ہجر کے دو اشعار بھی تھے جو انہوں نے کعب کے گستاخانہ اشعار کے جواب میں لکھ دیے تھے۔ حضرت ہجرؓ کے اشعار یہ تھے:

ترجمہ: "کون شخص چاکر کعب کو میرا پیغام پہنچائے گا اور اس سے پوچھے گا کہ جس دین کی تم خدمت کرتے ہو اس میں آخر کون سی بات غلط ہے وہ دین تو سراسر بھلائی ہے۔" ہمارے باپ زہیر کا دین (گناہ حق شناس میں) بے حقیقت تھا اور اسی طرح (ہمارے دادا) ابی سلتی کا (پائل) دین بھی مجھ پر حرام ہے۔"

اسلام کے ہارے میں شرح صدر ہونے کے بعد حضرت کعب ہارگاہ رسالت میں کس طرح حاضر ہوئے اس سلسلے میں پانچ مختلف روایتیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت کعب مدینہ منورہ پہنچ کر بنو حنیہ کے ایک صاحب کے پاس شب ہاش ہوئے جو ان کے شناسا تھے (عام انہوں نے اپنے میزبان کو اپنے قول اسلام سے آگاہ کر دیا اسی لیے انہوں نے ان کو پناہ دے دی) ان صاحب نے نماز فجر کے بعد کعب کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، کعب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کی بیعت کی۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اکھ بن زہیر تابع ہو کر اور اسلام قبول کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، مگر میں اسے پیش کروں تو کیا آپ اسے معاف فرما دیں گے؟ (حضور نبی اکرم ﷺ کعب کے شناسا نہیں تھے) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر وہ اپنے دل سے ایمان لے آئے اور گڑھ غلطیوں سے توبہ کر لے تو اس کو مانا جائے۔

اس پر حضرت کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہی کعب بن زبیر ہوں، میں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہے اور اپنی غلطیوں پر تادم ہوں۔

(سیرۃ ابن ہشام)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت کعب نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق سے پناہ طلب کی۔ انھوں نے فرمایا: میں قسمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف پناہ نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد حضرت کعب، حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ کے خواستگار ہوئے، انھوں نے بھی انکار کیا۔ پھر وہ حضرت علی کے پاس گئے انھوں نے بھی پناہ دینے کی حالی نہ مہری۔ البتہ ان کو مشورہ دیا کہ تم مسجد میں جا کر رسول اللہ ﷺ کی اللہاء میں نماز پڑھو اور نماز کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرو، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور اب آپ ﷺ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ اپنا دست مبارک بوجھائیں گے تو تم اسے تمام کرنا طلب کرتا۔

حضرت کعب نے حضرت علی کے حضور سے مطالبہ عمل کیا اور معافی پائی۔

(تحریر احمد مہربان اور جامعہ قریشی)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے لیے ہار گاہ خیر الانامہ ﷺ سے چادر کا تحفہ

حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جو حج مکہ کے لیے اسلام میں آئے تھے۔ حضرت عمر کی حالت میں ان سے اہل اسلام کو بوی نکلیں پہلی قسم، کہ تم نے ابھی اسلام نہ مانا ہے، میں نے تم کو یہاں بھیج دیا کہ تم بھی اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوئے فرماتے تھے: ہرگز ان کو دینے نہیں چاہی کہ حضور نبی اکرم

ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر معافی مانگو تو آپ ﷺ ضرور معاف فرمادیں گے، اس پر انھوں نے حاضری کا ارادہ کیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ کہا۔

بَإِنَّكَ مُعَاذَ لِقَالِي الْيَوْمَ مَقْبُورُونَ
مَنْعَمٌ بِكَ زَعَالِمٌ بَلَدٌ مَكْبُورُونَ
وَمَا تُعَاذُ طَلَةَ الْيَتِيمِ إِذْ رَعِلُوا
إِلَّا أَنْفَرُوا خَجِبَهُنَّ الْكَرَفُ مَكْبُورُونَ
إِنَّ الرُّسُولَ لَنُفَيْتُ يُنْفِقُنَا بِه
مُهَلَّدٌ بَيْنَ مُهَوِّفِ اللَّوْ بِمُفْلُونَ

یہ قصیدہ انھوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر خود آپ کو سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف ان کی تمام کچھل خطائیں معاف کیں بلکہ اپنی ایک چادر مبارک بھی انھیں انعام کے طور پر عطا فرمائی۔ اس لیے اس قصیدہ کو "قصیدہ البردہ" (چادر والا قصیدہ) کہتے ہیں۔ علامہ بیہقی علیہ الرحمہ کا ایک قصیدہ بھی قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصیدہ کو قصیدہ کے ابتدائی الفاظ کی مناسبت سے ایک اور نام بھی دیا گیا جو کہ قصیدہ بانسہ سجاد ہے۔ بہر کیف یہ چادر جو حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے بطور انعام ملی تھی، آخر دم تک حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہی، حضرت معاذ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنی حکومت کے زمانہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ چادر خریدنا چاہی اور دس ہزار درہم کی پیش کش کی لیکن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے مبارک کپڑے کے مقابلے میں کسی قیمت پر کچھ بیچ نہیں دے سکتا۔ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان سے چالیس ہزار درہم میں خرید لی جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے چادر عظام

کے عطاء میں بطور میراث منتقل ہوتی رہی۔ بنو عباس کے پہلے خلیفہ مطہر نے اسے بنو امیہ سے عین سوچا میں خریدا اور پھر بنو عباس کے عطاء میں محفوظ رہی، یہاں تک کہ جب تاریخوں کے ہاتھوں بغداد چاہا تو یہ چادر بھی تاری لے گئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق ماسون الرشید کے عہد (۱۹۸.....۳۱۸ھ) میں لوگ اس چادر کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔

(معارف السنن، ج ۶، ص ۵۱۳ بحوالہ سیرت حلبیہ ولکن کثیر)

وصال

۲۶۲، ۳۲۰ھ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا کلام

(التونی ۶۶۲ء _ ۴۳ھ)

لَقَدْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ مُتَخَلِّفًا
وَالْعَفْوَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مُتَقَبَّلًا

میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں طر خواہ ہو کر پہنچا
اور معافی و درگزر اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

لَقَدْ أَلْزَمْتُ مَقَامَ الرُّسُلِ بِهِ
أَوْمِي وَأَنْتَعُ مَا لَوْنَتُخِ الْوَيْلُ

میں اس مقام پر کڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کڑا ہوتا
اور ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لَكُلِّ نَرْغَدٍ إِلَّا أَنِّي مُكُونُ لَهُ
بِإِنِّ الرُّسُولِ بِإِلَافِ اللَّهِ مُتَقَبَّلُ

تو جیسا کہ اپنے گناہ گریہ کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کی
طرف سے جود و سخا اور بخشش و معاف ہوتی

عَلَى وَجْهِكَ يُؤْتَى لَا أَتَاغِيهِ
فِي نَحْوِ ذِي نَوَامٍ إِلَهُ الْقَبْلِ

یہاں تک کہ میں نے اپنا ہاتھ بغیر کسی سناٹے کے اس ہاتھ میں دے دیا
جو کیے کی سزا دے سکا تھا اور جس کا قول قول فیعل تھا

إِنَّ الرُّسُولَ لَنَهْتُ تُنْفِئًا بِهِ
مُهْنًا مِّنْ نُزُوبِ اللّٰهِ عَلٰى

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وہ سیف ہیں جس سے دشمنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی کمزوریوں میں سے ایک کھینچی ہوئی کمزور ہیں

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



شمس امام حسین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہما

نام، کنیت اور لقب:

آپ کا نام علی بن حسین ہے، آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو کر ہے۔ لقب آپ کا سجاد اور زین العابدین ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام امی ام گرامی حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا ہے۔

ولادت:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ میں 33ھ میں پیدا ہوئے جبکہ بعض روایات میں آپ کا سن ولادت 36ھ یا 38ھ ہے۔

حصول تعلیم:

عمر مبارک ابھی دس سال کی بھی نہ ہوئی ہوگی کہ قرآن و حدیث کی تحریحات سے ان کے کان آشنا ہونے لگے، اپنے والد حضرت امام حسین اور دیگر صحابہ و تابعین کی مجلس میں آمد و رفت ہونے لگی، طلب علم کا شوق ابھرنے لگا۔ کبھی اپنے تایا حضرت امام حسن کی مجلس میں حاضری دیتے تو کبھی جابر بن عبد اللہ انصاری، امی مہاس، ابو الحسن ہاشمی مدنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی مجلسوں میں بیٹھتے۔ بسا اوقات اس بات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہاں ان کو بہت کچھ علمی باتیں اور احادیث رسول اللہ ﷺ معلوم ہوتیں۔

حضرت امام زین العابدین اور واقعہ کربلا:

حضرت امام زین العابدین نے واقعہ کربلا کے ہولناک اور غمیں مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے

اسلام کے نام پر اپنے آپ کو شہادت کیلئے پیش کیوں نہیں کیا؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ منوت سے طرہ واقع ہوئے تھے۔ اور آپ شہادت عقلی کے منصب پر فائز ہونا چاہتے تھے۔ آپ نے واقعہ کر بلا کے دن اپنی پوری بھی حضرت نخب سے لائمی اور کوار طلب کی۔ ان کی آرزو تھی کہ وہ اپنے والد کی جان بچانے کیلئے ان پر قربان ہوتے ہوئے ان سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائیں، لیکن آپ کے والد گرامی حضرت امام حسین نے فرمایا۔ ”بیٹا! تم لائمی اور کوار لے کر کیا کرو گے؟“ عرض کی ابا جان کوار سے لڑوں گا اور لائمی پر اپنے مخالف و کنزور جسم کو سہارا دوں گا۔

لیکن قدرت کی مستور حکمت کا بھی گناہ تھا کہ آپ سلامت رہیں، مہینہ دوا لیں
ہوں اور اپنے تایا حضرت امام حسن کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے شادی کریں، تاکہ کامل
بیت کا مقدس خاندان اپنی شاندار روایات کے ساتھ رونے زمین پر قائم رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میدان کربلا میں سب کے شہید ہو جانے کے بعد سوائے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مستورات کی صحت کی نگرانی کیلئے کوئی نہ تھا اور آپ اس وقت بیمار تھے۔

جب پاک مامن پہنچیں گے تو قلعہ دمشق لایا گیا اور خلیفہ بن معاویہ کے دربار
میں کیا گیا تو کسی نے حضرت زین العابدین سے عرض کی کہ اسے علی اور اہل بیت آپ
لوگوں نے آج کیسی سچ فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ہماری سچ ہماری قوم کے ظلم و جور سے ایسی
ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی سچ ظلم و جور سے ہوتی کہ قوم موسیٰ علیہ السلام
کے بچوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زبردستی رکھتے، یہاں تک کہ ہم اس وقت اپنی سچ اور شام
کے درمیان نکلتے دیکھتے تھے کہ ان کا خدا کی یہ حقیقت چاہو ہم اپنے رب ذوالجلال
کا ہر حال میں ادا کرتے ہیں انہیں اس کا حق چاہیے کہ وہ ہے۔

وصال مبارک:

بکر کوثر امام عالی مقام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے 18 عمر
الحرام 94ھ میں وصال فرمایا۔ بعض ماہویں نے وصال شریف 95ھ لکھا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



امام زین العابدین علی السجاوین الحسین رحمہ اللہ عہد کا کلام

إِنَّ بَلَدًا بِرُزُوحِ أَهْلِهَا يُزَمُّ إِلَى رُزُوحِ الْغَرَمِ	تِلْكَ سَلَمَى زَوْجَةُ ابْنِهَا النَّبِيِّ الْمُحْتَرَمِ
اے بادشاہ اگر تیرا گروہ زمین حرم تک ہو	تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم
مَنْ وَجَّهَهُ قَسَمُ السُّطْحَى مِنْ خَلْعِهِ	مَنْ لَدَانَهُ نَوْرُ الْهَدَى مِنْ خَلْعِهِ
تِلْكَ الْأَجْنَى	الْهَيْمَى
وہ جن کا چہرہ نور ہر غمزدہ ہے اور جن کے	جن کی اداست نور ہدایت ہے جن کی عقل طاقت
رُحَمَاءُ بِلَادِ كَالِ	میں دریا
لِرُؤَاهِ نَزَّاعَاتُ لِسَانِي إِلَى كَيْفَانِ شَعْتُ	إِلَى جَنَّةٍ لَا أَشْكُكَ خَلِّ السُّطْحَى مَنَازِ الْقَدَمِ
اِن کا لایا ہوا قرآن ہمارے لیے واضح دلیل ہے	جب ان کے احکام ہمارے پاس آئے تو
جس نے ماضی کے کاموں کو شروع کر دیا	(پچھلے) سارے بچنے محدود ہو گئے
أَلَمْ يَكُنْ تَعْرِضُ عَنَّا قَبْلَ مَنَابِ جَبَرِ الْفَضْلِ	كُلُّ مَنْ لَا يَخْلُ بَلَدُهُ ابْنِهَا النَّبِيِّ الْمُحْتَرَمِ
ہمارے مجرڈگی پر فرازِ سبط کی تکرار سے	خوش نصیبی اس سر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی معظم ہیں
يَا لَتَكُنْ شَعْتُ شَعْتُ تَتَّبِعُ نَبِيَّ عَالِمِنَا	يُزَمُّ أَوْلَادُ كَابِنَا وَأَرْوَاقُ عَمَلَانِي بِالْكَرَمِ
کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی ہدایت	دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) تجھی سجدت
علم کے ساتھ کرتا ہے	اپنے کرم سے حصار لیا

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ أَنْتَ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ

اے رحمت عالم آپ تمہاروں کے شفیع ہیں

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ أَنْتَ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ

اے رحمت عالم آپ تمہاروں کے شفیع ہیں

أَكْرَمُ لَنَا يَوْمَ التَّوْبَةِ فَضْلًا وَجُودًا وَالْكَرَمِ

ہمیں تم واپس لوٹنے کے دن افضل و احسن اور کرم سے عزت دیجئے

مَخْشُوسٍ أَيْدِي الظَّالِمِينَ فِي التَّوَكُّبِ وَالْمُؤَدِّعِ

اے رحمت عالم زمینِ ظالمین کو سنبھالنے والے کالموں کے انھوں میں گرفتار نہ رہنے والے پر چلنے میں ہے



باب نمبر 3

صحابیات طیبات

رضوان اللہ تعالیٰ علیہن

حالات زندگی اور خوبصورت نعتیہ کلام

☆ حضرت عائشہ صدیقہ

☆ حضرت فاطمہ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب نمبر 3

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ولادت و نسب:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نسب مرہون کعب میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے چار برس بعد یعنی ہجرت سے نو سال پہلے پیدا ہوئیں۔

6 برس کی عمر میں ام المومنین بننے کا شرف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ماہ شوال 10 نبوی ہجرت سے تین سال پہلے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہ کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں دے دیا۔ بوقت نکاح حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر مبارک چھ برس تھی۔ ہجرت کے بعد پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں آپ کی رخصتی کی گئی۔

کفار مکہ کی وہم پرستی کا خاتمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی ماہ شوال میں ہوا اور میری رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ آپ نے یہ بات اس لئے کہی کہ کسی زمانے میں شوال کے مہینے میں ماعون کا مرض پھرتا تھا، اس لئے لوگ اس مہینے کو ٹھوس خیال کرتے تھے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مہینے میں شادی کرنا اور رخصتی کرنا کما مہر میں کی اس وہم پرستی کو ختم کرنے کیلئے تھا۔

امہات المؤمنین اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا مقام درج:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو قرآن مجید میں امہات المؤمنین کا لقب عطا ہوا ہے۔ امہات المؤمنین دو لغتوں کا مجموعہ ہے، امہات ام کی جمع ہے اور اس کا معنی ماں ہے۔ مؤمنین مؤمن کی جمع ہے اور اس سے مراد تمام مسلمان ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے یہی دو شہزادہ تھیں، جبکہ باقی ازواج بڑی عمر کی تھیں اور بیوہ تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ کیونکہ آپ خود ہی لہرائی ہیں کہ میں نے جب سے اپنے والدین کو پہچانا، ان کو مسلمان پایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت سب کی سب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچی اور جو تعلیم آپ کو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے نصیب ہوئی اس سے آپ کا طبع مقام بہت ہی بلند ہو گیا۔ آپ سے دو ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں۔ آپ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں فتویٰ بھی دیا کرتی تھیں۔

کہہ مصطفیٰ ﷺ میں نیک عورت کا انتخاب:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مایوشان ہے کہ شادی کرنے کیلئے عورت کا انتخاب چار اوصاف پر کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ مال۔ (۲)۔ نسب۔ (۳)۔ عین۔ (۴)۔ دھندلای

آپ ﷺ کا فرمان مایوشان ہے کہ تم دھندلای عورت تلاش کرو۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضور ﷺ کی اس حدیث کو ہم ہر کام میں دھندلای کو مقدم رکھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ کی اس حدیث کو ہم ہر کام میں دھندلای کو اولیٰ نظر کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:

آپ ذہانت، وسعت نظری اور معلومات میں سب ازواج مطہرات پر فوقیت رکھتی تھیں، اس لئے سرکارِ ابد قرار کو آپ ہی زیادہ منظور نظر ہوتی تھیں۔ آپ دین کی خدمت کے معاملے میں پیش پیش تھیں۔ آپ نے رفاقت نبوی سے اس قدر فائدہ اٹھایا کہ بڑے بڑے فاذک اور دقیق مسائل میں آپ اکابر صحابہ سے اختلاف کرتی تھیں، سلیقہ تنقید کے ساتھ۔ صحت فکر اور درجہ عقلی رائے میں آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ کرام میں آجڑا تھا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ جوابات کہتیں، وہ بات عمل و شریعہ کے مطابق ہوتی۔

حضور ﷺ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انصاف نبوی کی شہادت یوں دیتی ہیں کہ میں سب ازواج مطہرات کے پاس پہنچنے کیلئے ایک ایک کپڑوں کا جوڑا تھا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ سے بہت زیادہ محبت تھی، لیکن اس محبت کا اظہار انکس لباس، سونے چاندی کے زیورات کی صورت میں بھی نہ ہونے دیا۔ بلکہ جو باقی ازواج مطہرات کا لباس ہوتا وہی حضرت عائشہ صدیقہ کا لباس ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی اولاد کو اپنی ذات کی طرح سادہ اور زہدانہ زندگی گزارنے کا عادی بنایا۔

آیات تنجید کا نزول:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں، جن میں یکہ امیر کمرانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور دواہم میں ملی ہوئی تھیں، اس لئے فطرتی طور پر ان کا رجحان عموماً لباس اور اعلیٰ قسم کے کمرانوں کی طرف ہو سکتا تھا، اس لئے جب فتوحات کا سلسلہ

شروع ہوا اور مال قیمت آنے لگا تو ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فرچہ بڑھا دیے کی گزارش کی، تو اس پر سورہ احزاب کی آیت نمبر 28 تا 34 کا نزول ہوا جنہیں آیات تحجر کہتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ اگر تم دنیا کی زندگی میں رخصت چاہتی ہو تو اللہ کا ذخیرہ تم کو مال دے دلا کر رخصت کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہو تو اس کے بدلے دنیا و آخرت کا اجر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جذبہ طاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کو ان آیات کی تلاوت سنائی اور اس سے دختر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بات ذکر کرتا ہوں، تم حجاب دینے میں جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر لیتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجاب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے میں بھی والدین کو عرض کروں گی؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اس کے بعد دیگر ازواج مطہرات نے انکا سہاٹی کے سامنے اپنے سر کوٹھ کر دیا۔ فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو موصوفہ کر دیا حقیقت امت محمدیہ کی تربیت فرمائی ہے۔

ازواج مطہرات کیلئے حکم خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: کہ اے نبی کی بیویا تم میں سے اگر کوئی پٹا شائستہ کام کرے گی تو دوسری عورتوں کی نسبت اس کو وہ گناہ عذاب ہوگا اور اگر ایک عورت کو دوسری عورتوں کی نسبت وہ گناہ عذاب ملے گا۔ یہاں پر پٹا شائستہ کام سے مراد یہ ہے کہ کتاب کا دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پاک و صاف رکھنے کا کوئی عمل جو امت محمدیہ کے سامنے ظاہر ہو جائے جس پر امت محمدیہ اس

قرآن پاک کے علاوہ کوئی دوسرا ستا اختیار کر جائے تو آپ کے اس عمل سے آپ کو عذاب ہوگا۔

ازواج مطہرات کیلئے پردے کا سخت حکم:

حضرت ابن ام حکومؓ فرماتے تھے اور معزز صحابی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ نہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے پردہ کر، عرض کی یہ تو ٹوٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو ٹوٹا نہیں ہو، تم تو اسے دیکھتی ہو۔ اس پر آپ نے پردہ کر لیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کو حکم فرمایا کہ کسی غیر محرم سے حاکم ٹھکڑ نہ کرنا کہ کہیں اس کے دل میں بیماری نہ ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی محبوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محرم کا ہار یک پیرا پہننا بد ہونے کے حکم میں ہے اور اس کا غیر محرم کے ساتھ حاکم ٹھکڑ کرنا داخل بدکاری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عملی کردار اور اخلاق کریمانہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خواہش کی دیکھی سے حلق اکڑ مسائل مقول ہیں۔ امت مسلمہ ہمیشہ آپ کے ان احسانات کی ممنون رہے گی۔ آپ جب حرم نبوی میں داخل ہوئیں تو گھر کا کل سامان بس یہی تھا، ایک چار پائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک بچہ، مٹی کے ٹکے، ایک پانی کا برتن، ایک چال اور ایک بچہ۔ آپ اپنے گھر کا سامان کام خود سرانجام دیتی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا احکام الہی میں فہم و فکر کرتی تھیں۔ آپ کے علمی علوم کی

شہرت دور دراز تک پہنچی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! اور تمہاری
 رہن حضرت عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو۔ آپ بڑی متقی، پرہیزگار، عبادت گزار،
 اور پانچوں وقت نماز کے علاوہ تہجد پڑھتیں، آپ نہایت ذہین تھیں۔ آپ نے صحابیات
 کی ایک جماعت تیار کی، ان میں سلیقہ شعاری اور خود داری پیدا کی۔ آپ کی تیار کردہ
 جماعت نے خیر اور طہارت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی جماعت چرخہ سے
 موت کاٹ کر بازار کسی کے ذریعے فروخت کرتی اور اس سے جتنی آمدنی ہوتی اس سے
 زہدات میں ڈھکی تھادیں کی مرہم پٹی کا کام کیا جاتا۔

اقبال کتب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی:

فرزہ النہار میں آپ کی سواری دیر سے پہنچی، اس پر منافقین نے آپ کی شان
 پر گستاخانہ کلمات کہے اور آپ پر بیہوش لگا یا تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم پر وہی نازل فرمائی، سورۃ نور حضرت عائشہ صدیقہ کے پاکدامن ہونے کی شہادت میں
 نزل۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی واضح نصرت فرمائی اور آپ کو طیبہ بخش دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امت محمدیہ پر ایک احسان عظیم:

ایک سفر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو آپ کا بارہا سنے میں گم ہو گیا۔ یہ بار حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی
 نبی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہا سے لیا ہوا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ
 علیہم کو ہدای کی تلاش کیلئے بھیجا۔ انہیں ماسے میں ناز کا وقت ہو گیا تھا اور پانی نہ لےنے کی وجہ
 سے تھک رہے تھے، پھر پانی کی تلاش کی گئی، مگر پانی نہ ملا تو بڑھو نماز پڑھیں مکی۔
 ان کی حالت کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو سورۃ المائدہ کا نزول ہوا جس میں
 آیت حکم کا حکم نازل ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دوسری اصحابوں سے

تین وجوہ کی بناء پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ہماری صلیں ملائکہ کی طرح بنائی گئی ہیں، ہماری لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہے اور زمین کی مٹی ہمارے لیے طہارت کا ذریعہ بنائی گئی جب پانی میسر نہ ہو تو اس لئے پتہ چتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی وجہ سے امت محمدیہ کیلئے تخم کا حکم نازل ہوا جو کہ غلامان مصطفیٰ علیہ الخیرہ والسلام کیلئے باعث رحمت ہے۔

وصال پر طلال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال مدینہ شریف میں ہوا، اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حرف آخر:

اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی مصلحت کیلئے اپنے احکام واضح کئے ہیں اور انسانی فطرت کو محدود کرنے کے علاوہ انسان کی ایسی حرکات کی تلقین کی ہے جن کی وجہ سے کوئی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، تاکہ برائی کا وجود ہی پیدا نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تبلیغ کرنے کا اصول واضح کیا ہے کہ آپ کے گمراہوں پر شریعت کی پابندی لگا کر یہ واضح کر دیا ہے کہ جیسا حکم آپ کے گمراہوں پر ہے ویسا ہی حکم آپ کی امت کیلئے ہے۔ نبی یا رسول کا کام انسانی نفس کی اصلاح اور انسانی فطرت کو نگہروں غورمانی سے روکا جاتا ہے اور انسانی فطرت کو دنیا سے بے رشتی دلا کر آخرت کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گمراہوں کو موت کا قرآن پاک یہ درس دینا چاہتا ہے کہ آرائش کی تمام مادی اشیاء سے انسان کی فطرت میں حسد بھی چھائی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مالیشان ہے کہ حد انسان کے اعمال کو اس طرح کا پاتا ہے جس طرح آگ تک لکڑی کو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) بے شک کان مآکھ اور دل ان سب سے باز
پرس ہوتی ہے۔ (نئی اسرائیل)

انسان کی آنکھ تمام اقسام کا مشاہدہ کرتی ہے مگر انسان اچھی خصوصیت کا مالک ہو
گا تو نیک اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا تو انسان کی آنکھ اور کانوں کے
ساتھ انسان کا دل آلود ہو جائے گا، تو اس سے معاشرے میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔
حضرت مجدد الف ثانی محبوب ربانی کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کی کیفیت یوں ہوتی ہے کہ
انسان شریعت کو بھی اپنے اوپر غالب کر لیتا ہے اور بھی قریب دور اور بھی باطل دور ہٹ
جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ نفس مارا، کفر کی حد ہے۔
علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

غیرت ہے بڑی چیز اس جہان تک دہار میں

پہنائی ہے درویش کو تاج سردار

علامہ اقبال کے اس شعر میں جو غیرت کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ اس
بات کو سمجھنے کیلئے سورہ نساء کی آیات ملاحظہ ہو۔ وہ جو عین جن سے مسلمان نکاح نہیں کر سکتا
ان آیات میں محرمات کا ذکر آیا ہے۔ عہدات کی تین اقسام ہیں۔ اول عہدات نسبیہ، دوم
عہدات خطیبہ، سوم عہدات بالعاہدہ۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کی حد مقرر کی ہے اور اسی طرح
اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو تمام مومن مردوں اور جوڑوں کی
مائیں قرار دیا، اور تمام مومن مردوں پر اس بات المومنین سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ
اسات المومنین کی بہت بڑی فضیلت ہے جس پر غور و کلام ربانی شاد ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شیریں کلام

مَنْ يَتْلُ فِي الدَّائِمِ الْهَيْمِ حَيْثُ	تَلْجُ بِقَلْبٍ مَضْجِ الدَّائِمِ الْهَيْمِ
اور میری دلت میں آپ کی خوشنظر آتی ہے	تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ
لَمْ يَكُنْ كَلَامٌ أَوْ مَنْ لَمْ يَكُنْ كَلَامٌ	بِكَلَامِ لَحْنٍ أَوْ كَلَامٍ لَمْ يَكُنْ
اور جتنی جیسا کہ تھا اور کون ہوگا	حق کا کلام کا تم کرنے والا اور لہجوں کو سراپا
	مہر تہا دیتے والا



حضرت فاطمہ الزہراء بنت محمد ﷺ

ولادت باسعادت:

سیدہ طیبہ حضرت بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی یہ وہ مبارک زمانہ تھا جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے۔

حضرت سیدہ کا بچپن:

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پابند شریعت اور اسلامی احکام پر کار بند تھیں۔ بچپن ہی سے آپ کو گھر سے باہر آنا پھڑپھڑا ہوا تھا۔ آپ اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھر میں رہتی تھیں۔

آپ تقریباً چھ برس کی تھیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دنیا فانی سے کوچ کر گئیں۔

فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح:

دھجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کے ساڑھے نو مہینے بعد رخصتی کرالی۔ اس وقت حضرت فاطمہ الزہراء کی عمر مبارک چھ سال ساڑھے پانچ مہینے بیان کی گئی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس سال ساڑھے پانچ مہینے بیان کی گئی۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہا تقریباً چھ سال بڑے تھے۔ یہاں بھی روایات میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں سیدہ فاطمہ الزہراء کی عمر مبارک اسی سال ساڑھے پانچ مہینے بیان کی ہے اور بعض سال بڑے حضرت علی کی عمر مبارک اس وقت اکیس سال پانچ مہینے بیان کی

ہے۔ اور آپ کا نکاح اوائل محرم 3 ہجری اور ماہ رمضان اور بعض ذی الحجہ اور بعض ماہ صفر اور بعض ماہ رجب بتاتے ہیں۔ ان فرض حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے چار مہینے بعد حضرت فاطمہ الزہراء کا عقد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سودہ بنت زمعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی شادی سے پہلے ان دونوں ماؤں کے ساتھ بڑے پیار و محبت سے رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی تو عقد کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کیلئے مکان تجویز کیا گیا، ہم نے بلحا کے کنارے سے نرم مٹی منگوائی اور اپنے ہاتھوں سے اس میں بچھائی فرش چار کیا، لپٹائی کی اور بھر گجور کی چھال اپنے ہاتھوں سے مل کر دو سجے چار کیے، چھوہارے اور سجے دعوت میں پیش کیے۔ لکڑی کی انگی چار کی تاکہ اس پر پانی کی منگ اور کپڑے لٹکائے جائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پیار سے کوئی اچھا پیار میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ حج میں ایک بھولی سی لکڑی تھی جس سے کبھی کبھی باہم بات چیت ہو جاتی تھی۔

مفسرین نے ہوں بھی لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کوئی مکان کرائے نہ لے لو۔ حضرت علی نے ایک مکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے کچھ فاصلے پر لے لیا اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد ہوا تو انہی

مکان میں رخصت کرا کے لے گئے۔ محنتی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اٹھائے گنگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے قریب بلا لوں، حضرت فاطمہ الزہراء نے عرض کی: عارث بن نعمان سے فرمائیے کہ وہ اپنا کوئی مکان دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی عارث بن نعمان سے یہ بات کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ جب عارث بن نعمان کو خبر پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عارث بن نعمان نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی صاحبہ کو اپنے قریب مکان میں نقل کرانا چاہتے ہیں میرے تمام مکان حاضر ہیں آپ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا لیجئے، میری جان و مال اللہ تعالیٰ اہل اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے، مکتھا جو چیز آپ مجھ سے لیں گے، مجھے اس کا آپ کے پاس رہنا میرے پاس رہنے سے زیادہ محبوب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے کچھ کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور اپنی رحمت تم پر نازل فرمائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء کو عارث بن نعمان کے مکان میں نقل کرا دیا۔ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بہت قوی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ، حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک جو کہ اب روضہ رسول ﷺ سے منسوب ہو چکا ہے۔ روضہ رسول ﷺ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ پاک جو آج بھی موجود ہے، اس کے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان صرف ایک دروازہ کا واسطہ ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراء کا قبر اجماعی:

عقیدہ صحیح ہے کہ قبر انبیاء علیہم السلام اور ائمہ کرام علیہم السلام ایک ہی جگہ پر ہے اور وہ جہان باقی ہے۔

دنیاوی تکالیف و مصائب کا آپ کو ذرا خیال نہ ہوتا۔ آپ کی ذمہ کی مسرت و شگفتگی میں بسر ہوئی اور یہ فقر اختیار ہی تھا۔ آپ کی ذمہ کی کا تمام تر حصہ ہر وقت میں گزارا، میر و جل ہر دم و درع اور شرم و حیا کی آپ بہترین مثال تھیں۔ آپ کی ذمہ کی میں ہر نعمتی اس قدر تھی کہ بجلی پینے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ پانی بھر بھر کر لانے سے کر اور پینے میں نکان پڑ چکے تھے، مگر میں ہماڑ دینے اور چلہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ الغرض مگر کے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ یہ وقت تھا جب نعمات کی کثرت تھی۔

مدینہ منورہ میں مال و زر کے خزانے لٹ رہے تھے، کوئی سید، فاطمہ الزہراء کے گھر کا حال دیکھے، جو عزیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا وہی مگر کی کل کائنات تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو مگر سے رخصتی کے وقت وصیت فرمائی: بیٹی! اتنا شہر بہت ظریفوں کا مالک ہے اس کی خوشنودی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شادی کے بعد کسی وقت بھی بلو مرتبہ باپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو بھی فراموش نہیں کیا۔ شوہر اور اس کی خدمت، بچوں کی نگہداشت آپ کے فرائض میں شامل تھی۔

آپ کے القاب کی وضاحت:

1..... سیدہ نساء العالمین آپ کو اس نام پر کہا گیا کہ آپ عقی مورقوں کی سردار ہیں، سیدہ کا معنی ہے سردار۔

2..... فاطمہ سے مراد وہ عورت جو بچے کو پاس سے دور رکھ دے تاکہ بچہ لٹنے والی مراد لیتے ہیں۔ یاد رہے میں جس کا دور دورہ چھڑا ہے۔ قرآن پاک میں طہا میں کو حکم خداوندی ہے کہ بچے کو دور رکھ دے تاکہ بچہ لٹے۔ بعض علماء نے فاطمہ صلی علیہا وسلم کی کہنا ہے۔

3..... آپ کو ہر اماس نام پر کہا جاتا ہے کہ آپ عقی مورقوں کی قرآن مجید رکھنے سے محرو

تھیں۔ جب آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو آپ اس وقت پاک ہو جاتی تھیں، حتیٰ کہ کبھی آپ کی نماز تھا نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے آپ کو زہراؑ کہا جاتا ہے۔ زہراء سے روشن اور صاف رنگ والی بھی مراد لیتے ہیں۔

4..... راضیہ اس عطاء پر کہتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا پر راضی رہنے والی تھیں۔

5..... ذکیہ اس عطاء پر کہتے ہیں کہ آپ نہایت اعلیٰ اخلاق و عادات کی مالک تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک فاطمہؑ نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کی اولاد پر پاک کو حرام فرما دیا۔

6..... آپ کو زہراءؑ اور ذکیہؑ بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے معانی پاک ہونے کے ہیں۔

7..... جنوں اس عطاء پر کہا جاتا ہے کم سن میں آپ کو عام بچوں کی طرح کھیل کود کا شوق نہ تھا اور نہ کھانا پینا وغیرہ۔ یعنی دنیا سے آپ بے رغبتی کا اظہار کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تقویٰ:

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا احکام شریعت پر کار بند تھیں، شریف انفس اور باعظا عظام و کفایت ماکہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ایسی تعلیم و تربیت کی کہ آپ کا شمار دنیا کی بزرگ ترین عورتوں میں ہونے لگا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کسی لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی مطاعہ و سانس کو خالق نہ ہونے دیتی۔ راتوں کو قیام کرتا، کم کھاتا، کم پینا، کم سوتا، خوفِ الہی میں آفسو بہاتا، دن رات زبان کی حفاظت کرتا یعنی زبان سے غیر ضروری باتوں سے گریز کرتا اور احکام پر پورے عمل کرتا، کافروں اور انھنوں کی حفاظت کیا، آپ کو کدہ بھی کام نہ تھا آپ کا دامن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و رغبت پر تھا، آپ کو کبھی کسی مسلمان عورت کی صحبت کو نہ سختی

تھیں، حمد نہ کرتیں، دنیا کا کامی، عداوت، حرص و خیاالت، جھوٹ، چغل خوری، بے پروگی، اور حب و دنیا سے اجتناب کرتی تھیں۔ آپ کی زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرتی جاتی ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت عزت و عذاب کی آیات آجائیں تو جسم اطہر پر لگی طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے نکل اشک رواں ہو جاتا تھا، خوف الہی سے ہر وقت لرزاں و زساں رہتی تھیں۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو کمر کے کاسوں سے فرست پانے کے بعد صبح و شام نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ و زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور طاعت نبوی کی پیروی آپ کے رنگ و بے میں سما گئی تھی۔ آپ دین کی خاطر ہمیشہ غرضی اور غنی میں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہیں۔ آپ موت کو بہت یاد کرتیں، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتیں، تقویٰ اختیار کرتیں، کوئی مصیبت پہنچنے پر مبرا و تکل سے کام لیتیں، نماز و روزہ میں مشغول رہیں، آرائش کی بجائے سادگی اختیار کرتیں۔ ریاضت، تزکیہ، قس، اخلاق اور علم و حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتیں۔ الغرض مستحبات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتی تھیں۔

حقیقی زہد:

حقیقی زہد یہ ہے کہ آدمی اپنی تئناؤں کو ترک کرے، اسی کا نام زہد ہے۔ جس انسان کی امیدیں بڑھتی جاتی ہیں اس کے اعمال بگڑتے جاتے ہیں۔ آدمی کو معلوم ہونا چاہیے کہ قس کا شریعت مقدسہ کی احکامات میں رہنا، اللہ تعالیٰ کے حضور پند و عمل ہے۔ اگر کسی مسلمان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس نظام سے بالاتر ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کیا ہے اور آدمی اپنی لالچ پر مائل پند و عمل یعنی اپنے آپ کو اہل رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے ہلاترکتا ہے تو اس آدمی کی فطرت کا رجحان از سر تا پا بغاوت اور سرکشی کی طرف ہے۔ جس کا نتیجہ کراچی کی تاریک گراخوں میں بچکنے کے سوا کچھ نہیں اور جو مسلمان صدق دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا مقصد بھی وہی ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد حیات ہے۔ مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت و تہذیب ہی سراٹھا مقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے عطا کردہ مخلوق رکھے۔ ہاں اگر لوگ گمراہ لوگوں کی باتوں کو حکمت سمجھیں گے اور ان کے علوم کو حکمت و معرفت کہیں گے تو یقیناً بلا میں گرفتار ہوں گے۔

حضرت محمد الف خانی محبوب ربانی فرماتے ہیں کہ شریعت خداوندی عقل و دل کیلئے ہے تاکہ دل کو فحش و جہاد کا کام دے۔ آدمی کو چاہیے کہ تمام ظاہری اور باطنی نظر یعنی تمام بدن کے اعضاء کو حق تعالیٰ کی بندگی میں صرف کرے۔ آئینہ دل تاریک و سیاہ ہونے سے بچائے، اپنے دل کی حفاظت کرے۔

وصال مبارک:

آپ کا وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چھ ماہ بعد منگل کی رات عین رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو ہوا۔ اس طرح حضرت فاطمہ الزہراء کی کل عمر مبارک 29 برس جان کی گئی ہے۔ روزہ رسول ﷺ کے چاروں جانب چالیس ہیں، ان ہی چالیس کے احاطہ میں ایک جانب باب جبریل کے سامنے خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مجرہ مبارک تھا۔ بعض علماء کے نزدیک آپ کا حوزہ اسی مجرے میں ہے۔ آپ کے حوزہ پاک کے حلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں دارالحنین میں آپ دفن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا حوزہ بھی جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوزہ پاک کے قریب ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پر تاثیر کلام

مَاذَا عَلَى مَنْ حَمَّ قُرْبَةُ أَحْمَدُ	اَلَا نَشْتُمُ مِلْدَى الزَّمَانِ غُرَابًا
جس نے ایک مرد کی ناک پائے ہوئے ہو گئی ہو گئی	تجرب کیا ہے اگر ساری مراد خوشبودار گئے
صَبَّتْ عَلَى نَصِيبِ لَوَائِهَا	صَبَّتْ عَلَى الْآلِهَمِ غُلْنِ لَهَا
خسرو کی جہالت سے وہ مصیبتیں بھہ پڑتی ہیں	یہ مصیبتیں دونوں پر چھ تو دن راتوں میں
سرا کر	جدیل ہو جاتے
يَهْتَرُ الْفَاقِ السَّهَابُ وَتُحَوِّزُ	خَسَمُ السَّهَابِ وَأَهْلَمُ الْآلِخَانِ
آسمان کی پتہ چاس ہمارا کور ہو گئی اور پست کیا گیا	دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ
وَالْأَزْهَرُ مِنْ أَهْلِ النَّبِيِّ عَجَبَةً	أَسْلَفًا عَلَيْهِ كَيْفَ تَكُونُ الْآخِرَانِ
اور میں ہی کہہ کر ہرگز کے ہو جاتے ہو	ان کے خم میں زوہی ہوئی سراپا
لَمَّا تَكُنْ خَرَى الْبِلَادِ وَغُرَابًا	يَا لَمَعَرُ مَنْ خَلَقْتَ لَهُ الْوَيْزَانَ
ابہ سوہمے مشرق میں اور مغرب میں	اے قرآن کے جن پر دھنیاں پھکیں
آپ کی جہالت پر	
يَا خَلِّمُ الرُّسُلِ الشَّارِبِ جَمُودًا	صَلَّى عَلَيْكَ سُورَةُ الْفُرْقَانِ
اے آخری رسول آپ برکت و سعادت کی	آپ پر قرآن نازل کرنے والے نے بھی
جہتے لیں ہیں	درد و سلام بھیجا ہے

باب نمبر 4

سلف صالحین

حالات زندگی اور خوبصورت کلام

- ☆ زمانے میں معزز ترین افراد
- ☆ فیضان اولیاء
- ☆ توحید باری تعالیٰ اور وحدۃ الشہود
- ☆ تصوف
- ☆ حضرت شیخ شرف الدین یومیری رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ خواجہ معین الدین چشتی سمرقانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

باب نمبر 4

زمانے میں معزز ترین افراد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَكُونُ فِئْتَكُمْ مِنْ جِنْدِ اللَّهِ أَتْلُكُمْ (القرآن)

ترجمہ: بے شک تم میں سے معزز اللہ کے ہیں وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ پر عمل کرتا ہے۔

حضرت حبیب اللہ قدس سرہ نے اپنی پوری زندگی سید ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سید ظاہر نہ کیا۔ آپ مولوی صاحب یا حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اس کی وجہ حضور نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک اور حضرت امام جعفر صادق کی دعویٰ کا مطالعہ کریں تو یہ لوگ اس بات سے ڈرتے تھے کہ روزِ محشر آقاؐ کے نامدار یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے ہماری اطاعت کا حق ادا نہیں کیا اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو سید ظاہر نہ کیا اور بکافرانے بشریت کوئی ایسا عمل ہو جائے جو شریعت کے خلاف ہو اس وجہ سے آل رسول پر حرف نہ آئے اس کے برعکس لوگ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے ہیں اور شریعت کے خلاف عمل کرتے ہوئے بھی غر سے کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں۔ لوگوں کا حق تلف کرتے ہیں اور بعدتی لوگوں سے بہت وصول کرتے ہیں۔ اس طرح آل رسول کی شخصیت کو ناخدا کر کے فکر کرتے ہیں۔ اور نیکی کا جو سمجھتے ہیں کہ ہم سید ہیں۔ ان بددلوں کا عمل خوفِ الہی کی وجہ سے واضح ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرت داؤد علی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی

خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: اے فرزندِ رسول! ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے، جواب میں امامِ معتمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان! آپ اس دور کے بڑے عاجز و اذلیل شخص ہو، آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر حضرت داؤد خاں رحمۃ اللہ علیہ عرض کرنے لگے کہ اے خیر معطوی! آپ کو نصیحت کرنا واجب ہے، مگر اس پر امامِ معتمد صادق فرماتے لگے مجھے ارہے کہ قیامت کے روز میرے چہرہ اس بات پر میرا دل بکڑ کر بند ہو جائیں کہ تم نے میری اطاعت کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ معاملہ نسب یا کسی دوسری چیز پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کی متابعت کرنا عمل کے ساتھ، اس پر سب کچھ موافق ہے۔ حضرت داؤد خاں رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر عرض کرنے لگے یا اللہ جس کا خیر فرمے معطوی ہے جس کی طبیعت کے حاصرِ بے جاہلین اور خواہدِ رہائی ہیں اور جس کے ہوا ہوا محمد محمد معطوی ﷺ اور ماں سیدہ اقصیاء ہیں وہ اس پر یقینی میں جلتا ہے تو میرا یہ وعدہ داؤد خاں بکھر کر شمار میں آتا ہے؟ (کشف المحجوب، ص 205)

رسول اللہ ﷺ کا تقویٰ والوں کیلئے مشی عم

[illegible]

اللہ ﷻ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں کہ میں سب کو پہچانتا ہوں لیکن عمل کو نہیں
پہچانتا تم میری اور اپنی رشتہ داری کی طرف لوٹ جاؤ۔ (بحوالہ کائنات آل رسول ﷺ)

فیضانِ اولیاء

قرآن پاک کی رو سے آسانی سلسلہ رشد و ہدایت کا نظام بہشتِ انبیاء کرام،
سابقہ قرآنی خداوندی کا نزول اور حدود اور پابندیوں کا تعین خدا کی آخری کتاب قرآن
پاک اور خدا کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسلامی کھٹکے سے انسان کے سب سے
زیادہ قریب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذاتِ ہدایت ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ ہدایت
تعالیٰ ہے کہ ہم انسان کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس لیے سب سے زیادہ انسان کا
تعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کے ساتھ ہے۔ تقرب کے لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
مرتبہ بلند ہے۔ اور انسانوں میں رسول خدا ﷺ خدا کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔
مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہم سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ انسانوں کا
مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ حیوانوں کا مالک وہی اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے جن دامن
کا مالک وہی ہے الغرض تمام کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ ہم سب کا پالنے والا
سب کو روزی دینے والا سب کا وہی خالق مالک اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ روزی دینے والا
وہی اللہ تعالیٰ جل شانہ ہے۔ اور تقسیم کرنے والا ہمارے معطوفی ﷺ کا ہے۔ حدیث پاک
میں حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ "واللہ یعطی وانا قلسم" (معا کرنے والا اللہ
ہے اور اپنی نعمتیں میرے ہاتھوں تقسیم کرتا ہے)۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

قام دو جہاں ہیں آپ، آپ کے ہاں کی نہیں

اور شمارِ رحمت حق پہ رکھ نظر

آپ کے کل کو تو ہیں

۱۱ کہ منتہی نہیں

ہم سب کچھ کہہ جاتے ہیں لیکن ہم تنہا دلوں کو جہنم سے بچانے والا ہمارے معطوفی

ﷺ کا ہے۔ ہمارے پیچھے بھی تو کوئی ہاتھ ہے، ہمیں بھی تو کوئی روکنے والا ہے، یعنی اولیائے کرام کا ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں اور مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے وسیع قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے براہ راست حصول فیضان ناممکن ہے، کلیات ہمارے تعالیٰ حبیب خدا ﷺ کے فیضان سے ملتی ہیں تو وہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔ مشق خداوندی کی کوشش جب کامرشد کے آنکھیں شیش میں سے گزرتی ہیں تو مریض کے قلب کو فطرتاً بخیر رہتی ہیں جس سے ماسوی اللہ جل کرنا کھ ہوتا ہے۔

اس مقام تک پہنچنے کیلئے نبی کریم ﷺ کی ذات ہدایت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی محبت کا لمس انسانی کی تربیت میں خصوصی دمل ہے۔ انسانی تربیت و اصلاح کا کوئی نظام، کوئی پہلو آپ ﷺ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا آپ ﷺ کی محبت انسان کو ہر مے کام سے روکتی ہے اور تقویٰ کی راہ پر گامزن رکھتی ہے۔ یہ کلیات بھی کہری اور مضبوط عمل اختیار کرتی ہائیں گی تو انسان کو اصل مقصد تک پہنچنے میں آسانی ہے گی۔ اصل حقیقت نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے برگزیدہ بندوں کی ہدایت سے استفادہ کرنے سے ہوتی ہے۔ اور درست شریعت رجوع سے ہی حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اسلام کا نور مائع نہیں ہونے دیتا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و کرم کو ان بزرگوں کی اصل سے ذبح نہ کرتا ہے، کیونکہ اولیائے کرام اصل شریعت کا شاہد کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ گرفتاری رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام اور اولیائے کرام نے اپنی زندگی کو پاکیزگی کی راہ کی طرف گامزن ہی نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کو قصاص سے محفوظ اور اخروی زندگی کی بنیادوں کو مضبوط کیا ہے۔

خیر ہمارے تعالیٰ اور رحمت الشہود

تذکرہ پیرائے حق کے دوزخ میں جھین ہوتی جس میں آخرت کی ایجاد ہوتی۔ اس

دور میں حاکم وقت فن کا دلدادہ تھا۔ اسی رغبت کی بناء پر کارنگروں نے فن پارے تیار کیے جو کہ بادشاہ کو بہت پسند آئے اور بادشاہ نے اعلان کیا کہ جو بھی کارنگر اس سے اچھی کارنگری دکھائے گا اُسے انعام دیا جائے گا۔ اس بات پر کارنگروں کی دوسری جماعت آئی اور پتھر سے تراشی مٹی حیرت انگیز اشیاء تیار کیں اور یوں کئی کارنگروں نے پتھر تراش کر اور رگڑ رگڑ کر اس میں چمک پیدا کر دی اور اس طرح سنگ تراش کر چمک دیے گئے۔ پہلے سے بنے فن پارے ان میں سما گئے یعنی غم البدل گئے۔ انہوں نے اس طرح چند ارشاد بکار بنا کر کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ بعد ازاں بادشاہ کو ان شہ پاروں کی نمائش کے لیے بلایا گیا۔ جب بادشاہ اس نمائش کدہ میں آیا تو اس کے ہمراہ پہلے فن پارے تیار کرنے والے کارنگر بھی تھے تو انہوں نے جب کپڑا اٹھایا تو دونوں فنکاروں کے فن پارے ایک جیسے نظر آنے لگے تو ساتھ کارنگروں نے اس بات پر شور مچا دیا کہ دوسری جماعت کے کارنگروں نے ہماری نقل اُتاری ہے، اصل چیز تو ہم نے تیار کی ہے، انہوں نے کون سی کارنگری اس میں دکھائی ہے۔

اس بات کو سن کر دوسرے کارنگروں نے آئینہ کا رخ دوسری طرف کیا تو جتنے افراد تھے وہ آئینہ میں نظر آنے لگے۔ اس بات کو دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان کارنگروں کو انعام دے دیا۔ پہلے کارنگروں نے کہا اصل فن پارے تو ہم نے تیار کیے تھے انہوں نے ہماری نقل اُتاری ہے تو بادشاہ نے کہا کہ ”نقل اصل سے بہتر ہے۔“

اس لیے یہ لوگ ہی انعام کے حقدار ہیں۔

نوٹ: یہاں توحید پرستوں کے لیے نقل دیا نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری

تعالیٰ ہے: ”کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔“ اسی طرح اسلام نقل پسند نہیں کرتا کیونکہ اسلام کی بنیاد توحید پر ہے اور کفار اپنے ہاتھوں سے پتھر تراش کر پوجتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف الکجوب میں ایک کیڑے کا نام حصارف کر دیا ہے جس کا نام ”سعد“ ہے۔ یہ کیڑا پتھر کے وسط میں ایک گول دائرے کے اُرد گرد پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پتھر میں بھی رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریا کا کرشمہ ہے کہ یہی کیڑا پتھر میں رہ کر آگ کی حرارت بھی پتھر کے اُرد گرد سے لے لیتا ہے، یہ کیڑا سخت پتھر سے راستہ بنا کر جلتی ہوئی آگ میں چلا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا وہی خدا ہے، وہ وحدہ لا شریک ہے جو کہ تمام مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ جب یہ کیڑا پتھر میں ہوتا ہے تو بھی اسے وہاں رزق دیتا ہے اس کیڑے کی یہ ملت ہے جب پتھر ٹوٹ جائے اُسے ہوا لگے تو ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آگ کے اُرد گرد چلا گیا ہے اور وہ خود آگ لے رہا ہے، اگر اُسے آگ سے باہر نکال دیا جائے تو بھی ہلاک ہو جائے گا۔

اسی طرح مومن کے ایمان کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے سے ہوتی ہے۔ اگر یہی پتھر کفار کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو تراش کر بت بنالیں تو خالق کی مخلوق کی نقل کر کے بت بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت ہے کہ اس کے جانے ہوئے انبیا میں سے ہر ایک کی صورت دہرے سے جہاں ہے۔ کفار اس بات سے کام لیں۔

تو اس ثابت ہوا کہ کفار نے پھر کوشش کر اس سے بت بٹالیا اور اس کی پرستش شروع کر دی تو یہ نقل ہو گئی، اس نقل کو مسلمان بھی نہیں اپنائے گا، کیونکہ اسلام کی بنیاد ہی توحید پر ہے۔

دوسری طرف صوفیائے کرام نے اس سے مراد نفس لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تافرمانی میں لگا رہتا ہے تو آدمی آگ کی طرف چلا جاتا ہے۔ نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہے تو اس کے لیے جنت ہے۔ اسی بات کو قرآن پاک نے اس طرح بیان کیا ہے: "اور اس آگ سے جس کا ایچ من انسان اور پھر بنیں گے اور یہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

غواہ نفس ایسا دشمن ہے جس کی انسان بے روی کرتا ہے، عقل معانی عقل کی طرف مائل ہوتا ہے اور جاہل اپنے جیسے کی طرف میلان کرتا ہے۔
اطاعت: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں قرآن پاک اور سنت چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم ان کو حقارے دکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ "میں تم میں قرآن پاک اور اپنے اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔" تو عقل معنی سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے ہر تسلیم کرنا ہے۔

تصوف

(رباع) اسم ذکر لسانی غواہات سے پاک ہوتا۔
معرفت نفس، ہو کہ یہ نفس، مظاہر و باطن اور مظاہر و باطن کو حق چاہتا۔

تصوف اور مختلف اولیائے کرام کا تقویٰ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی بہت گہری نظر رکھی کہ عام افراد مختلف عزام میں کھوپکے تھے جس کی وجہ سے حلال و حرام کا امتیاز اٹھ چکا تھا۔

علمائے کرام ایک دوسرے کے ساتھ صف آراء تھے۔ حکمران طبقہ ایک دوسرے سے غبر و آرماتا تھا۔ ان حالات میں رزقِ حلال ناگزیر ہو چکا تھا آپ دجلہ کے کنارے چلے جاتے وہاں بنی فروش اپنی بنی دھو تے تھے۔ وہاں سے بچے اٹھا کر آپ کا دل لہراتے تھے اگر وہاں بنی میسر نہ ہوتی تو جنگل کی طرف چلے جاتے اور اچھے دال تھکاریاں کھا کر گزر بسر کرتے۔

حضرت سید پرویسر کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رزقِ حلال میسر نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس سے دور رہے۔ دجلہ کے کنارے بنی دھونے والے جب چلے جاتے تو آپ وہاں سے بچے کا دل لہراتے اسی وجہ سے آپ کی جلد کارنگ بھی بنز ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اہل تقویٰ ایسی خدا جہا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہو اپنی شرک سے بچے نہیں جانتے دیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم انسان کی شرک سے زیادہ قریب ہیں۔

اس لیے سب سے زیادہ انسان کا تعلق خدا سے ہے اور تقرب کے لحاظ سے انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب حضور ﷺ کی ذات پاک

ہے۔ یعنی اہل تصوف کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کے ساتھ برا اور راست عام انسان ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ حبیب خدا ﷺ کی ایک ذات مبارک ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ صرف کلام کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ الغرض اللہ پاک کے انسان کی شریک کے قریب ہونے کے بہت سے پہلو ہیں۔

(۱)۔ صوفیائے کرام نے صوف کا لباس پہنا یہ خاص صوفیا کا ہی خاصہ ہے یہ لباس حلال جانور کی اذن سے تیار کیا جاتا ہے۔

(۲)۔ ذبح کرتے وقت جب جانور پر اللہ کا نام لے کر چھری چلائی جاتی ہے یعنی اذکارِ جمع، جمع، روح، یعنی گردن کی رگیں۔ جن کا کائناتِ ذبح کے وقت واجب ہے صوفیاء اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ صوف کا لباس پہنتے ہیں کہ آدمی ہر آن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہیں جو حکم اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے اس سے انسان بغاوت نہ کرے۔ یعنی عبادت و ریاضت کا منبع رزقِ حلال ہے حلال کے بغیر دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقرہ حرام کھانے سے چالیس دن آدمی دعا کی قبولیت سے محروم رہتا ہے۔

امام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ ”لباس میں دس عید حرام کا کپڑا ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جس طرح اللہ کا نام لیے بغیر حلال جانور بھی حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حرام طرح سے حاصل کی گئی روٹی اور لباس انسان کو عبادت و ریاضت سے محروم کر دیتا ہے یا دور کر دیتا ہے۔ اور قبولیت نہیں ہوتی اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک ایمان افروز واقعہ صبح کیا جاتا ہے۔

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو "طے" یعنی تین روز کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ تیسرے روز مغرب کے وقت افطار کیا جاتا ہے یہ بھی ایک قسم کا چلہ ہے۔ الغرض بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے "طے" کا روزہ رکھا۔ تیسرے دن ثواب کیلئے ایک نوجوان افطاری کا سامان اور کھانا لے کر آگیا۔ آپ نے اس کا کھانا بغیر تحقیق کے قبول کر لیا اور افطاری کے وقت اس کے سامان سے روزہ افطار کر لیا۔ چند لمحے گزرے تھے کہ بابا فرید کے پیٹ میں درد ہونے لگی اور فوراً قے آگئی۔ اس طرح غذا کا ایک ایک ذرہ معدے سے خارج ہو گیا۔ آپ نے پانی پی کر رات بسر کی اور صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے ہی و مرشد حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ سنا دیا۔ اس کے جواب میں حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا فرید تم نہیں جانتے جو شخص تمہارے لیے کھانا لیکر آیا تھا وہ ایک شراب نوش اور بدکار انسان تھا۔ چونکہ اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کو کھانا پیش کیا مگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ناپسندیدہ غذا تمہارے جسم میں ٹھہرے اور اس سے بٹے والے خون کے قطرے تمہارے جسم میں تساویر پا کریں۔ حضرت کے انکشاف کے بعد بابا فرید اور دیگر درویشوں پر حیرت ہو گئی۔ آج تک ہمارے حاضرین مجلس کو اعجاز و ہما کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف حرام روزی ہی ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ اس کا ایک ایک ذرہ بھی ناکارہ ہے۔ چنانچہ حضرت بابا فرید نے حضرت سلج راجا کی قسم سے "طے" کا روزہ دوبارہ رکھا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو

اے طائر لاهوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوکبی
حضرت ابوالحسن ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

التصوف ترک کل حظ النفس
ترجمہ: تمام نفسانی لذتوں سے ہاتھ اٹھالینے کو تصوف کہتے ہیں۔

امت محمدیہ کے اولیاء ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں

معاشرے میں جہالت کی وجہ سے امت مسلمہ اور عوام الناس میں بہت سی
خرابیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں ان میں انبیائے کرام کے بارے میں شبہات سب سے
بڑی خرابی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض افراد اپنی جہالت کی وجہ سے حضرت آدم
علیہ السلام کے بارے میں زبان درازی کر جاتے ہیں۔ ”نعموا باللہ“ بعض لوگ یہ
کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے غلطی کی اور جنت سے نکال دیئے گئے۔ ہم بھی تو ان کی
اولاد میں سے ہیں۔ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو کونسا پھاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ حالانکہ
قرآن پاک میں پارہ نمبر 16 آیت نمبر 115 سورۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَنسَوْنَ وِلْمَ لِحَدِّثِ لَهٗ عِزْمًا ط

ترجمہ: وہ بھول گئے ہم نے ان کا ارادہ نہ پایا۔

حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے کہ

”اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں نہیں دیکھا بلکہ قلوب دیکھتا ہے۔“

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم
علیہ السلام کے دل کے پاکیزہ ہونے کی گواہی دے دی اور یہیں ایمان کی علامت یہ

ہے کہ "تمام انبیاء معصوم ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں"۔ صوفیائے کرام اس بحث پر ہیں دلیل دیتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالسحاق ابراہیم بن احمد خواص سے روایت نقل کی ہے کہ

العلم کلہ کلمعان لا تکلف مما کلفت ولا تضع

ما استکلفت.

ترجمہ: سارا علم دو کلموں میں ہے ایک یہ کہ جس چیز کا اندیشہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے اٹھالیا۔ اس میں تکلف نہ کر۔ دوسرا یہ کہ جو تجھے کرنا ہے اور جو تجھ پر فرض ہے وہ کر گزر۔ (بحوال: کشف المحجوب۔ صفحہ نمبر 306)

اس سے یہ ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ نے جن دامن کو ہدایت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور منورہ فجر کے قریب جانے سے منع کیا۔ ابلیس نے دوسرا والا اور بھولی قسم کھائی کہ میں حیرا خیر خواہ ہوں۔ آدم علیہ السلام بھول گئے اور دانہ گندم کھالیا۔ اس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دی ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان فرق ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے عقل و شعور سے نوازا۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی پاکیزگی کی حفاظت بھی خود درہائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے اوصال واضح کرنے کیلئے جنت

سے زمین پر اتارا اور آدم علیہ السلام تین سو سال گریہ داری کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرتے رہے۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ تسبیح میں جو ہونا گناہوں اور برائیوں کے معاف ہونے کا وسیلہ ہے نیز تسبیح توبہ کی کنجی ہے اور استغفار میں گناہوں کے ڈھانپنے کی طلب پائی جاتی ہے۔

حضرت خواجہ محبوب عالم سیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "انسان چوبیس گھنٹے میں چوبیس ہزار بار سانس لیتا ہے اسے چاہیے کہ ہر سانس کے بدلے ایک بار لفظ اللہ اللہ گزاریے۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا، جب اتنی تحقیق نہ تھی۔ موجودہ تحقیق میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان صحت کاملہ سے ایک منٹ میں سولہ سے اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے اور ایک سانس میں پانچ سو کتب ہوا سانس کے ذریعے داخل و خارج کرتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر دو شکر واجب ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تازہ ہوا لیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ کلوہ ہوا خارج کرتا ہے۔ موجودہ تحقیق یہ ہے کہ کمرے ہوئے آدمی میں دل 81 بار حرکت کرتا ہے جبکہ اپنے ہوئے انسانی دل کی دھڑکن علی الترتیب 66 سے 72 بار فی منٹ ہوتی ہے۔ انسان کی نبض اور دل کی دھڑکن کی رفتار ایک جیسی ہوتی ہے۔

الفرض انسان کے دنیا میں سانس لینے کے بارے میں سلطان العارلین حضرت نبی سلطان ہاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نحمدہ و نصلی و نعبدہ و نعوذ بک

انہوں نے جو وقت اور سانس اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتی ہے اس گزری،
 مل اور سانس کو کفر میں گزارنے کا کہا ہے اور انسان کو ندامت کی امید سنائی ہے۔
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدموں کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”میں نے زندگی میں کتنے قدم اللہ کے راستے میں چل کر گزارے ہیں۔“

حضرت ابو محمد عبداللہ ضحیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی

حضرت ابو محمد عبداللہ ضحیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خلق الله تعالى القلوب مساكن الذکر فصارت مساكن الشهوات

ولا يمحوا لشهوات من القلوب الا خوف مزعه او شوق مقلق۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دلوں کو مساکن ذکر بنایا تھا۔ مگر جب نفسِ مادی کی صحبت

کا اثر پڑا مسکنِ شہوت بن گیا۔ اب اس دل کو کوئی چیز شہوات سے پاک نہیں

کر سکتی مگر وہ خوف جو خطر کر دے۔ یا وہ شوق جو آرام بھلا کر قلق پیدا

کر دے۔

بارگاہِ رب العزت میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کا اعجازِ تشکر

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعجازِ تشکر کرتے

ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

سبحان من جعل قلوب العارفين اوعية الذکر وقلوب

الجاهلین اوعية التوكل وقلوب المتوكلين اوعية الرضا

وقلوب الفقراء اوعية القناعة وقلوب اهل دنیا اوعية الطمع۔

ترجمہ: اس کے ہجے میں کو پا کی ہے جس نے عرفاء کے قلوب کو ذکر کا برتن بنایا
اور زاہدوں کے دلوں کو ظرف توکل کیا اور متوکلین کے قلوب کو منبع رضا بنا دیا
اور درویشوں کے ضمیر کو محل قناعت قرار دیا اور دنیا داروں کے دلوں کو طمع
کا برتن کیا۔

علمائے یہود و نصاریٰ کا دنیاوی لالچ اور اوصاف رحمۃ اللعالمین پر پردہ ڈالنا
ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے مہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی۔ تم
ضرور اسے لوگوں سے بیان کرو دنیا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی بیٹہ جیسے پیچک
دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے تو کتنی بری خریداری ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 186)

اس کی تفسیر میں سید ضمیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے
توریت و انجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم ﷺ کی نبوت پر
دلائل کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں
انہوں نے رشوتیں لے کر حضور ﷺ کے اوصاف کو چھپایا، جو توریت و انجیل میں
مذکور تھے۔ نیز لکھتے ہیں کہ علم کا چھپانا ممنوع ہے۔ حدیث مبارک ہے۔

”جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اس نے اس کو چھپایا
تو روز قیامت اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ نیز مسئلہ لکھتے ہیں کہ علماء پر واجب
ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض کا سد نہیں
اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔“

غلامانِ مصطفیٰ کو نصیحت آموز درسیں

ترجمہ: اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ اللہ کی آجوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے۔ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت 198)

جنسِ برکھ کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں کہ یہ آیات نبی کریم ﷺ کے اولیاء کو یہود و نصاریٰ کے علماء سے علیحدہ اور نمایاں کرنے کیلئے نازل ہوئیں۔

(بحوالہ فیما القرآن)

حدیث مبارک:

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جب تھے یا بدسترواں ظاہر ہوں اور عالم دین اپنا ظلم چھپائے تو وہ ملعون ہے اللہ کی طرف سے فرشتوں کی طرف سے اور تمام انسانوں کی طرف سے اللہ اس کے نہ فرض قبول کرے اور نہ نفل۔“

(بحوالہ ملفوظات علی حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اولیائے امت محمدیہ کا بے لوث کردار

اگر کہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے سلاف کی پاکیزہ اور بلند مرتبہ زندگی ہے، جنہوں نے اپنی جسمانی اور دینی مساعیر کو بندھے گا لاکھ اعلیٰ اور عالیٰ اقداروں کو جلا بخشی۔ جن کی بدولت مساعیر کے جن احکام کو سب کو سمجھنا تھا اور عام لوگوں کو سکین ہوئی۔

حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن نخعی رحمۃ اللہ علیہ

مرشد پاک حضرت داتا گنج بخش

تصوف میں مسلک بنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر کار بند تھے اور آپ حضرت
نخعی کے مرید تھے، ساتھ ہی عزت نفیس رہا، کہ حقوق میں سے اپنا نام گم کر چکے تھے
۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

الدنيا يوم ولنا فيه صوم

ترجمہ: دنیا مثل ایک دن ہے اور اس دن ہمارا روزہ ہے۔

(بحوال: کشف المحجوب، ص 324)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے مرید
مرشد کے ہاتھ پر وضو کیلئے پانی ڈال رہا تھا۔ تو میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ جب
نظام عالم اور دنیا قسمت پر موقوف ہے تو کس لیے اچھے خاصے آزاد لوگ امید کراست و
فیوض پر اپنے آپ کو بیروں فقیروں کا نظام اور بندہ حکم بتاتے ہیں۔ میرے دل میں یہ
خطرہ گزرا ہی تھا کہ مرشد پاک فرمانے لگے۔ اے صاحبزادے جو دوسرے تمہارے دل
میں پیدا ہوا ہے ہمیں معلوم ہے۔

یاد رکھو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ قضا و قدر کے ہر حکم کیلئے اللہ تعالیٰ نے سبب
رکھے ہیں۔ جب عالم بچہ یعنی پای زادہ کو اللہ تعالیٰ تاج و عرقان و حکمت سے نوازا
چاہتا ہے تو اسے توفیقِ توبہ دے کر اپنے کسی مقرب دوست کی خدمت میں مشغول
کر لیتا ہے تاکہ خدمت گزاری اس کی عزت اور کراست کیلئے بنے۔ اللہ تعالیٰ نے
حضور کی امت کے اولیاء کو علم لدنی عطا کیا۔ حضرت شیخ ابوالفضل محمد حسن نخعی رحمۃ اللہ

طیب نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا اور خلافت سے نوازا اور ہند کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیروکاروں نے فقے کے سد باب کیلئے ہندوستان کا رخ کیا۔

ان میں شاہد ولد ربانی کا نام بھی آتا ہے۔ یہ اختلاف ہے کہ آپ افغانی ہیں یا وہ ہیں جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دیا اور آپ نے فرمایا کہ میرے چلو میں پانچ سو برس کی حیات ہے۔ تو آپ نے پانی پی لیا۔ تو انہیں اصلی حیات کے علاوہ پانچ سو برس اور ملے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ شاہد ولد ربانی کجرات حیدر آباد کن والے ہیں یا کجرات پاکستان والے ہیں۔

الغرض امت محمدیہ کے اولیاء کا جو مشن ہے وہ دین اسلام کی نشر و اشاعت ہے کہ دور دور تک اسلام کی روشنی پہلے اسی لیے انہوں نے اپنے گھریاں چھوڑے، اپنے بڑی بچے چھوڑے، اپنا وطن چھوڑا اور اپنے آرام و راحت کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں آئے۔

امت محمدیہ کے اولیاء نے کرام خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں عقائد و ایمانات کے بارے میں ضمیر ان خیال اور تعلق نظریات ہوتے ہیں۔

باب سترالدین کا عملی کردار

باب سترالدین لوہار کے پیشے سے وابستہ تھے کہ ایک روز وہ بجلی گرم کر کے لوہے کا گرم کر رہے تھے کہ ایک مکھی صورت ان کے پاس سے گزری تو کہنے لگی بابا میرا چھوڑ دے گا کہ وہ چھوڑنے کی چڑھائی کے گولی پھینکے گا سر پہ ٹیڑھا ہو چکا تھا جو کہ بڑی

مشکل سے سیدھا ہوتا ہے۔ جب عورت نے اسنے الفاظ کہے تو بابا سترالدین اپنے نفس سے مخاطب ہوئے کہ عورت نے کیا بات کہی ہے کہ تو آج تک سیدھا نہیں ہو سکا پھر بابا سترالدین عورت کو غور سے دیکھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی عطا ہوئی حسین شے کی طرف سکتے کے عالم میں دیکھتے رہے کہ قدرت کا اتنا حسین شاہکار جہنم کی آگ میں جائے گا۔ بابا جی مسلسل اس عورت کو دیکھتے رہے اور وہ عورت اس حرکت کو دیکھ کر ہر محسوس کر گئی اور یہ دم کی لگا کر گئی کہ میرے مرد گھر واپس آلیں تو میں حسین درست کروا لوں گی۔ جب اس عورت کے مرد گھر آئے تو اس عورت نے کہا کہ اس لوہار ہا ہے نے میری طرف بری نظر سے دیکھا ہے۔ اتنی بات سن کر وہ مرد بہت طیش میں آئے اور کہا کہ آج ہا ہے کو درست کر کے واپس لوٹیں گے۔ اتنے میں وہ گھڑی کے دستے لے کر بابا سترالدین کی دکان پر چلے گئے۔ جب دکان پر پہنچ گئے تو دیکھا کہ باب سترالدین اسی عورت کا وہ لوہے کا چھوڑ گرم کر رہے تھے انہوں نے طیش میں آ کر کہا کہ تم نے ہماری عورت کو بری نظر کے ساتھ دیکھا ہے تو یہ بات سن کر بابا جی نے وہ لوہے کی سلائی گرم گرم سرخ اپنی آنکھوں کو لگا لی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سرخ لوہا بابا جی کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ یہ مسلمان کی نظر کی پاکیزگی ہے۔ اس طرح انہیں پتہ چل گیا کہ یہ معاملہ کچھ اور ہے یہ کوئی اللہ والا شخص ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرے اور دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے روتی

-۱۰-

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نقی کے بانی ہیں۔ آج دنیا میں دو ٹکٹ سے زیادہ مسلمانوں کی آہوی نقی کے مطابق ہی اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دے رہی ہے۔

ولادت اور نام و نسب:

آپ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے، آپ کا اصل نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہے جس کا مطلب ہے صاحب ملت حنیفہ اور اس کا مفہوم ہے: ادیان باطلہ سے امراض کر کے دین حق کو اختیار کرنے والا، اسی معنی کی فرض سے یہ کنیت اختیار کی گئی ہے۔ وہ نہ حنیفہ نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی۔

آپ کی زندگی کے 52 سال بنواسیہ اور 18 سال بنو ہاشم کے دور میں بسر ہوئے۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں ولادت ہوئی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز عمر جانی کے دور مبارک میں جہان ہوئے اور خلیفہ منصور کے عہد میں آپ جیل میں اسیر رہے، یہی آپ کی حیات مبارک کا آخری دور تھا۔

ذریعہ معاش:

آپ کا آبائی پیشہ تجارت تھا، کوفہ کے رئیس میں آپ کا شمار تھا، آپ علم و فضل، بھکت و تہذیب کے ساتھ ساتھ مال و سائل سے بھی مالا مال تھے۔ اس دور میں غلام کے بیڑے کا خبہ فقہ تھا، کارخانہ کوفہ میں اور اس کی بنیادیں عراقی غم کے دیگر شہروں میں

قائم تھیں۔ آپ اپنی تہارت سے وافر آمدن کے 3 حصے کرتے، ایک کاروبار اور اہل خانہ کیلئے، دوسرا مدرسہ کے طلباء و علماء کے اخراجات پر اور تیسرا حصہ غریب و مساکین اور یتیموں کے لیے وقف ہوتا۔

شرف تابعیت:

آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سات صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جبکہ بعض کے نزدیک آپ نے تین صحابہ کرام حضرت انس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت عبداللہ بن حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے چار احادیث روایت کی ہیں۔

امام اعظم اپنے استاد کی سند پر:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام حاد رحمۃ اللہ علیہ کا 120 ہجری میں انتقال ہوا، استاد گرامی کی سند پر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حاکم ہوئے۔

مرویات امام اعظم کی تعداد:

حضرت حاکم قاری رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن سہر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الادار کا کتاب کیا ہے۔

صدیق الامام مولیٰ بن احمد تحریر فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کتاب الادار کا کتاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔ ان حوالوں سے امام اعظم کا جو علم حدیث میں تحریر ہو رہا ہے وہ حق بات نہیں۔

بشارت نبوی:

امام اعظم کے ظہور کے بارے حضور سید دو عالم ﷺ کی بشارت ملتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، اسی مجلس میں سورہ جمد ازل ہوئی، جب آپ ﷺ نے اس سورہ کی آیت **وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَعَلَّآ يَلْحَقُوْا بِهِمْ** کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: حضور یہ دوسرے کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ حضور نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا: جب بار بار یہ سوال کیا گیا تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: **كَلِمَ الْاِيْمَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ يَنْتَلِهُ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ**۔ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کر لیں گے۔ علامہ ابن حجر مکی نے حافظ سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد یعنی امام سیوطی یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولین صدیق صرف امام اعظم ہیں، کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے وطن مقام کونہ پاسکا بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا، آپ کے علاوہ کے مقام کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر سکا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور ﷺ کی اس بشارت کے صدیق ہیں اس کی تائید مرقع حمام و خراسان کا لکھنؤی سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی اس بیان کردہ حکایت سے ہوتی ہے فرماتے ہیں:

حضرت یحییٰ بن مسعود رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں عرض کیا، حضور میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: **عِنْدَ عِلْمِ اَبِي**۔ علم ابو حنیفہ کے نزدیک۔

وصال:

امام الاثر سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ستر سالہ حیات مبارکہ اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر دی۔ عباسی سلطنت کا قاضی القضاۃ بننے کے انکار کی پاداش میں قتل ہانا گوارا کر لیا اور آپ کا جنازہ قتل سے ہی اٹھایا گیا۔ آپ کا وصال 150 ہجری میں ہوا آپ کی قبر مبارک آج بھی زیارت کا و خاص مقام ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



امام اعظم ابوحنیفہ کا کلام

وَاللَّيْلُ دَجَىٰ مِنْ حُلُوْبِهِ	الضُّحَىٰ يَدَا مِنْ حُلُوْبِهِ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
اَكْثَى الثَّلَا بِدَلَالِيْهِ	لَقِيَ الرَّسُلَا لِحُلَا وَغَلَا
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
فَادَى الْاَنَامَ لِشَرِيْعِهِ	خَمَزُ الْكُرْمِ مَوْلَى الْبَقَمِ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
كُلُّ الْعَرَبِ بِيْ جِدَّتِيْهِ	لَا تَغِي الثَّنْبَ اَعْلَى الْحَسْبِ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
قُلُ الْقَمَرِ بِاَخَارِيْهِ	جَاءَ الشَّجَرُ تَكُنُ الْعَبْرُ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
وَالرَّبُّ دَعَا بِيْ عَضْرِيْهِ	جَهَنَّمُ اَتَى لِّلْهُ اَسْرَى
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
عَنْ مَا سَلَكَا مِنْ اَوْبِهِ	لَا نَ الْفُرَا وَاللّٰهُ عَنَّا
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ	اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ
وَالْوُكُلَا لَآ لَا يَخَوْبِهِ	لَسَعْنَدَا لَحَر مَيَدَنَا

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

امام اعظم ابوحنیفہ کا کلام

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَعَلْتَنِي قَاصِدًا	اَزْجُو رَحْمَتَكَ وَاعْتَمِدِي بِجَهَنَّمَ
اے سرِ راجوں کے سر دار! میں آپ کے حضور آ رہا ہوں	آپ کی رحمتوں کی نگاہ میں رہا ہوں آپ کی پناہ کا طالب ہوں
وَاللّٰهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِلٰى لِيْ	قَلْبًا تَشْوَقًا لَا يَزُوْمُ سِوَاكَ
اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوق میں نے آپ کی طرف سے	آپ کی محبت سے دلیرانہ وعدہ آپ کے سوا کسی کا
اَنْتَ الَّذِيْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ اَنْزُوْ	كُلًّا وَلَا خَلِقَ الْوَدَى لَوْلَاكَ
آپ کے بغیر نہ تو کوئی مخلوق نہ پیدا کیا ہوتا	اور اگر آپ نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں
اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلْتُ اِلَيْكَ	وَمِنْ ذَلِكْ بِكَ فَارَزْتُ لَكَ اَنْتَ
آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کا	اپنی طرف سے دعا کا سبب بننے والا کہہ دیا
وَبَكَ الْخَلِيْلُ دَعَا لِعَادَتِ نَارًا	بَزَا وَ لَقَدْ خَبِرْتُ بِمَنْزُو سَفَاكَ
اور آپ ہی کے واسطے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے	قرآن کی آگ میں رو دینا کہا، اور آگ آپ کے نور
وَدَعَاكَ الْكَوْبُ بِخَيْرِ مَشَا	فَلَزَيْلُ عَفَا الشَّرُّ جِئْتُ دَعَاكَ
اور حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں آپ	قرآن کی قبول ہوئی اور چاروں طرف سے دعا کی
وَبَكَ التَّوْبَةُ اَنِّيْ تَهَيَّئْ لِيْ خَيْرًا	بِحَسَابِ عَشْرِكَ فَاَوْفَا اِلْقْلَاكَ
اور توبہ کی دعا ہے کہ تو مجھے	بہترین عبادتوں کا اور سزا کا

اور آپ ہی کے غمور کی خوشخبری لے کر حضرت سک آئے	انہوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے محبوبہ بلندی خبر دی
وَكُنَّا إِلَيْكَ مُؤْمِنِينَ لَمْ يَزَلْ نُنْقِصُكَ	بَلَّ لِي الْيَهُودُ مُخْتَلِينَ بِجَنَاحِ
اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی آپ کا دل اختیار کر رہے	اور قیامت تک آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے
وَلَهُوَ وَ يُؤْتِيهِ مِنْ آيَاتِكَ تَجَلَّى	وَجَمَلًا يُؤْتِيهِ مِنْ حُسْنِهِمْ مَنَافَ
اور حضرت ہود اور حضرت یونس نے بھی آپ ہی کے حسن سے رحمت پائی	اور حضرت یوسف کا جمال بھی آپ ہی کے جمال ہا سنا کا پر تو تھا
لَقَدْ قُلْتُمْ يَا حُلَّةُ جَمِيلٌ أَلَا نَبِيْلُو	كُلُّا فَتَشْهَدُنَ الَّذِي أَشْرَكَ
اسے! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوتی	پاک ہے وہ جس نے ایک ذات آپ کو اپنے ملکوت کی سرکرائی
وَاللَّهُ يَا بَنِيَّائِي وَفَلَكَ لَمْ يَكُنْ	لِي الْعَلِيِّينَ وَ خَلَقَ مِنْ آتَمَكَ
خدا کی قسم اے یحییٰ بن القہسب اے آپ جیسا تو تمام مخلوق میں	ذکر کی ہوا ہے نہ ہوگا قسم ہے اسی کی جس نے آپ کو رب بنا لیا



امام اعظم ابو حنیفہ کا کلام

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهِنْدِي

اے ہند کے علم سر بلحاظ مذاق ان زیارت کے شوق ہے جو

مَسَاعِنُ مُتَقَاتِي إِلَى مُنْزَلِكِ

کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود سلام آپ پر نازل ہوتا ہے۔

عَنْ وَصِيكَ الشُّعْرَاءِ يَا مُلْقِي

اے کل دانہ آپ کے اوصاف جملہ

جان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے

عَجَزُوا وَغَلَبُوا مِنْ جَلَلَتِ عِلَالِكِ

آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے رہائیں نہ ہو گئیں

بَكَ بِسْمِ لَيْلٍ مُفْرَمَ يَا مُتَبَدِّلِ

میرے سرکار میرا حیر دل آپ ہی کا پیدا ہے

وَعَفَاةٌ مُخْفَوَةٌ يَهْوَاكِ

اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا الْكَسْرَ الْفُلْكَ يَا عَفْوَ الْوَرْدِ

اے تمام موجودات سے بزرگ و بڑا اے حاصل کائنات

جَلِيلِي بِحُجُودِكَ وَأَرْجُو بَرِّكَ

مجھے اپنی عظمت و عظمت سے خواہجہ اوصاف غرضی کی سرت عظمیٰ

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

شریعت و طریقت کے بحر یکراں

شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اولیائے کرام کی روحانی فیاضی نے کائنات ارضی کے ہر ایک گوشوں کو روشن کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ صرف کائنات ارضی ہی نہیں، انسانوں کے دل کی ہر ایک دنیا کو بھی منور کیا ہے۔ دنیائے اسلام کے سارے روحانی میسرے اولیائے کرام کے دم قدم سے ہی آباد ہیں۔ مگر نقشب ربانی، غوث صوفی، حضرت شاہ ولی الدین عبدالقادر جیلانی انسلی و اسنی رضی اللہ عنہ کے انوار و یلضان کے خشے مشرق و مغرب میں رواں دواں ہیں۔ آج دنیائے روحانیت کے چتے نور بہہ رہے ہیں ان کا شیخ و صدر حضور غوث الحقین شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستورہ مننات ہے۔ صدیوں سے چتے روحانی سلسلے چلے آ رہے ہیں ان کے ہاتھوں کی لہا نہیں، دلوں کی دھڑکتیں اور ان کے شب و روز ذکر غوث پاک سے معمور ہیں۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کریمین

آپ کے والد ماجد کا نام گرامی مشہور مؤرخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی نے ”علی بن موسیٰ جنگی دوست“ لکھا ہے آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت مہد اللہ صوفی کہتے ام الخیر اور لقب امہ البیارق جن کا شہرہ و ماوراست سہا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ یہی سہارک نسبت آپ کے والد بزرگوار کو حضرت امیر المومنین سوا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے۔ آپ والدہ ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے محسن ہیں۔

بہارِ نبویؐ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰

بشارت عظمیٰ

شب ولادت حضرت سید ابوصالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ وقتی افراد ہوئے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں: ”اے ابوصالح! اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک صالح بچہ عطا فرمایا ہے جو میرے بچے کی مانند ہے وہ اللہ کا اور میرا بیٹا ہوگا۔“

ولادت باسعادت

غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ مہداتقار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خیف کے علاقہ میں جو بحر خزر (کاسپین سی) کے جنوب میں گیلان کے قریب ایک قصبہ ہے، میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک 470ھ بمطابق 1077ء میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ اس شب بغداد شریف میں جتنے بھی لوگوں کے ہاں اولاد پیدا ہوئی وہ تمام لڑکے ہی پیدا ہوئے۔ اس دن اسلامی مہینہ رمضان المبارک کا اول دن تھا اور آپ نے دن کی روشنی میں کبھی بھی اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ جس پر لوگوں نے لب کشائی کی اور اس طرح گیلان کے گرد و نواح میں مشہور ہو گیا کہ شریفوں کے ہاں ایسے بچے کی پیدائش ہوئی ہے جو کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

والدہ سے علم حاصل کرنے اور خدا کیلئے وقف ہونے کی اجازت

سید مہداتقار جیلانی حبیب بھائی فرماتے ہیں کہ عرفہ کے روز جب حاکم میدان مرقاۃ میں دربان حج جاتے ہیں میں دیہات کی طرف نکلا تو ایک کھیتی ہلاڑی والا تھل بھرے بچے ہو گیا۔ اس تھل نے میری طرف دیکھا اور کہا ”اے مہداتقار! آپ اس لیے تو

یہ انہیں کہے گئے ۱۱۱۔

میں گھبرا کر واپس گھر لوٹ آیا اور گھر کی صحت پر چڑھا گیا اور صحت پر چڑھ کر بیٹھے دیکھا تو لوگ میدانِ عرفات میں جمع ہیں میں گھبرا کر اپنی والدہ محترمہ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی آپ مجھے اللہ کیلئے وقف کر دیں۔ اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دیں تاکہ میں علم دین حاصل کروں اور نیک لوگوں کی زیارت کروں۔ خدا کیلئے مجھے اپنا حق بخش دیں۔

والدہ محترمہ نے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے انہیں پورا واقعہ بتایا۔ وہ یہ سن کر ابدیدہ ہو گئیں اور اسی (۸۰) دینار جو کہ والد محترم نے ترکہ میں چھوڑے تھے میرے پاس لے آئیں۔ اور ان میں سے ۴۰ (چالیس) دینار میری قمیض میں ہی دیے اور چالیس دینار میرے چھوٹے بھائی کیلئے رکھ لیے اور بغداد جانے کی اجازت دے دی۔ رخصت کرتے وقت نصیحت کی کہ بیٹا اگر چہ جان پر بھی بن آئے کسی حال میں بھی جھوٹ نہ بولنا۔ اس مہم کے بعد فرمایا جاؤ بیٹا اللہ کیلئے میں نے تمہیں اپنا حق بخش دیا۔ دو دوازے تک رخصت کر لے آئیں اس وقت آپکی والدہ محترمہ کی عمر ۸۸ (الحاشی) برس تھی اور خدا حافظ کہ مجھے رخصت کر دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا سفر بغداد اور ڈاکوؤں کی قویہ:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ بھائی جب گیلان سے ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے تو راستے میں اس قافلہ نے اہل ان کو چھوڑا اور سرزمین "ترتاک" تک پہنچا تو سامنے ڈاکوؤں نے اس قافلے کو گھیر لیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کو حضرت عبدالقادر جیلانی سے پوچھا کہ "تو کتنے دن گزرتے ہیں؟" اس نے کہا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس طرح دوسرے سامنے آگئے تو انہوں نے بھی یہی سوال کیا؟ اور میں نے کہا کہ

چالیس دینار ہیں۔ سوارڈ اکوٹھے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔

انہوں نے سردار کو کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے نے بھی مجھ سے پوچھا تو میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے کہا بتاؤ دینار کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بغل کے نیچے پیٹے ہوئے ہیں۔ میری ہمارے حلاشی کے بعد مجھ سے چالیس دینار برآمد ہوئے۔

دیناروں کو دیکھ کر سردار نے پوچھا تم نے اتراد کیوں کیا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جبکہ ہم تم پر کچھ ہونے کے باطلے تک بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ نے گھر سے رخصت کرتے وقت مجھ سے ہمیشہ کچھ بولنے کا مہد لیا تھا۔ اس لیے میں اپنی والدہ سے کیے گئے مہد کو نہیں توڑ سکتا۔ چاہے میری جان بھی ہٹلی جائے۔

یہ بات سن کر ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا کہ میں اسے برسوں سے اپنے خدا کا مہد توڑ رہا ہوں اور تم مجھے عظیم ہو کر اپنی والدہ سے کیے گئے مہد کو نہیں توڑ سکتے۔ یہ سن کر اس ڈاکوؤں کے سردار نے اس واقعے کا سارا حال ہواہل واپس کر دیا اور آسمان سے راہزنی اور لائیکٹی سے توبہ کر لی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوار پہلے لوگ تھے جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ کی ذات گرامی کی برکت سے ان لوگوں کی دنیا اور مائتہ دونوں سنور گئے۔

بلخاشریف کی طس تاریخ کا پس منظر

عہد سلطانیہ 1065ء میں نظام الملک بکھران کے دور میں قائم ہوا۔ یہ عہد

تاریخ کے اعتبار سے اول تو عمر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس سے قبل بہت سے مدرسے قائم ہو چکے تھے لیکن مدرسہ نظامیہ کی مالگیری شہرت اور قبولیت نے سابقہ مدرسوں کی شہرت کو یکساں طرح سے دلوں سے نکال دیا جیسے اس سے پہلے بغداد شریف میں کوئی مدرسہ قائم ہی نہیں ہوا تھا۔

امام فرائی چارویں پر تکمیل رہے۔ امام طبری ابن الخطیب حرمی، شارح حاسبہ ابوالحسن نسیمی، قطب الدین شافعی جیسے حضرات مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس مدرسہ سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات نے علم حاصل کیا۔

مدرسہ نظامیہ سے قبل عباسی عہد میں خلیفہ ہارون الرشید نے ایک ادارہ "بیت الحکمت" کے نام سے قائم کیا ہوا تھا یہ "دارالترجمہ" بھی تھا۔ عباسی دور میں مسلمانوں کی تعلیمی سرگرمیوں نے انسانی تہذیب کے ارتقاء میں زبردست حصہ لیا۔ سوئی بن شاکر ہارون الرشید کے زمانے میں بہت بڑا الکیمیست تھا۔ ابو الحسن نے دور بین ایجاد کی۔ کوفہ کا ابو موسیٰ جعفر کیمسٹری کا بانی تھا۔

علم طب اور فن جراحت میں عربوں کو کمال حاصل تھا۔ بغداد کے گرد و نواح میں کئی شہروں میں جڑی بوٹیوں اور نباتات کے مطالعہ کیلئے باغات لگوائے گئے تھے عرب ماہرین نباتات پر بھگور دیا کرتے تھے۔ عربوں نے علم جنت پر بھی بہت کام کیا مشہور جنت دان محمد بن احمد بن علی بن منصور اور خالد بن عبداللہ مالک تھے جنہوں نے گننہ دوم دار ستاروں اور سیاروں کی گردش کے بارے میں جو مشاہدات کیے انہیں اب بھی انسانی معلومات میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ الکندی نے علم ہندسہ، فلکیات، موسیات، ہجریات اور طب پر کم از کم 200 کتب لکھیں۔ عربوں نے اس دور میں نقشبند ایجاد کیا اور علم کی خاطر لیے لیے

سفر کیے۔ (بحوال: تاریخ التعلیم صفحہ نمبر 23، 24)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 488ھ میں بغداد میں داخل ہوئے یہ مدرسہ ان دنوں بغداد کا مشہور علمی مرکز تھا۔ اس مشہور و معروف مدرسہ میں قابل ترین اساتذہ علماء کو اللہ کے دین کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو طالب علمی کے دور میں بہت سے فقیہ و فرائز سے گزرنا پڑا۔ مگر اس کے باوجود آپ نماز، عبادت، تواضع و ذکر و اذکار اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتے۔ ان ہستیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ الصابرون علی ما اصابہم۔ ترجمہ: جو لوگ مصیبت میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ (سورۃ الحج)

آپ کے اساتذہ کرام

آپ کے اساتذہ کرام میں ان ائمہ فہم کا نام لیا جاتا ہے جو اس وقت یمن کے روزگار تھے مثلاً ابو ذر یا حمزہ بن جوحار کے شارح کی حیثیت سے آج بھی رسم ہیں ابو ابن الحسن، ابوالہادی، ابی القاسم وغیرہ جو ممتاز محدثین میں سے تھے۔ شیخ ابوالخیر محمد مسلم لاہاس رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت کے رموز حاصل کئے جن کی تکمیل قاضی ابوسعید غفری رحمۃ اللہ علیہ کے موقوفات و ارشادات سے کی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت

شیخ ابواصحاہ اسامہ بن محی بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ 588ھ ہجری میں میں نے حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان سنا آپ کسی پر قیلمے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں 25 سال عراق کے جنگوں اور دیوانوں میں اکیلا بھرتا رہا۔ 40 سال مصافحہ کے نوے لڑکی لڑاؤں کا مصافحہ۔ چھ سال مصافحہ کی لڑائیوں کا کر قرآن مجید شروع کر لیا۔ غیر خوف سے شیخ دیوانہ احمد سے کھڑا کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر مکمل قرآن پاک پڑھ لیا۔

بہر فرماتے ہیں کہ ایک رات میں میزمری پر چڑھ رہا تھا کہ میرے گھس نے کہا کہ کاش تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو۔

میں یہ غصہ میرے دل میں آیا اور میں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے قرآن پاک کی تلاوت کی یہاں تک کہ قرآن پاک مکمل پڑھ لیا۔
ایک تاریخی اور تصنیفی قسطی کا ازالہ

بعض تاریخ و سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ سے حق بخشنا کر جب بلد او کے سبز کو روانہ ہوئے تو آپ کی عمر مبارک اٹھارہ برس تھی جبکہ دوسرے مقام پر سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں 25 سال عراق کے جنگلوں میں اکیلا پھر تارہا۔ جبکہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں جب آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا تو آپ کی عمر مبارک 26 برس تھی۔ 18 سال کی عمر میں مدائنی 25 سال حصول علم کل 43 برس عراقی ہے۔ اس طرح پہلا فتویٰ عمر 43 سال ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شیخ شہاب الدین سرمدی اپنی کتاب ”معارف العارف“ میں لکھتے ہیں کہ فقیر کی پانچ ہونگی عمر میں برس ہے۔

اسلامی سرمدوں کی حفاظت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 199، پارہ نمبر 4)
 ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور صابر رہو اور جڑ بٹھالو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔
 گہائی کے بعد اللہ جلالتے نے ہمیں اس آیت پر کتاب دی ہے۔ (ترجمہ کفر الامان)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شرعی حدود و نواقی ہوئی دیکھو تو سمجھ لو کہ تم نیکے میں پڑ گئے ہو۔ ایسے میں فوراً شریعت کی طرف رجوع کرو۔ اور شریعت کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ مزید فرماتے ہیں کہ شریعت جس بات کی تائید نہ کرے وہ حرج باطل ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سید فہیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کا نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”ممبر نفس کو ناگوار عمل پر روکتا ہے بغیر جزع کے“۔ بعض علماء نے کہا کہ ممبر کی تمنیٰ تمیں ہیں۔ (۱) ترکِ فحائش (۲)۔ قبولِ قضاء (۳)۔ صدقِ رضا

نفس کی تکھیانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا۔ میں نے دیکھا ابھی اس کے امراض باقی ہیں۔ اس کی خواہشات زعمہ ہیں اور اس کا شیطان سرکش ہے۔ میں نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی آخر نفس کی تمام بیماریاں جڑ سے ہاتی رہیں اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں۔ اس کا شیطان مسلمان ہو گیا اور سارے کام اللہ کیلئے ہو گئے۔ میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا مگر پھر بھی میں اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

- (۱) میں توکل کے وعدے پر آیا مگر یہاں بہت اھم تھا میں اس اھم کو چھ کر نکل گیا
- (۲) پھر میں شکر کے وعدے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا اھم تھا میں تجزی سے گزرتا ہوا اُعدہ چلا گیا۔

(۳)۔ پھر میں غنا کے وعدے پر آیا یہاں بھی بڑا اھم تھا۔ مجھے اُعدہ جانے میں دشواری ہوئی مگر اس دشواری کا سامنا کر کے میں اُعدہ چلا گیا۔

(۴) بحر میں مشاہدے کے دورانے پر آیا یہاں بھی وہی جھوم تھا۔ بڑی کشاکش کے بعد اندر داخل ہوا۔ اور آخر میں فخر کے دورانے پر آیا تو اسے خالی پایا۔ میں اس میں بڑی آسانی کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ جب اندر پہنچا تو وہاں ساری چیزیں موجود تھیں جنہیں میں ترک کر چکا تھا یہاں مجھے بہت بڑے خزانے کی نعمات میسر آئیں۔

روحانی عزت، حقیقی غنا، بچی آزادی ملی۔ یہاں آکر میں نے اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا جس سے میری ہستی میں ایک اور حاکم پیدا ہو گیا

مٹا دے اپنی ہستی کو کچھ مجھ مرتبہ چاہے

دانہ خاک میں مل کر گل و گھوار بننا ہے

الغرض آدمی اپنے اوصاف کو اُٹھا کر کرتا ہے اپنی بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور اس پر خوش ہوتا ہے اس کے برعکس بزرگانِ دین اپنی ذات کی لٹی کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں غور و فکر کرتے ہیں یعنی تہجد و فکر کرتے ہیں۔ اس میں اپنا کھس دیکھتے ہیں۔ کون سا عمل اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہے اور کون سا عمل حکمِ رسول میں شامل ہے۔ پھر اسے ترک کر دیتے ہیں۔

ساحرے کی گھیبانی

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دو آنکھیں ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ ایک دو جوا اللہ کے خوف سے روٹی ہے دوسری دو جوا اسلامی ملک میں اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔“

(۱)۔ نکل سرحدوں کا دفاع کرنا

(۲)۔ ساحر کی گھیبانی کرنا: اس سے مراد یہ ہے کہ دھوکہ دہمت کرنا۔

(۳)۔ اپنے غم کی گھیبانی کرنا (۴)۔ تہجد و فکر

وعدہ و نصیحت کا آغاز

ابنِ ادا میں "باب الازج" میں آپ کے یہ و مرشد حضرت کاظمی ابو سعید مبارک مخدومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عمدہ درس تھا جو آپ کے سپرد ہوا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ اس درس میں آپ نے وعدہ شروع کیا بعد از توسیع یہ درس ۵۱۸ ہجری میں مکمل ہوا۔ اس درس سے ہی آپ نے درس و تدریس اور فتویٰ کا آغاز بھی کیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دورانِ وعدہ مدرسہ میں حرید افراد کے بیٹھنے کی گنجائش نہ رہی۔ اس صورتحال کے پیش نظر مدرسے کی عمارت میں توسیع کر دی گئی۔ لیکن طالبانِ حق کی کثرت کے سبب یہ جگہ بھی نا کافی ثابت ہوئی۔ بالآخر شہر کے باہر میدان گاہ کو آپ نے اپنی مجلس وعدہ بنالیا۔ حضرت شیخ کی کرسی اس طویل و عریض میدان میں رکھ دی گئی۔ لوگ قطار و قطار آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعدہ میں حاضرین کی تعداد ستر ہزار (70,000) تک پہنچ جاتی ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! دل حضراتِ آؤ میرا وعدہ آکر سنو کیونکہ میں آنحضرت ﷺ کا اس زمین پر وارث و جانشین ہوں۔ میری اس مجلس میں غلطیوں سے بچا جاتی ہیں اور خدا نے حق تعالیٰ میرے قلب پر اپنی جلی ڈال ہے۔ آپ کی مجلس وعدہ میں تقریباً ستر ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور چار سو علماء آپ کے کلام کو نقل کرتے تھے۔ آپ کے مواضع سننے کے لیے ہر طبقہ خیال اور مکتبہ فکر کے لوگ آیا کرتے تھے اور علماء و مفتاح بھی۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شریکِ مجلس ہوتے تھے اور اپنے اپنے دامنِ ارشادِ ہدایت کے موتیوں سے بھر کر اٹھتے۔ وعدہ کے اختتام پر بھی آپ سے نصیحت کرنے والوں کی طویل صف ہوتی تھی اور بھی یہود و نصاریٰ شرفِ باسلام ہونے کے فخر ہوتے تھے۔

علم شریعت اور عرفان حقیقت

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد شریف میں سکونت کا کوئی سالوں پر عرصہ صرف دہی تعلیم کے حصول کے لیے ہی نہیں تھا بلکہ آپ نے اس عرصہ میں عرفان حقیقت کی منزلیں بھی طے کر لیں۔ آپ کے استاد حضرت ابو سعید مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ طریقت میں حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی اور حضرت حمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے منسلک تھے۔ لہذا حضرت ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روضہ قدس کے علاوہ روضہ ارادت بھی قائم ہو چکا تھا۔ آپ جامعہ کے اوقات مقررہ کے علاوہ بھی ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے اور ان کی ذکر و فکر کی مجالس سے مستفید ہوا کرتے تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ ترین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ حصول علم کی راہوں میں جب اختتام، صبر، تحمل، ایثار اور جہاد نفس کا مظاہرہ آتا ہے اس میں بھی رنگ طریقت نمایاں نظر آتا ہے۔

طریقت اور سلوک کی منزلیں

شیخ ابوالحسن لڑاتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ میں 11 سال بیچ بھی میں رہا۔ ایک روز میں نے مہد کیا کہ میں دکھاؤں گا، نہ بیچوں گا جب تک کوئی اپنے ہاتھ سے دکھانا نہ کھلائے گا۔ چنانچہ چالیس روز گزر گئے۔ ایک روز ایک شخص آیا۔ میرے سامنے کھانا رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت اس قدر تھی کہ میرا نفس مجھ پر غالب آئے گا۔ پھر میں کھانے کی طرف دوڑتا ہوا چلا گیا کہ مجھے اپنا مہد یاد آ گیا۔ میں نے اپنے نفس کو کھٹک کر کہا۔ چاہے میری موت ہی کیوں نہ آ جائے میں اپنا مہد نہیں توڑوں گا۔ ابھی بیچ بھی میں میرے استاد کی کوئی چیز ہے۔ ایک بیچ خالی دی۔ اسے بھوک۔ اسے بھوک۔ اسی دوران میں میرے ہاتھ پر شعلہ سعید داخل ہوئے۔ فرمایا

عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یہ میرے نفس کا اضطراب ہے۔ مگر روج اپنے مالک کے ذکر میں مشغول ہے اور اقرار حاصل ہے۔ اس کے بعد میرے پیو و مرشد اپنے گمراہ گئے اور اپنے دلوں سے کھانا کھانے لگے۔ یہاں تک کہ میں خوب سیرہ کر کھانا کھا لیا۔

ایک روز حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو فرقہ خلافت اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ کھانا ہر قسم اور ہر گھونٹ جہاں ختم کوڑھتاڑکی دے رہا تھا وہاں دوع کو ہالیدی اور دامن کا منور کر رہا تھا۔ اور فرمایا اے عبدالقادر! یہ وہی فرقہ طریقت ہے جس کا سلسلہ حضور سیدنا محمد ﷺ سے شروع ہوا تھا۔ آپ نے فرقہ حضرت علی کو مٹا فرمایا تھا۔ ان سے اولیاء اکرام کا لجن کے ہاتھوں ختم ہوتا ہوا آپ تک پہنچا ہے۔

فیض می سیکھیں اور فیض علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

821ء میں جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کے دامن مبارک میں لٹاپ دامن لانا اور حکم دیا کہ آپ دعا کیا کریں تو آپ نے دعا تخلیق کا عظیم کام شروع کر دیا آپ کو سلسلہ منوعات شروع کیے اور عرض نہ ہوا تھا کہ عجبی ہونے کے باوجود آپ کی زبان دیہات میں دو زبان، تسلل اور شیریں بولی آگئی کہ عرب کے بڑے بڑے فصحاء اور آقا ابوالیمان خلیفہ حضرت لادنہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کی شہرت و صرف بغداد کے گوشے گوشے میں کھل گئی بلکہ بغداد سے باہر کی دنیا میں بھی آپ کے چہرے ہونے لگے۔

تمام اولیائے کاشفین نے اپنی گردنیں ہم گردیں

بجہ الامراء میں ان کے ذکر سے ایسے لڑکچہ لڑکچہ ہوتے ہیں جو ان کے

لنمی هذه علی رقبہ کل ولی اللہ۔

جس روز آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اسی روز تمام مشائخ نے اپنی چشم ہاتھ سے مٹا دیا کیا کہ تاج غوثیت آپ کے سر مبارک پر دکھایا اور عظم قطیبت لہرا رہا ہے۔ آپ کے عہد سے قبل اور بعد کے اولیاء اللہ نے آپ کو غوث اعظم تسلیم کیا اور تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں۔

حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی تعلیمات

آپ کا مہد مبارک پانچویں صدی ہجری کا دہائی عرصہ ہے۔ آپ نے اپنے استدلال کی بنا پر حدیث اور قرآن پر مبنی اور اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا کہ لوگوں میں اسلام کے لیے عمل کرنے اور قربانی دینے کا جذبہ بیدار ہو جائے۔ اسراء و ملاطین کو آپ نے ملک گیری کی ہوس سے بچنے کی تلقین کی، مجاہد کو دنیا داری اور حرص و طمع سے دامن بچانے کی۔ ہجرت کی اطلاع دہاؤ کو کبر و دیا سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ کے خطبات مبارک میں ترک دنیا میں بلکہ اصلاح دنیا کا قافہ شامل نظر آتا ہے۔

آپ کی تعلیمات نے از سر نو لوگوں کو قرآن اور حدیث کی طرف مائل کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ان میں ہندو عہد کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ راقم کے نزدیک حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہی بہت بڑی کرامت تھی کہ آپ نے مردہ دلوں کو حیات نو بخشی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو اللہ کیلئے وقف کر دیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کے بعد اپنے پاس بلا کر لایا کہ میں تم سے دنیا حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا ہوں۔ میں نے تمہیں علم دین سے آراستہ کر دیا ہے لہذا میں تمہیں اللہ کیلئے وقف کرتا ہوں۔ تم حقوق خدا کی بھلائی کیلئے اللہ کا علم ہی سیکھا کرو۔ راست محمدی علیہ السلام کو یاد کرو۔ راست پر چلنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اللہ کا یہ کلمہ جو میرے طریق ہندو گمراہی کے علاوہ کوئی راستہ اختیار نہ کرو۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدمی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔“

لیکن تمہیں نہیں

(۱)۔ مصدق چار یہ (۲)۔ وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

(۳)۔ وہ اولاد جس کے حق میں ذکا کرے۔“

کفار کی طرف سے ایک سازش

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً چار برس قبل ایک سازش نمودار ہوئی۔ کفار نے ہاپاک ارادہ کیا کہ نبی ﷺ کو گنبد حضرتی سے نکال کر لے جائیں۔ اس سازش میں انہوں نے سرک لگا کر شروع کر دی۔ ایک روز نبی کریم ﷺ خواب میں سلطان نور الدین زنگی کو حکم فرماتے ہیں کہ دو کتے بھگ کر رہے ہیں۔ سلطان بیدار ہوا اور رونے لگا۔ عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نہیں آ رہی۔ دوسری رات پھر نبی ﷺ نے فرمایا۔ دو کتے بھگ کر رہے ہیں۔ پھر سلطان بیدار ہوا۔ عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نہیں آ رہی۔ تیسری رات خواب میں نبی ﷺ نے اُن غلیظ لوگوں کی عقلیں سلطان کے سامنے کیں کہ یہ کتے بھگ کر رہے ہیں۔ اسی رات سلطان بیدار ہوا اور نماز فجر کے ساتھ ہی فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور سب تک مدینہ شریف پہنچ گیا۔ مدینہ پہنچے پر تمام مدینہ والوں کو خطاب کی دعوت دی۔ اس دعوت میں آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص بچہ، بوڑھا، عورت کوئی بھی گھر میں بند نہ رہے۔ چنانچہ تمام لوگ دعوت میں آ گئے۔ سلطان نے فوراً سد یکھا۔ وہ شخص نہیں تھے۔ سلطان نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی آدمی رہا تو نہیں گیا۔ لوگوں نے کہا کہ سب آ گئے ہیں۔ سلطان نے پھر پوچھا تو ایک بزرگ نے بتایا کہ وہ آدمی ایسے ہیں جو روزِ رسل کے ساتھ کرے میں عبادت میں مصروف ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پہنچتے ہیں۔ سلطان فوراً اسی

کمرے کی طرف مل پڑا۔ جا کر کمرے کا بغور جائزہ لیا۔ اس میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ سلطان نے کمرے کا سناٹہ کیا۔ جہاں نہاد کیلئے تختہ پڑا تھا وہ اٹھایا تو اس کے نیچے سرنگ تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک ٹکے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سلطان نے ان لوگوں کے سر قلم کر دیے۔ رونقے رسول کے چاروں جانب کھدائی کروا کر خلف دعائوں کی دیوار بنادی کہ آئندہ کوئی شخص ناپاک ساراں نہ کرے۔

ایک روایت

روایت میں آتا ہے سلطان نور الدین زنگی کے ایک جرنیل جن کا نام شیر کو ہے، یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے بچا تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے بچا کے ساتھ بچپن میں حضرت شیخ مہد القادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعاؤں کے ساتھ واپس چلے آئے۔ حضرت شیخ مہد القادر جیلانی کی برکت سے جب صلاح الدین ایوبی سلطان بنے تو یہود نصاریٰ نے ساراں کی، آپ کو ایک عورت پیش کی جو بہت حسین و جمیل تھی، سلطان صلاح الدین ایوبی نے فرمایا کہ میں اپنی بیوی رکھتا ہوں مجھے اس کی ضرورت نہیں، یہ کہہ کر عورت کو واپس کر دیا۔ لیکن آپ کے جرنیل نے عرض کی کہ میں عورت کی خواہش رکھتا ہوں یہ عورت مجھے عطا کی جائے۔ چنانچہ یہ عورت اس جرنیل کو دے دی گئی۔ ایک صبح جرنیل مردہ پایا گیا اور اس کے منہ سے جہاں ٹکل رہی تھی۔ اس کی موت کے بارے میں عورت سے دریافت کیا گیا اور یہ چھپ چھپکی گئی تو اس نے بتایا کہ میں یہود نصاریٰ کے ایک ادارے کی طرف سے آئی ہوں یہ ادارہ بچپن کو بچپن سے لے کر جوانی تک ذہر دے کر پرورش کرتا ہے۔ مجھے بھی بچپن سے لے کر اب تک ذہر دیا گیا ہے تاکہ میں مسلمان حاکم و ملت کیلئے کام آؤں۔ جو بھی میرے ساتھ جس کسے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تو ایسا ہی کی بجلی کی جہ سے یہود نصاریٰ کی اس ساراں سے سلطان صلاح الدین ایوبی محفوظ رہے۔

کہا اور پھر آپ کی روح اپنے پیروکار کی طرف رجوع کر گئی۔ آپ کی تاریخ وصال 11 ربیع الثانی 561ھ ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری تین عیدیں

ہیں۔

(۱)۔ دنیا سے ایمان کے ساتھ جانا

(۲)۔ ٹہا سراط سے گزرتا۔

(۳)۔ مدد و مشرب کا دیدار کرنا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



مغفل گیارہویں شریف کے آغاز کا سبب

حضرت محمد یوسف قادریؒ کہلاتے ہیں اور نقشبندی بھی ان کا حجاز موہری برسال شریف تفصیل سواہر خلیع مگر جو خان ہے۔ ایک بار میں حضرت محمد یوسف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ختم گیارہویں کیلئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے علماء کرام کو گیارہویں شریف کا سبب بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مغفل میں آپ کے مرید بن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی مغفل میں اکثر سوالی آجاتے تھے کیونکہ آپ کا دست عطا بہت کشادہ تھا اس لئے آپ انہیں کچھ نہ کچھ عطا کر دیتے تھے ایک روز ایسا ہوا کہ ایک سوالی آیا اس وقت آپ کے پاس کوئی شے نہیں تھی جو کہ اسے دیتے آپ نے اس سوالی کو ظہر نے کا حکم فرمایا اور۔۔۔ چلے گئے دروازے پر دھک دی اور پھر اپنے گھر داخل ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے؟ ایک سوالی آیا ہے اسے کچھ دینا ہے یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ کل جو فالتو کپڑے تھے وہ بھی دے دیئے تھے آج یہ حالت ہے کہ ایک چادر ہے جس کو میں اوزمتی ہوں یہ چادر اتنی ہے کہ سر کو لا جانیں تو پاؤں لگے ہوتے ہیں اور پاؤں لا جانیں تو سر لگتا ہوتا ہے۔

حضرت محمد یوسف قادریؒ نقشبندی اور تلاوت قرآن

حضرت محمد یوسف قادریؒ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ موہری برسال والے آپ سے میری پہلی ملاقات ۱۹۸۴ء میں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری عمر ایک سو سات برس ہے آپ کو قرأت قرآن کی تلاوت کے سترہ لکھوں پر معذور حاصل تھا۔ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ میں ترکی میں تھا میری تلاوت سن کر ایک تاجر مجھے اپنے گھر لے گیا میں نے سورہ یحییٰ کی تلاوت شروع کی۔۔۔ تاجر میری تلاوت سن کر گر کر پیش ہو گیا جب ہوش آیا تو اس

نے وضو کیا اور پھر عرض کرنے لگا کہ مجھے عداوت متائیں۔ تا جر عداوت سننے سننے دوبارہ خوش
 کہا کر گر پڑا۔ حتیٰ کہ یہاں کی دلدہ ہوا۔ ان فرض رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ تو اس نے اپنی
 سیف کا دروازہ کھولا۔ حاتم الماری لوٹوں کی گڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ تا جر عرض کرنے
 لگا آپ جتنی دولت چاہیں یہاں سے اٹھا سکتے ہیں۔ آپ کو اجازت ہے۔ یہ بات سن کر میں
 نے کہا کہ میں نے عداوت رضائے الہی کیلئے سنائی ہے۔ ہاں وجاہ کیلئے نہیں۔

حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو تین بار جانے کا اتفاق ہوا آپ جس
 جگہ قیام پزیر تھے وہ جگہ پھاڑوں کے واسطے میں تھی اور ہم نے دیکھا کہ وہی جگہ سرسبز
 شاداب تھی وہاں آپ نے مسجد ایک کتواں اور اپنے حجرہ کی جگہ بنا رکھی تھی اور اپنی حیات
 میں ہی اپنے حرار کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ آپ کے حجرہ مبارکہ میں جانے کیلئے چند
 میز صیباں تھیں۔ جب آپ صبح عداوت فرماتے تو ہم نے دیکھا کہ میز صیباں پر جانور اور
 پرندے بھی ادب سے بیٹھے ہوتے تھے۔

سوالی خالی نہ جائے

بہی بات گیارہویں شریف کا باعث بنی کہ سوالی آپ کے پاس آتے اور کسی
 وقت کوئی شے دینے کوٹ ہوتی اس لیے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایک دن مقرر کرلو۔ تاکہ سوالی
 آئیں اور اپنی حاجت کی چیزیں لے لیا کریں۔ کیونکہ بعض اوقات میرے پاس کوئی شے
 نہیں ہوتی اور مجھے شرم آتی ہے کہ کوئی سوالی اللہ کا نام لے کر سوال کرے اور میں اسے خالی
 بھیج دوں اس طرح مریدین نے ایک دن مقرر کر دیا چنانچہ اس طرح گیارہویں تاریخ
 مقرر ہوگئی یہ تاریخ مریدین کے ہاں حضور سے ملے کی یہ بات سن کر مریدین نے عرض کی
 آپ غمروا لے ہیں اس لیے آپ خود ہی کوئی دن مقرر کر دیں چنانچہ آپ نے سواہیوں کیلئے
 ایک دن یعنی گیارہویں تاریخ مقرر کر دی۔ اسی وجہ سے حضور غوث پاک سے یہ گیارہویں
 شریف منسوب ہے۔

مریدین کے لیے گیارہ تاریخ کے انتخاب میں ایک سہولت

اس واقعہ کو حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا اپنی کتاب ”ہامہ الحق“ میں۔ صفحہ نمبر 277 پر یوں رقمطراز ہیں۔ سلاطین اسلام کے تمام نگہوں میں چاند کی دسویں تاریخ کو عزا و تقسیم ہوتی تھی۔ آپ کے مریدین کی نیت یہ ہوتی کہ عزا کی پہلی رقم سے حضرت غوث پاک کے نام پر کچھ عرصہ خرچ ہو۔ اس فاتحہ کا نام گیارہویں شریف سے منسوب ہو گیا۔ اس طرح مسلمانوں میں اس فاتحہ کا نام ہی گیارہویں شریف پڑ گیا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارہویں یعنی ۱۲ تاریخ کو میلاد کے بہت پابند تھے ایک بار خواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے مہدائے اہل اہم نے بارہویں سے ہم کو یاد کیا۔ ہم تم کو گیارہویں دیتے ہیں۔ یعنی لوگ گیارہویں سے تم کو یاد کریں گے۔ (صفحہ نمبر 276 ”ہامہ الحق“)

دس محرم کو بڑے بڑے واقعات

نیز لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بڑے بڑے واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو ہوئے۔

- ۱۔ حضرت آدم دھوا کا زمین پر تشریف لاء۔
- ۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول اسی تاریخ کو ہوئی۔
- ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا پار لگانا۔
- ۴۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا ذبح سے نجات پانا۔
- ۵۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔
- ۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا۔
- ۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے نجات پانا۔
- ۸۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا۔

۹۔ حضرت ابوب علیہ السلام کا شفاء پانا۔

۱۰۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور سردارانِ جنت کا رعبہ حاصل کرنا۔

تمام واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو ہوئے۔ اور اسی وجہ سے دن دسواں اور رات گیارہویں اور گیارہویں شریف سے منسوب کر دیا گیا۔

گیارہویں شریف کے معاشرے پر اثرات

گیارہویں شریف معاشرے میں بیدار مغز افراد کا ایسا گروہ پیدا ہونے کا ایک ذریعہ ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کو از سر نو دہرائیں گی۔ جہاں افراد اپنے فطری میلان کے مطابق مختلف علمی فنون یکے کے مختلف پہیے اختیار کرتے ہیں وہاں اسلامی نظریہ حیات سے بھی انہیں ہماری واقفیت ہو سکے۔ تاکہ یاد سے زیادہ معاشرہ میں اسلامی نظریہ روشن کیا جاسکے۔

آنحضور ﷺ نے قبیلہ اشعری کی تحریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اشعری لوگ! جب فرزند میں ان کا زلزلہ قائم ہوا تا یا بعد شریف میں ان کے خیال کا کھانا کم ہو جاتا تو جو کچھ بھی کسی کے پاس ہوتا وہ سب مل کر ایک کپڑے میں جمع کرتے اور پھر آپس میں ایک برتن میں بھرا دانت لیتے ہیں۔ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

گیارہویں شریف کے چند دیگر مقاصد

گیارہویں شریف مسلمانوں کی قوت کو نکھارنے کا ایک ذریعہ بھی ہے اور نبی ﷺ کی ایک سنت بھی۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس غریب اور محتسب گروہ ہر وقت ہوتا جو کہ اسلامی تعلیمات سیکھتے جنہیں اصحابِ مکہ کہا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ انکی مالی معاونت فرماتے ان کو کھانا کھلاتے بعض روایات میں آتا ہے کہ ایک دودھ کا چال آتا جس سے سب خوش فرماتے آپ نے ان میں اتنی غیرت امانی بھروی تھی کہ انکی اصحابِ جنگ میں جا کر کھڑیاں کاٹ کر لے جاتے اور فرحت کرتے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور جو دم

نجا جاتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے یہی سلسلہ اولیائے کرام میں آج تک زعمو ہے۔
عرب عام میں سلسلہ نقشبندیہ۔ سلسلہ قادریہ۔ سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ چشتیہ ان تمام سلاسل
نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے ان کی قوت کو نکجا کیا۔ اور غریب اور امیر کو ایک ہی صف
میں بٹھایا امارت اور غربت کا فرق مٹا کر عزت کی بنیاد تقویٰ پر رکھی۔

صوفیائے کرام کے پاس جو ازاد قدم ہوتی وہ اللہ کی راہ میں لگا دیتے یہی انبیاء کی
سنت ہے۔ تعلیم و تربیت بھی فی سبیل اللہ کرتے اور بے غرض عبادت کرتے اور کسی بھی
دنیاوی طمع کو خاطر میں نہ لاتے۔ ان فرض اسی وجہ سے حضرت عبدالقادر جیلانی کے مریدین
جب نخواستہ لگاتار تمام ہر قدم نکجا کر کے ایصال ثواب کیلئے نظر و شیرینی تقسیم کرتے اسی وجہ سے
سلا نہ درس بھی اہتمام سے منائے جاتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میرا قدم اولیاء کی گردن پر ہے

ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے اس قول پر غور و فکر کر رہا تھا
کہ میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ علماء کرام نے اس بارے میں مختلف رائے لکھی ہیں
لیکن ایک روز اسی بارے میں غور و فکر کر رہا تھا کہ مجھے آدھکا آئی اور اس دوران حضرت خواجہ
سید محمد مسعود احمد انور رحمہ اللہ نے عرض فرمایا ہونے آپ نے فرمایا تم یہ دعا کیا کرو۔ یا اللہ مجھے نبی
ﷺ کا نفس پا حاشا کرتے کرتے موت آ جائے یعنی اس کا ایک پہلو یہ ہے نبی ﷺ نے
ارشاد فرمایا علم کے ساتھ میں کسی شخص کو چلتے چلتے اگر موت آتی ہے وہ شہادت کی موت مرتا
ہے۔ دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے شہادت کی آرزو نہ کی، اللہ
تعالیٰ کو اس شخص کی کوئی پروا نہیں چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس سے دو
پہلو نکلتے ہیں ایک علم کی راہ چلتے موت آئے تو شہادت کی موت ہوتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ
اولیاء کرام علم کے ساتھ چلتے چلتے دنیا سے غصہ ہوتے ہیں۔ تو شہادت کی موت مرتے ہیں۔

شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

غلام ملتہ بگوشِ رسول سامانم

زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم

کفایت است دودھِ رسول اولادش

بیشہ مددِ وہاں جملہ مہمانم

و غیر آلِ نبی حاجے اگر ظم

رہا ہمارے کچے از ہزارہ حاجاتم

دل و صحنِ محمد پڑ است و آلِ محمد

گواہِ حالِ من است ای ہمد کاہاتم

چہ دزدہ دزدہ شود ای تم بہ خاکِ لہ

تو بشتوی صلوات از جمعِ دواتم

کہینہ خادمِ غلامِ خاندانِ تو ام

و خاندانی تو داتم بود محتاجاتم

سلام گویم و صلوات ۱۰ تو ہر نغمے

قول کن بہ کرمِ ای سلام و صلواتم

☆☆☆————☆☆☆————☆☆☆

شیخ الاسلام حضرت شرف الدین

ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن حماد البوسری مصری رحمۃ اللہ علیہ

صاحب القصیدہ البریۃ والبرۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک مریض قانچ میں جلا ہوئے تو آپ کا نصف بدن بالکل بے حس و معطل ہو گیا۔

علامہ بوسری پر جب قانچ کا حمل ہوا تو یہ بزرگ یوں سے معذور ہو کر چلے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ 679ء میں جب کہ آپ کی معذوری پہلی سال گزر چکے تھے کہ آپ کے دل میں یہ القاد ہوا کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہ قصیدہ لکھا اور اس کا نام ”الکواکب الدنیۃ فی مدح خیر البریۃ“ رکھا۔ حضرت علامہ بوسری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ یہ قصیدہ دربار رسالت مآب ﷺ میں پڑھ رہے ہیں۔ اور حضور ﷺ اس کی سماعت سے نہایت سرور ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے علامہ بوسری کو ایک بیٹی چادر عطر لائی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے جسم پر فی الواقع وہ مبارک اور مقدس چادر موجود تھی جو شب کو حضور رحمت عالم ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔ اور اس کی برکت سے اپنے یوں کو چلنے پھرنے کے قابل پایا۔ اور انہیں مرض سے شفا نصیب ہو گئی۔ اس پر شیخ بوسری رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ خداوندی میں شکر بجالائے۔

صبح کے وقت شیخ بوسری رحمۃ اللہ علیہ بازار تخریف لے جا رہے تھے کہ انہیں راستے میں ایک بزرگ ملے اور نقل قصیدہ کی اجازت چاہی۔ شیخ نے جواب میں کہا کہ میں نے تو حضور ﷺ کی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں۔ آپ کون سے قصیدہ کی نقل چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا اس کی جس کی ابتدا ”اَیْمَنَ قَدْ ظَلَمَ“ سے ہوتی ہے۔ شیخ نے کہا میرے پاس اس قصیدہ کی کسی کو اطلاع نہیں، آپ کو کیسے علم ہو گیا؟ ان بزرگ نے رات کے خواب میں

واللہ من دین بیان کیا اور فرمایا کہ میں بھی اس وقت ہر گاہ و رسالت مابین ﷺ میں موجود تھا۔ چنانچہ شیخ نے انہیں اس قصیدہ کی نقل دے دی۔

یہ غیر ملک طاہر کے وزیر شیخ جہاؤ الدین کو پہنچی۔ وہ نہایت حسن عقیدت سے سردار برہان کی خدمت میں حاضر ہوا اس قصیدہ کو سنا۔ اور اسے نہایت احترام سے اپنے سر پر رکھ کر طالب برکت ہوا۔ نیز سعد الدین قاروقی جو وزیر مذکور کے نائب تھے، ٹاہنچا ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایک شب خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ وزیر سے قصیدہ لے کر اپنی دلوں آنکھوں پر مل لو اس کی برکت سے خداوند قدر ہر قسمیں دینا فرمادے گا۔ چنانچہ انہوں نے یہ قصیدہ ارشاد نبوی ﷺ صبح وزیر موصول سے قصیدہ لے کر اپنی آنکھوں سے مل لیا اور فری دینا ہو گئے۔

اس قصیدہ کی چار دکان عالم میں بہت دھوم مچ گئی۔ یہ قصیدہ عشاق مصطفیٰ علیہ السلام کے دلوں کی جان ہے۔ اس قصیدہ کو اتنی زیادہ عقیدت حاصل ہوئی کہ تمام مدارس دینی کے ائمہ کرام نے حالی کا آثار طراوت قرآن مجید کے بعد اس قصیدے سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ قصیدہ ہر دینی و دنیوی عقل میں حصول برکت کیلئے چڑھا جاتا ہے۔ امام ابو یوسفی 1231ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور 1294ھ میں مصر میں ہی وصال ہوا اور مصر میں ہی کبریا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

حضرت امام شرف الدین بوصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

(1211ء-1294ء)

مولای صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک عمر الخلق کلهم
 محمد مہد الکونین والطفین
 والفریقین من عرب ومن عجم
 هو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ
 لکل حول من الاہوال ملجم
 یا اکرم الخلق مالی من الوذیہ
 سواک عند حلول الحوادث العمم
 لاق النین فی علق وخلق
 ولم یدانہ فی علم ولا کرم
 وکلهم من رسول اللہ ملجم
 ہر لسان البحر او رفقاً من النہم
 مبرہ عن شریک فی محاسنہ
 لجرہ الحسن لہ غیر ملجم

لم يبلغ العلم له انه بشر
 والله عمر خلق الله كلهم
 لم الرضا عن ابي بكر وعن عمر
 وعن علي وعن عثمان ذي الكرم
 امن تذاكر جهر ان يذى مسلم
 مزجت دما جرى من قلبي بهم
 لما لميك ان قلت اكفها معا
 وما لقلبك ان قلت استغنى بهم
 احسب الصب ان الحب منكم
 ما بين منجم منه ومضطرم
 لولا الهوى لم ترق دما على طلل
 ولا ازلت تذاكر الهان والعلم
 فكيف تذكر حبا بعد ما فهدت
 به عليك عدول النعم والسقم
 والبت الوجد عطى عبرة رضى
 فصل الهزار على تحديق المعنم

نعم سرى طيف من اهوى قارنى
والحب يعرض اللذات بالالم

يا رب جمعا طلبنا منك مغفرة
وحسن عاتمة يا واسع الكرم

يا رب بالمعطف بلع مقامنا
واغفر لنا ما مضى يا باري السم

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و اسعادت:

حضرت باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد رضی الدین تھا۔ آپ ۱۲ جولائی ۱۵۶۵ء میں کامل کے مقام پر پیدا ہوئے۔

سلسلہ بیعت:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا کردار:

آپ ان سلفین اسلام میں سے ہیں جنہوں نے اپنے وطن چھوڑ کر اپنی دین گاہیں اشاعت اسلام کے مقصد سے وقف کر دیں۔ اور اپنی خانقاہوں میں روحانی مراکز قائم کئے۔ مخلوق خدا کو خدا کے واحد کی پرستش کی دعوت دی اور انہیں دین اسلام کی برکات سے آگاہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہی بزرگوں کی وساطت سے ہمیں اسلام کی نعمت ملی۔ مظہر دور کے ائمہ اسلام کی دینی تعلیمات کی حفاظت، اسلام کی سر بلندی کا کام جن بزرگوں نے سر انجام دیا، ان بزرگوں میں سر پرست شخصیت حضرت باقی باللہ کی نظر آتی ہے۔ وہ انہوں نے بعد وصال کے مسلمانوں کو غیر مسلم اطراف کے شر سے محفوظ رکھنے کی مہارت کو پیش کی۔ آپ نے مظہر دور میں جو بڑے بڑے اہم لوگوں سے تعلق قائم کر کے ان میں اسلامی تعلیمات کا اثر پھیلا دیا۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواصلہ جو سار انہیں اپنے مطلقہ امانت پر چھوڑ دیا۔ بعد میں اسلام کی شرفاں امت کا کام لیا۔ اس دور کے روحانی حاکم کی نظر آتی ہے۔ انہیں ان کی رہنمائی میں خاندانوں کی جان نجات دی۔

خواجہ باقی باللہ کے مشن کو جاری رکھنے والے بزرگ:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اگر کسی بزرگ نے آپ کے مشن کو جاری رکھا تو وہ وحشی بزرگ جن کا نام شیخ سلطان تھا۔ یہ بزرگ اوکاٹ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ آپ کی دعا سے سلطان حیدر علی کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام فتح علی تھا۔ جو بعد میں اپنے ہی مرشد کے نام کے ساتھ شیخ سلطان کے نام سے مشہور ہوا۔ سلطان فتح علی ایک اچھے تعلیم یافتہ عالم فاضل انسان تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ تجربہ کار سپاہی ایک بلند پایہ سیاستدان بھی تھے۔ آپ کا قول ہے گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ ملاسا اقبال فرماتے ہیں۔

ابھی تک آرض ہے یہ صا تربت کے بیٹے سے

اگر دلت کا بیٹا ہو تو موت انھی ہے بیٹے سے

خواجہ صاحب کے خلفاء کرام:

آپ کے خلفاء کرام میں حضرت مجدد الف ثانی سب سے مشہور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کے خلفاء میں حضرت تاج الدین سنہلی، حضرت شیخ اللہ دان حضرت خواجہ محمد نور اور مرزا حسام الدین احمد کافی مشہور ہیں ان سب بزرگوں نے اگرچہ اپنے ہی مرشد کے نقل قدم پر چلتے ہوئے اپنی تمام عمر تبلیغ اسلام کیلئے وقت کر دی، لیکن ان سب حضرات میں سے جو تہذیبیت حضرت مجدد الف ثانی کو مائل ہوئی وہ ان میں سے کسی کو مائل نہیں ہوئی۔

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تاج الدین سنہلی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مہمان آگیا تو آپ نے فرمایا جو

اس مہمان کو خوش کر دے گا۔ میں اس کو خوش کروں گا۔ چنانچہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حضرت نانہالی جو کہ آپ کے فکر کی روٹیاں پکاتے تھے، اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ رات کو مہمان کی خدمت و راضی کی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت نانہالی، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے ہمارے مہمان کو خوش کیا، اب ہم تمہیں خوش کر دیں گے آپ نے فرمایا کہ انگو جو کچھ مانگا ہے۔ تو عرض کی کہ حضور آپ کا دیا اور خدا کا دیا سب کچھ ہے، حضرت آپ مجھے اپنے جیسا کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اور کچھ مانگ لو۔ اتنا تمہارا ظرف نہیں۔ اس کے بعد نانہالی نے پھر عرض کی: حضور آپ کا دیا اور خدا کا دیا سب کچھ ہے، مجھے اپنے جیسا کر دیں۔ آپ نے فرمایا اور کچھ مانگ لے۔ عرض کی نہیں، حضور بس مجھے اپنے جیسا کر دیں۔ آپ نے توجہ فرمائی تو نانہالی آپ جیسے ہو گئے۔ کسی شخص کو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نانہالی کون ہیں اور باقی باللہ کون ہیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت باقی باللہ ہوش تھے اور نانہالی بے ہوش تھے۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نانہالی کے گمراہوں سے فرمایا کہ اسے اپنے گھر لے جاؤ۔ یہ نین دن تک زعمہ رہے گا۔ کیونکہ بخدا جو اٹھائے کی انتہا کی ہے۔ اتنا بوجھ اٹھا نہیں سکتا تھا۔ اسی مجلس میں یہ نین دن تک زعمہ رہے گا۔ حضرت باقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق کی صودت میں آپ بھی ہو گئی تھی۔ لوگ یہ بیان نہیں رکھتے تھے کہ نبی کون ہیں اور نبی کا کلام کون ہے۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق سے سوال کرتے یہ کہہ کر کہ آپ ہی آقا ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابو بکر صدیق کو گوارا نہ ہوئی آپ نے اپنی جا بجا کر نبی کریم ﷺ کے اوپر اتان دی۔ تاکہ یہ چلے کہ نبی کون ہے اور اس کا کلام کون ہے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے

اور چار تائی تو سب کو پتہ چل گیا کہ یہ ہمارے آقا ہیں تو پھر لوگ نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرنے لگے۔ الغرض ایسی ہی کیفیت میں حضرت باقی باللہ اور تاباکی دو چار ہوئے۔

وصال پر طالع:

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سے نفوس قدسی اسلامی تبلیغ کیلئے تیار کرنے کے بعد اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ کا وصال ۳۰ نومبر ۱۶۰۳ء میں ہوا اور مدلی میں مدفون ہوئے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

گرم نیش ازل عقد دل و دست
 کہ دردم ریزم ایں بت خانہ پست
 ازین اقبال یابم احراے
 کسم خاصان احمد ما سلاے
 سرک انکس دیش یوں و ناگو
 سلطان رسالت آدم رد
 چند نگارہ روشن کسم دایے
 دریں نگارہ ہارہ الام پائے
 قنات راہگر عظم کہ ی جوش
 فنا ما دین کیم کہ خاموش
 بدل کیم سعادت ہم نصیب است
 مقام قرب تو سب تو این است
 بحال خواجہ معراج وجود است
 قبول ما الراج وجود است

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

سلطان الہند حضرت خواجہ محسن الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی:

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپ 537ھ میں اٹھارہ سال کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ نے 96 برس کی عمر پائی۔ آپ کے والد محترم کا نام سید غیاث الدین تھا۔ اور والدہ محترمہ کا نام سیدہ ام الدوعہ منور تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ پھر علاقائی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ 9 برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ اور جب آپ تیرہ برس کے ہوئے تو آپ کے والد محترم کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت دنیا داری سے نفور اور علم و روحانیت کی طرف مائل ہو گئی۔ آپ نے اپنی جائیداد فروخت کر دی اور راہ خدا میں تقسیم کر دی۔

حصول علم کیلئے سفر:

والدہ محترمہ سے اجازت لے کر حصول علم کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ پہلے شرف پور پہنچے۔ اور شرف پور کے مشہور علماء میں سے مشہور بزرگ حضرت مولانا شرف الدین کی توجہ سے بہت جلد غاہری علوم میں دسترس حاصل کی۔ پھر یہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد بخارا پہنچے۔ وہاں کے مشہور استاد مولانا حسام الدین کی شاگردی اختیار کی۔ پھر یہاں سے آپ نے چھ سالوں میں جملہ علوم دینی حاصل کرنے کے بعد نیشاپور کے قریب حضرت عین ہارونی کی خدمت میں حاضری دی۔ بیس سال مرشد کی خدمت میں آپ نے فیض روحانی حاصل کیا۔

بیعت کا شرف:

سلسلہ چشتیہ کا آغا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہے۔ مشہور روایت کے

مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت خواجہ حسن بھری کو فرزند خلافت عطا کیا تھا۔ حضرت حسن بھری کو تمام اولیاء کے درمیان یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کثیرہ تھیں۔ اور خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ کی گود میں پرورش پائی اور آپ کا دودھ بھی پیا۔ حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ خلافت حضرت عثمان ہارونی تک پہنچا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد میں حضرت خواجہ جنید بغدادی کی مسجد میں حضرت شیخ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کی مجلس میں بہت سے درویش حاضر خدمت تھے۔ میں نے بھی بیعت کا ارادہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ معین الدین دھوکہ دہ اور دور رکھتے نماز ادا کرو۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا کہ سورۃ بقرہ پڑھو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ تو حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ

”بھلا میں تم کو قبول و قبول حضرت اکرنا نیدم“

طریقت کی منزلیں اور مرشد کریم کی محتاجتیں:

اس کے بعد آپ نے اس عاجز کے ہاں قراٹے۔ اور کلا چادر کی فقیر کے سر پر رکھی۔ پھر فرمایا اب جا اور آج کا دن اور آج کی رات بجاؤ کرو۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ نے فرمایا بیٹہ جاؤ۔ عاجز بیٹہ گیا۔ پھر فرمایا اب یہ کچھ یاد رکھو کہ تو کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے اوپر دیکھا تو عرض کی کہ عرض معلیٰ تک۔ گاہ جاتی ہے۔ پھر فرمایا اب یہ یاد رکھو کہ تو کہاں تک نظر پاتی ہے عرض کی حق تعالیٰ تک۔ سب کچھ عاجز سمجھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہزار مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھو۔ فقیر جب پڑھ کر باپ کی طرف لوٹا تو اب اس کی بات یاد آئی۔ اور خدا کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے عرض کی۔ جواب

عفت تک سب کچھ حاج کے سامنے روشن ہے۔ پھر فرمایا آنکھیں بند کرو۔ تو فقیر نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب کھول دیں۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں۔ اب حضرت نے اپنی دو انگلیاں کھول کر فرمایا کہ اب ان میں سے دیکھ کہ کہاں تک نظر جاتی ہے۔ میں نے دیکھ کر عرض کی۔ اٹھارہ ہزار (18000) عالم دکھائی دے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بس حیرا کام پورا ہو گیا۔ پھر آپ نے قریب پڑی ہوئی اذیت کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس کے نیچے جو چار پڑے ہیں وہ فقیروں میں تقسیم کر دیں۔

علماء کرام نے لکھا شیخ اس وقت مصدق دیتا ہے۔ جب تمام کی تمام نعت کسی کے سپرد کرنی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ محسن الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے سلسلہ میں مختلف روایتیں ملتی ہیں لیکن حضرت خواجہ عثمان ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محسن الدین چشتی کو بیعت کرنے کے بعد تمام مدارج سلوک اور منازل طے کرا دیں۔ اس کے بعد آپ نے غزوہ خلافت بھی عطا کر دی۔ اس کے ساتھ ہی خواجہ عثمان ہمدانی نے اپنا معنی طعنیں چربی عطا فرمایا اور فرمایا کہ یہ چیزیں ہمارے بھرانہ طریقت کی یادگار ہیں۔ اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بھدان چیزوں کا اہل جس کو کبھو اس کے سپرد کرو دیتا۔

مرشد کریم کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت:

آپ اپنے مرشد کے پاس بھی برس حاضر رہے اس کے بعد حج کرنے کیلئے مرشد پاک حضرت عثمان ہمدانی کے ساتھ کہ کر مدینہ شریف لے گئے۔ غار کعبہ پہنچ کر طواف کیا۔ میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر حضرت عثمان ہمدانی نے دعا کی کہ اے مولا کریم میرے اس یحییٰ الدین کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اسی وقت حبیب سے دعا آئی کہ

”یحییٰ الدین دوست دوست اور قبول کر دو۔ برگزیدہ“

یعنی یحییٰ الدین ہمارا دوست ہے ہم نے اس کو قبول کیا اور عزت بخشی۔ حج بیت

اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عثمان فارسی اور خواجہ غریب نواز نے دوسرا طہرے
 حاضری دی۔ خواجہ غریب نواز کے مرشد پاک نے حکم دیا کہ آقائے نامدار حضرت مولانا کی
 بارگاہ میں سلام عرض کرو۔ خواجہ غریب نواز نے نہایت ادب سے بارگاہ رسالت میں سلام
 عرض کیا۔ الصلاۃ والسلام علیک یا سید المرسلین وعالم النہین۔ دوسرا طہرے
 سے آواز آئی۔ وعلیکم السلام یا قطب الدین خاں کے بعد حضرت خواجہ عثمان
 فارسی نے خواجہ غریب نواز کو دوسرا طہرے پڑھنے کی تلقین کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز عشاء
 کی نماز تک دوسرا طہرے پڑھتے رہے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد آپ کی آگواگ گئی۔

بارگاہ رسالت عاب دین علیہ السلام سے حکم نامہ:

غواب میں رسول قبول علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ رحمت عالم علیہ السلام نے
 ارشاد فرمایا کہ میں الدین اہم نے تمہیں حکم الہی سلطان الہند مقرر کیا ہے۔ اب تم اپنے
 مرشد پاک سے اجازت لے کر ہندوستان چلے جاؤ اور اسلام کی تبلیغ کرو۔ تو حضرت معین
 الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے غواب کا واقعہ اپنے مرشد پاک کو سنایا تو آپ بہت
 مسرور ہوئے۔ اور خواجہ غریب نواز کو فرمایا کہ تم نے ہندوستان میں دیکھا ہے۔ ذرا اپنی
 آنکھیں بند کرو۔ تاکہ تم تمہیں اس انجمنی سر زمین کی سیر کرادیں جہاں تم نے جانا ہے یہاں
 سورجمن میں بہت اختلاف ہے۔

ایک اور روایت میں سورجمن کہتے ہیں کہ آپ کو ہند کی زیارت غواب میں کرانی
 گئی۔ اور جب آپ دوسرا طہرے حاضر ہوئے تو اہل حق سے آواز آئی کہ میں الدین نام کا ایک
 آدمی ہے اسے ہمارے پاس لایا جائے۔ چنانچہ آپ حضور رحمت عالم علیہ السلام کی خدمت
 میں حاضر ہوئے۔ تو آپ علیہ السلام نے ہندوستان کا حکم دیا۔ اس روایت میں عجیب مرشد پاک
 کے ساتھ ہندوستان میں کیا گیا۔ بلکہ خواجہ معین الدین چشتی کی سیاحت کا بیان کیا گیا

حکم نبوی ﷺ کی تعمیل اور سفر ہندوستان کا آغاز:

الغرض خواجہ غریب نواز نے اپنے مرشد پاک سے ہندوستان جانے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد یہ مبارک سفر شروع فرما دیا۔ آپ حدود مقامات پر قیام پذیر ہوئے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر سفر کرتے رہے اور آپ کا یہ سفر ایک قافلے کی صورت میں تھا۔ اللہ والوں کا یہ قافلہ حسب معمول مسافت طے کرتا ہوا قلعہ شادمان اور ملتان سے ہوتا ہوا دریائے راوی کے کنارے پہنچ گیا۔

حضرت داتا گنج بخش الجویری رحمۃ اللہ علیہ کے حزار پر چلے کشتی:

دریائے راوی کے اس پار پنجاب کا شہر لاہور آباد تھا۔ چنانچہ دریا میوہ کر کے شہر کے باہر حضرت علی بن عثمان بھڑیری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حزار پر انوار پر قیام فرمایا اور چلے کشتی کی۔

لاہور کا تاریخی پس منظر:

لاہور شہر پنجاب کا دارالحکومت اور نہایت قدیم اور مشہور شہر ہے جو کہ دریائے راوی کے بائیں طرف ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ دریا پہلے شہر کے پاس ہی بہتا تھا۔ 1662ء میں دریائے اس قدر بڑھادی کی کڑائیوں کا ایک پست چار میل لمبا بنانا پڑا۔ اس کے بعد دریا اپنا رخ بدل گیا۔ مگر کبھی بھی وہ اپنی پرانی گزرگاہ پر نہیں آیا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ دور میں لاہور مسلمان شاہی خاندان کی حکومت کا علاقہ رہا ہے۔ اور اکثر اوقات دارالسلطنت بھی رہا ہے۔ پہلے اس کے گرداگرد 15 فٹ اونچی فصیل بنی ہوئی تھی اور اس کے حیر وور دانے تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بڑا گرا دی گئی۔ پاکستان بننے سے ساٹھ سال قبل تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کا حزار رائے سیلا رام کے کارخانے کے پیچھے تھا۔ حضرت خواجہ محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر چلے گئی کرنے کے بعد سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ایک شعر پڑھا جو کہ ہاں زود عام ہے۔

گنج بخش فیض عالم عظیم نور خدا

ناقصاں را بحر کمال کلاں را راجھا

دلی میں قیام اور دہلی کا تاریخی پس منظر:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور راستے میں آپ لدہ دلی میں قیام فرمایا۔

دہلی کا اصل نام دہلی یادلی پر تھا۔ اس کی بنیاد مجدد دہلوی نے موجودہ شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پچاس برس قبل سکھ میں ڈالی تھی۔ بعدوں اور مسلمانوں کے وقت میں بہت ترقی پزیر ہوئی رہی۔ موجودہ دہلی جس کو شاہجہان نے بسایا تھا اسے شاہجہان آباد کہتے تھے۔ بارہویں صدی عیسوی میں دہلی بعدوں کے قبضے میں رہا۔ 1192ء میں تغلق زین العابدین کے نائب اور ہائی خاندان خاندانوں نے فتح کیا۔ تغلق الدین خوارزمی نے بادشاہ ہوا۔ پھر 1319ء میں میر تیمور نے اس شہر کو فتح کیا۔ پھر 1526ء تک لودھی دہلی کے حاکم رہے۔ 1526ء میں ہمارے جواہر تیمور کی پانچویں پشت میں تھا۔ دہلی کی بحالی کی اور لودھی خاندان کا خاتمہ کر کے خاندان خلجی کی حکومت دہلی میں قائم فرمائی۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کا کام کرنے کے بعد اجمیر کی طرف فرار ہو گئے۔

شریف کا تاریخی پس منظر:

اجمیر بھی موجودہ اور منظر اظہار نے سے یعنی بھٹی کی چھوٹی لائن ہے۔ اور بارہ

شائع کا نقشہ ہے۔ بمبئی سے اجیر 615 میل اور دہلی سے 635 میل ہے۔ اجیر پرانا اور مشہور شہر ہے۔ اور ضلع اجیر کا صدر مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ اس شہر کو راجہ اجلا 145ء میں بسایا تھا۔ ارد گرد کی پہاڑیاں پھیل ہیں۔ ان میں سے تاراکنڈہ کی چھوٹی کو ایک ہزار فٹ اونچی ہے۔ اجیر ایک پہاڑی کے پہلو پر واقع ہے۔ شمال مغرب کی طرف چٹری دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کے پانچ اونچے اونچے اور مضبوط دروازے ہیں۔ شہر مغرب کی جانب ایک خوشنما معنوی جھیل ہے۔ جس کو اناسا کر کہتے ہیں۔ یہ جھیل چھوٹی لیکن اور ایک سو گز چڑی ہے۔ کئی تالوں کا پانی روک کر بنائی گئی ہے۔ برسات میں جھیل کا حلقہ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام پر ہی خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمۃ علیہ کا حزار پر انوار ہے۔ جس کو بعد اور مسلمان دونوں ہی نہایت حبرک مانتے ہیں۔ حزار پر ہر سال اگست کے مہینے میں چودھ دن تک عرس ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین کی حیات میں یہاں بہت سی کاشتیں عہد میں آئیں۔ (اجیری کی رپورٹ کتاب سائراں ریلوے پورڈ آف انڈیا کے حکم سے 1908ء میں شائع ہوئی۔)

اجیر میں پہلی نشست گاہ:

اجیر پہنچ کر یہ قافلہ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں قیام پزیر ہوا۔ اس میدان میں راجہ پر حقوی راج کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے۔ راجہ کے غلاموں کو ان دروہوں کا یہ بیٹھنا بہت ناگوار گزرا۔ انہوں نے اللہ کے ان نیک بندوں کی جماعت کو یہ میدان کرنے کیلئے کہا۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھی ایسے میدان بہت دستیاب ہیں۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا۔ اور راجہ کے اونٹ بھی بیٹھنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان غرض راجہ غلاموں نے ایک نشانی اور چڑھائی اور عہد پر اتر آئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سمیت انھوں نے کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ جگہ نہ بھی اور کئی۔ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھا

ہے۔ اور آپ اٹاساگر کی طرف تشریف لے گئے۔ آج کل وہاں درگاہ میں ایک تہہ اہلِ ایمان مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ یہی جگہ حضرت خواجہ کی پہلی لاشت گاہ تھی۔ اس سے تشریف لے جانے کے بعد راجہ کے اونٹ یہاں آکر بیٹھ گئے۔ صبح ہوئی تو کوئی لاشٹ نہ اٹھ سکا۔ شتر بانوں نے بہت جتن کئے۔ مگر کوئی بھی اونٹ لاشٹ نہ اٹھ سکا۔ شتر بانوں کو یہ احساس ہوا کہ ہم نے ان دونوں لاشٹوں کو ناحق ستایا تھا۔ یہ ان کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ یہ شتر راجہ کے پاس گئے۔ اور تمام واقعہ راجہ کو سناؤ۔ راجہ نے کہا جاؤ اور جا کر ان دونوں لاشٹوں سے اپنی ناک لے لو۔ اسی وقت شتر بان حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی زیادتی پر عمامت کا اٹھا کر کیا۔ اور معافی کی التجا کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز فرمایا کہ تم جاؤ۔ تمہارے اونٹ عجم خدادی سے اٹھ کڑے ہوں گے۔ شتر بانوں نے لاشٹوں کو اٹھا لیا تو فوراً اٹھ کڑے ہوئے۔ یہ خواجہ معین الدین چشتی کی پہلی کرامت تھی۔ کے بعد اٹاساگر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے قیام فرمایا اور تبلیغ کا کام زور و شور سے شروع کر دیا۔ (بحوالہ تذکرہ خواجگان چشت اہل بہشت۔ صفحہ نمبر 124، 125)

بہ اور عظیم کرامت:

حضرت خواجہ غریب نواز اہلِ آپ کے ساتھی روزانہ اٹاساگر کے قریب گھاٹ پر غسل کیا کرتے تھے۔ چونکہ گھاٹ بہت مندوں کی ہمار تھی تھی اس لئے مندوں کے لاشٹوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ ایک دن حضرت غریب نواز کے چہرہ پر پانی نہالنے سے لاشٹوں سے لگے تو یہ مندوں نے انھیں روک دیا۔ اور تھکدہ پر اتار آئے۔ مرید فرمادے کہ یہ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے تمام احوال سن کر اپنے ہاتھ پر رحم کیا کہ جو کچھ میں نے کہا وہ سب کمالی گمراہی ہے۔ چنانچہ وہ مرید اٹاساگر پہنچا اور کہہ دیا کہ کچھ مندوں میں دال کر کہہ دو کہ اٹاساگر کا سارا پانی اس کڑے میں آگیا۔ اور

حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ پیارا مریہ کوزے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کوزے کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور جب تالاب کے سوکھنے کاظم پہاڑیوں پر ہمسوں کو ہوا تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ ادھر شہر میں کھرام بج گیا لوگ پانی کیلئے غریب علیؒ اور یہ بات پورے شہر میں عام ہو گئی کہ مسلمانوں کو کھات پزندو کو بکایا گیا تھا۔ اس لئے ان کے گرو نے سارا پانی غائب کر دیا۔ چنانچہ شہر کا ایک وفد خواجہ غریب نواز کی خدمت میں آ کر بڑی منت و حاجت سے معافی مانگنے لگا۔ اور آپ نے کمال رحمت سے اس کوزے کا پانی واپس تالاب میں ڈالوا دیا۔ اور تالاب بدستور پانی سے بھر گیا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ اس کرامت کے بعد اجیر میں اسلام بڑی جیزی سے پھیلنے لگا۔

(بحوالہ کتاب بدعالمی غریب نواز۔ مطبوعہ لاہور)

مشہور ہے کہ بعد وستان کے ۱۹۹۰ کو لوگوں نے حضرت خواجہ معین الدینؒ کی اجیری روضہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

اجیر میں حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغی خدمات:

حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغ سے پھر کے پہاڑیوں نے لاکھوں زباز تو بیگ دیئے۔ اپنے ہاتھوں سے قتلے کا نشان کمرج کر بیگ ڈالا۔ زباز بعدوں کا دھاگہ ہوتا ہے جو دائیں کندھے سے دائیں کر تک ہوتا ہے۔ دھاگے کے ساتھ بیگ بھی ہوتا ہے جو کر کے قریب دھاگے کے ساتھ بندا ہوتا ہے۔ پاکستان بننے سے لگ بھگ ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ ان کے بھول لوگوں نے حضرت خواجہ غریب نواز کی ان دھاگوں کو دیکھا۔ کہا ہوتا ہے کہ جو دھاگے بعدوں نے اتارے تھے۔ ان کا راز عین بیان کیا گیا۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ، اجیری روضہ اللہ علیہ کی تبلیغی خدمات دیکھ کر راجہ پرتوی راج کا پتا لگا رہا تھا کہ کمالی راجہ اس نے اجیر میں تبلیغ

مالک کو پیغام بھیجا کہ اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان درویشوں کو اجیر سے باہر نکال دے۔ چنانچہ رام دیو ہندوؤں کے گروہ کے ساتھ حضرت خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ پر پہنچا۔ تو حضرت خواجہ غریب نواز نے یونہی نظر اٹھا کر رام دیو کی طرف دیکھا تو اس کی کایا پلٹ گئی۔ اس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام بدل کر رام دیو کی بجائے شادی دیو رکھا۔ شادی دیو کا قبول اسلام اجیر کے لوگوں پر اور دلچہ پر قوی ہو گیا۔ گزرا۔ تو دلچہ کے خیال میں شادی دیو کے بعد بے پال جنگی ہی تھا جو ہندوستان میں ساحرانہ جادوگری میں اپنا جانی نہیں رکھتا تھا۔ دلچہ نے پیغام بھیج کر اسے بلوایا اور کہا کہ فوراً اجیر پہنچ کر ان درویشوں کو نیست و نابود کر دو۔ بے پال کو اپنے کمالات پر ناز تھا۔ چنانچہ اسی وقت اپنے شاگردوں سمیت خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ تمام ساحر شیروں پر سوار تھے۔ اور کچھ اپنے ہاتھوں میں آگ لگنے والے سانپ، کچھ آگ اور انکارے برسا رہے تھے۔ خواجہ غریب نواز نے ایک مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور اللہ کا نام لیکر ساحروں پر پھینک دی۔ آفاقاً جادو کے تمام کھیل ختم ہو کر رہ گئے۔ جادوگر حیرت زدہ ہو گئے۔ بے پال اپنے سارے حشر بڑھ کر کھٹک گیا تو اس نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔ تو وہ جادو کے ذریعہ ہوا میں اڑنے لگا اور خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ پر پہنچا کرنے لگا اس کا خیال تھا کہ لٹھائے آسمان سے آپ پر آگ برساتے۔ لیکن اس کا ہوا میں پہنچا کر ہی تھا کہ حضرت نے اپنی کٹڑاؤں کو اس کی طرف اچھال دیا۔ کٹڑاؤں نے بے پال کی طرف پہنچ کر تھوڑے ہی لمحے میں اسے جاتے ہی سر پہ چڑھنے لگی۔ بے پال کو پیچھے آنے پر مجبور کر دیا۔

جوگی کو قلب سلیم عطا فرمایا اس نے شکست کا اعتراف کر لیا۔ اور غولہ غریب نواز کے قدموں میں گر گیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اسے گلے لگالیا۔ بے پال اسی وقت مشرف باسلام ہوا اور آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے حلقہ اراکات میں داخل ہو گیا۔ حضرت غولہ غریب نواز نے بے پال جوگی کا نام بدل کے اس کا نام عبداللہ بیابانی رکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد عبداللہ بیابانی کو فرقہ خلافت عطا فرمایا۔ بے پال جوگی کا قول اسلام کوئی معصومی واقعہ نہیں تھا۔ اس واقعہ کے بعد راجہ یہ سوچتا تھا کہ میں امیر کلاں کس طرح میں سکھا ہوں آخر اس نے غولہ غریب نواز کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اپنے مراہیلوں سمیت انجیر سے نکل جائیں۔ جب راجہ کے الفاظ اور پیغام حضرت غولہ غریب نواز کے گوش گزار ہوئے تو آپ کی زبان پاک سے معایا اتفاق لگے:

”محمود را زار و مرگیم و تو ازیم“

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ:

”ما اورا میردان کردیم و داریم“

جس معنی کو بارگاہ رسالت صائب سے حکم ملا ہو کہ جاؤ ہندوستان جا کر ایہ لگاؤ اور میرا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاؤ اس معنی پاک کو پہلا ہندوستان سے کون نکال سکتا تھا۔ خدا کا کریم ایسا ہوا کہ ایک وقت آیا کہ سلطان شہاب الدین غوری نے راجہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اور راجہ کی فوج شکست کھا گئی۔ اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگی اور راجہ سلطان شہاب الدین غوری کی فوج کے ہاتھوں مر رہا۔

تو کہ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین کو خواب میں ایک بزرگ نے انہوں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کا حکم فرمایا۔ جب سلطان خواب سے بیدار ہوا تو اپنے علماء کرام سے مشورہ کیا اور ہندوستان کی طرف نکل دیا۔ اور حج حاصل کرنے کے بعد

سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیر میں اسلام کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ سلطان شہاب الدین غوری آپ کو ملنے اجمیر حاضر ہوا۔ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو سلطان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے فکر کشی کا حکم دیا تھا اور انہی کے قدم سے مجھے فتح و نصرت عطا ہوئی ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز اور دیدار مصطفیٰ علیہ السلام:

حضرت خواجہ غریب نواز کو اجمیر کے قیام کے دوران ایک روز خواب میں رحمت عالم ﷺ کا دیدار حاصل ہوا سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین تم نے احکام خداوندی کی بجا آوری میں سرگرم کوشش کی۔ کیا ہے یہ سب بھری سنت پوری فہم کی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے یکے بعد دیگرے دو نکاح کیے۔ اس وقت آپ کی عمر ساڑھے 63 برس تھی جب آپ کا پہلا نکاح ہوا۔ حضرت بی بی صاحبہ کا نام بی بی محبت تھا دوسری زوجہ کا نام بی بی امت اللہ تھا۔ دونوں بیویوں سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی بھلا والا چار تھی۔ صاحبزادوں کے سوائے گرامی و درج ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ غفر الدین۔ حضرت خواجہ حسام الدین۔ حضرت خواجہ قیام الدین الیہ سعید۔ اور شیخ کا نام بی بی مانتھ علیہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

انتقال پیدائش:

خواجہ معین الدین چشتی نے 96 برس کی عمر پائی۔ تقریباً 53 برس صرف اجمیر میں بسر کیے۔ 633ھ بمطابق 18 مارچ 1235ء بمصر کی آپ کا وصال ہوا۔ جس جگہ پاک محل آپ کا وصال ہوا اسی جگہ پاک محل میں آپ مدفون ہوئے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

خواجہ معین الدین حسن چشتی سنہری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

(انتہی ۱۲۲۶ء تا ۶۳۳ھ)

درہاں چہ کرد منزل، جاہانِ ما محمد
 صد در کشادہ در دل، از جاہانِ ما محمد
 ما ملہم نالوں در گشتانِ اہم
 ما لولہیم و مرجان، عمانِ ما محمد
 مستغرق کیا ہم ہر چہ عذر خواہیم
 پشورہ چوں کیا ہم، بارانِ ما محمد
 ما طالبِ خداہم، بدمی مصطفایم
 ہر درکش گداہم، سلطانِ ما محمد
 از دردِ دلم صیباں بارانچہ ہم چہ سازد
 از مرہمِ کلامت، درمانِ ما محمد
 امروز خون عاشق در عشق گر چہ رشہ
 فرما ز دوستِ خواہ تارمانِ ما محمد
 از احسانِ دگر ما آہم ہر
 دامنِ داکہ نیست باور بہمانِ ما محمد
 از آبِ دگر سردے داز جانِ دلِ دوسے
 تا بخورد چہ عذبِ افغانِ ما محمد
 در بارغ و بہار ہم دگر قرآنِ سبیل
 ہا ہم بس است قرآن، بہتانِ ما محمد

حکمت وراثتی کے مالک

حضرت شیخ سعدی مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے مشہور شہر شیراز میں تقریباً 1184ء 606ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت میں بہت سا اختلاف ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے آپ کا نام شرف الدین رکھا۔ لیکن پھر اپنے باپ کے نام پر مصلح الدین کہلائے اور سعدی شخص اختیار کیا۔

تعلیم کا حصول:

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی پھر بغداد میں مشہور مدرسہ نظامیہ سے تعلیم حاصل کی۔ انہیں طالب علمی کے زمانے سے فخر اور دوستی پسند تھی۔ آپ کو چھوٹی عمر میں ہی نماز روزہ کے مسائل سے واقفیت ہو گئی تھی لیکن ہی میں آپ کو شب بیداری اور تلاوت قرآن پاک کا بہت شوق تھا۔ آپ کے والدین نے آپ کی بہترین تربیت کی۔ بغداد میں مشہور عالم جمال الدین ابن حمزہ آپ کے استاد تھے۔

آپ کی شخصیت پر ایک طائرانہ نظر:

مشہور ہے کہ آپ نے ہمیں برس گھٹے کھانے میں صرف کچے۔ اور ہمیں برس برسات میں گزارے۔ اور ہمیں برس کو فٹیشی میں بسر کچے۔ آپ نے خود ج پاجواہ لکھے آپ ہمہ پہر مسلمان اور حاکم و مصلح کی طرح سفر کرتے تھے۔ آپ نے ہمہ گناہوں کا سامنا کیا۔ مگر گھر نہیں کیا۔ آپ بہت خوددار تھے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی

مشہور تصانیف گستان اور بوستان ہیں۔ گستان نثر میں اور بوستان نظم میں ہے۔ ان کتابوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا پڑھنے والا صحت بھری کہانوں سے فیض یاب ہوتا ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہمارے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ قاری زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ اخلاقیات کے عظیم معلم تھے۔ آپ کا نفعی کلام آج بھی ہر محفل کی زینت ہے۔ یہ کلام پڑھنے والے اور سننے والے دونوں قسم کے افراد کے دلوں کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے مہر کرتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں اپنے وطن واپس لوٹ آئے تھے۔ اور آخری عمر میں شیراز سے باہر ایک علیحدہ مکان میں رہتے تھے۔

وصال پر طالع:

ایک سو سال سے بھی زیادہ مہر پا کر 1292ء میں انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کی صحت بھری کتابوں سے ہم سب کو فیض یاب کرے۔ (آمین قہ آمین)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت سعدی شیرازی شیخ مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام (التمنیٰ ۱۲۹۲ھ تا ۱۲۹۹ھ)

ہاں فداۓ تو یا رسول اللہ
دل گداۓ تو یا رسول اللہ

ارم الرحمن نہ بختاۓ
بے رفاۓ تو یا رسول اللہ

لاں ہر سوئے من دہاں بودے
دشکۓ تو یا رسول اللہ

گر عیالم بھانے سرمہ کھم
خاک پانے تو یا رسول اللہ

برہنات ۛ دست سعدی
بے توانے تو یا رسول اللہ

☆☆☆ ————— ☆☆☆ ————— ☆☆☆

سوز و گداز میں رہتی ایسی شخصیت

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی:

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ موضع پٹیالی ضلع لدھیانہ میں 1253ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام سیف الدین محمود تھا۔ جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے والد محترم کا انتقال ہو گیا اور آپ کے نانا جان نے آپ کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کیا۔ جب آپ تین برس کی عمر میں داخل ہوئے تو آپ نے عربی، فارسی اور مرہٹہ علوم کی تکمیل کرنی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بہترین شاعر بھی تھے۔

مرشد کمال کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف:

آپ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ طریقت کی منزلتیں بھی طے کیں۔ حضرت امیر خسرو کو اپنے مرشد پاک سے بے حد محبت تھی۔ یہی نہیں بلکہ آپ کے مرشد پاک حضرت نظام الدین اولیاء کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔

مرشد کمال کا مرید کمال سے محبت کا ایک انوکھا انداز:

آپ اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء کے مجروح پاک میں حاضر ہو کر دست بستہ خاموش بیٹھ جاتے۔ اور جب حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنا عارفانہ کلام سناتے اور نظام الدین اولیاء فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے سوال کرے گا کہ نظام الدین تو دنیا سے کیا لے کر آیا ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ میں ترک کے سچے کا سوز لے کر آیا ہوں اور یہی نظام الدین اولیاء یہ دعا مانگا کرتے

کراے یا رے اللہ تعالیٰ اس ترک کے سوز و دل کے قتل مجھے بخش دے۔ حضرت نظام الدین اپنے مرید صادق کو بھی ترک اور بھی ترک زاد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء حضرت امیر خسرو سے محبت کا اظہار ایک شعر میں ہیں کرتے ہیں کہ:

۔ مگر بنائے ترک ترکم آہ بر تارک نہند

ترک تارک گیرم و ہرگز نہ گیرم ترک ترک

ترجمہ: اگر میری خوشحالی پر آہ نہ رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ اپنے ترک (خسرو) کو چھوڑ دوں تو میرا اپنی خوشحالی کو چھوڑ دوں گا لیکن اپنے ترک کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔

مرید باصفا کی مرشد کریم سے عقیدت:

ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء کے پاس ایک سید زادہ اپنی حاجت لے کر حاضر خدمت ہوا اور دردِ کمرِ مرض کرنے لگا کراے مٹخ اٹھی بہت دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میری ٹہنی ڈیاں ہیں اور میں ایک غریب آدمی ہوں جو ضروری میں کرتا ہوں اس سے میرے اور میرے گمراہوں کا پیٹ نہیں بھرتا میری فرجی کی وجہ سے کوئی شخص مجھ سے رشوت نہیں جڑاتا۔ سب لوگ قیمتی چیز طلب کرتے ہیں اور ہر ظلف و دھوڑوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ مجھے تو دردِ کمر کی روئی بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ اتفاق سے میرے ایک دوست نے پایا کہ آپ احمد خان کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ اور آپ کے دروازے سے کوئی سوالیہ امر اور آپس نہیں لڑتا۔ یہی سوچ کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

اس زمانہ کے جناب میں نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرے بھائی تمہیں یہ کس نے ظلم کیا ہے؟ تمہیں کس نے تاج کا قصور ہی حرام ہے۔ اس سلطنت کا ایک توفیق اللہ تعالیٰ ہی دے گا کہ وہ جس کو چاہے اس کو جس سے اس نے اپنی دولت لادوال کے ساتھ ان میں چھپا رکھا

ہے اور اس کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنے خادم خواجہ اقبال کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے دو لے آؤ۔ خواجہ اقبال کی تحویل میں نذرانے دے چکے تھے وہ لنگر خانے کے اخراجات پورے کرتے تھے یا ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی جاتیں۔ خواجہ اقبال واپس حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں جو کچھ مال و دولت تھا اس کا مبلغ کا سامان لے آیا ہوں۔ اتفاق سے اس وقت غزنی کی صورت میں ہمارے پاس ایک سکہ بھی نہیں۔ اس پر حضرت نظام الدین اولیاء نے سید زاوے سے فرمایا کہ اب جو بھی شخص نذرانے یا تحائف لے کر آئے گا وہ تمہارا ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک دن گزرا اور دوسرا دن بھی گزر گیا۔ تیسرے دن ایسا ہوا کہ لوگ آتے رہے لیکن کوئی شخص تحائف یا نذرانے نہ لے کر نہ آیا یہاں تک کہ تیسرے دن کی شام ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء نے سید زاوے کو اپنے حجرہ پاک میں طلب کیا۔ اور فرمایا کہ محترم مہمان! تمہیں اس فقیر کے گھر آئے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ اب تم کو مظلوم ہو گیا ہوگا کہ میں بے تاج بادشاہ نہیں ہوں میں جو کچھ ہوں وہی ہوں۔ نظام الدین اولیاء کے پاس مہمان کو نذر پیش کرنے کیلئے جوتوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرے ذاتی مال و متاع میں سب سے زیادہ قیمتی تھوڑی چیزیں ہیں۔ میری ان پر لازم ہے کہ وہ مہمان کی خدمت میں اپنا بہترین الاؤب سے زیادہ قیمتی نذر پیش کرے۔ سید زاوہ نے جوتوں کو کچھ کریم بخود دیا اور سوچ بھی نہیں سکا تھا کہ آپ کے لئے ایسا بھی ہوگا۔ مہمان نظام الدین اولیاء کے جوتوں کو اپنے دودال میں لپیٹ کر انچائی بے دلی کے عالم میں سڑک روانہ ہو گیا۔ سڑک سڑک کرتے کرتے راستے میں ایک سرائے میں آرام کرنے کیلئے سو گیا۔ تو اتفاق سے دلی سے باہر جتنی مہم کے موقع پر حضرت امیر خسرو علاؤ الدین خلجی کے ساتھ تھے تو علاؤ الدین خلجی کی شان میں ایک پرچہ قسیدہ کہا تو سلطان نے پانچ لاکھ لڑائی سکے

بلور انعام امیر خسرو کو دینے۔ حضرت امیر خسرو دوسرے فوجی سرداروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر ولی کی طرف روانہ ہوئے تو آنکہ لگاؤں نے گھسا ہے کہ جب امیر خسرو رات کے وقت اس سرائے سے گزرے تو حضرت امیر خسرو نے اچانک لوگوں کو ظہر جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مجھے یہاں سے اپنے شیخ کی خوشبو آ رہی ہے۔ تو حضرت امیر خسرو کی کیفیت دیکھ کر بڑے فوجی سردار اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر گئے اور عرض کرنے لگے کہ امیر خسرو! آپ کیا محسوس کر رہے ہیں فرمایا شیخ ہی آیا۔ اس پر شاہی سپہ سالار نے عرض کی۔ حضرت محبوب الہی تو غیاث پور میں قیام پزیر ہیں۔ غیاث پور یہاں سے بہت زیادہ دور ہے آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ ابھی غیاث پور بہت دور ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہر دوشنبہ کی کھن جلوسہ اٹھتا ہے۔ ابھر اس مقام سے گزر رہے ہیں۔ آخر نظام الدین اولیاء یہ محبوب سرے خوشبوئے شیخ کے خاق میں آ گئے پورے اور پھر قریب پہنچ گئے جہاں مہمان آرام کر رہا تھا۔ رات زیادہ ہو چکی تھی۔ سرائے کا صدا اڑا دینا ہو چکا تھا۔ اس پر سرائے کے مالک کو طلب کر کے سرائے کا صدا اڑا کھلایا گیا۔ اور حضرت امیر خسرو نے قرار دیا کہ سرائے کے ایک گوشے کی طرف پورے جس جگہ مسافر سویا ہوا تھا۔ اور حضرت امیر خسرو نے مسافر کو اٹھایا اور محض طلب کرتے ہوئے کہا کہ میں صرف یہ بات جانتا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سے خوشبوئے شیخ کیوں آ رہی ہے۔ مسافر آپ کو حیرت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس پر امیر خسرو نے فرمایا کہ میں حضرت نظام الدین اولیاء کا سر پہنچا ہوں آپ کی باقی باقی کی خوشبو آپ کے پاس سے آ رہی ہے۔ اس پر مہمان نے کہا کہ میں نظام الدین اولیاء سے مل کر آیا ہوں۔ حضرت امیر خسرو نے کہا کہ پھر شیخ کیسے ہیں؟ اس کے جواب میں مہمان نے کہا کہ وہ بہت ٹھیک ہیں۔ انھوں نے پورے ساتھ ہو کر سوچا کہ یہاں کیا مسافر کا یہ خوشبو اس قدر اچھی ہے کہ اس قدر قریب کی حالت کے بہت سے چہرے

رکے تھے۔ مگر جب میں نے اپنی نظیروں کی مشاوری کیلئے دست طلب دواؤں کیا تو تمہارے شیخ نے اپنے پرانے جوتے میرے حوالے کر دیئے۔ سدا کہہ دیا کہ یہی جوتے تمہاری ضروریات کیلئے کافی ہوں گے۔ تو اس کے جواب میں حضرت امیر خسرو نے فرما دیا کہ کہنے لگے کہ کہاں ہیں؟ میرے مرشد کے نظیروں مبارک۔ مسافر نے اشارہ کیا کہ آپ کے مرشد پاک کے نظیروں مبارک اس کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں تو حضرت امیر خسرو نے کہا کہ کیا تو یہ جوتے فروخت کرے گا۔ سید زادہ ہزار ہوں کر عرض کرنے لگا کہ ایک دو مذاق تھا اور ایک یہ مذاق ہے۔ یا امیر! تمہیں میری حالت پر رحم نہیں آتا۔ چاک امیر خسرو کے لہجے میں جلالی کیفیت نمودار ہوئی۔ تو امیر خسرو نے کہا تو نے میرے شیخ کو نہیں پہچانا ہے نہ ہی میں نے مذاق کیا اور نہ ہی وہ مذاق تھا۔ اس پر سید زادہ نے کہا یا امیر! تم ان جوتوں کی کیا قیمت دے سکتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پانچ لاکھ لٹری تھے ہیں اگر یہ رقم ہا کانی ہے تو میرے ساتھ دلی دانیس چلو میں اتنی ہی رقم کا اور انتقام کروں گا۔ اس بات پر سید زادہ بدحواس ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور نظیروں مبارک اٹھا کر حضرت امیر خسرو کے حوالے کر دیئے۔ سدا اٹھا کرنے لگا کہ یا امیر میرے لیے تو ایک ہزار تھے بھی کافی ہیں مگر خدا کیلئے اپنے وعدے سے بھرنہ جانا۔ تو حضرت امیر خسرو سید زادہ کو اپنے ہمراہ لے کر اس جگہ پہنچے جہاں لٹری تھے بڑے تھے۔ حضرت امیر خسرو نے کہا کہ یہ صرف ایک ہزار نہیں بلکہ یہ تمام تھے تمہارے ہیں۔ مسافر بہت پریشان نظر آنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ کون مجھے غریب کی باتوں پر یقین کرے گا کہ یہ ہماری دولت میری ملکیت ہے۔ مگر سے نکلا تھا تو سارے شام میرے ملاس سے واقف تھے۔ انہیں کس طرح نظیروں کروں گا کہ ایک ہی رات میں سب کچھ ہل گیا کوئی شخص میرے دلائل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ سب ہی مجھے قوتی یا راہزنی کا افسانہ دینے لگے اس بات سے امیر خسرو نے کہا کہ تم کس طرح امیر خان صاحب کو شک ہے۔ مسافر نے عرض کی

آپ مجھے ایک دستار لکھ کر دے دیں کہ میں آج سے اس تمام دولت کا مالک ہوں۔ کسی تاخیر کے بغیر حضرت امیر خسرو نے لکھ کر دیا کہ میں امیر خسرو سلطان علاؤ الدین غلی کے انعام کی دی ہوئی رقم نہ کر کے شخص کو بطور تہنیت پیش کر رہا ہوں۔ کانگرہ پر خیر شدہ الفاظ نے سید زادے کو مطمئن کر دیا۔ پھر اٹھائی کی فکر کے چہرہ سپاہیوں کی گرائی میں یہ کھڑے اس گھر تک پہنچا دیے جائیں کیونکہ اسے شہادت جانے کا خطرہ درپیش ہے۔

حضرت امیر خسرو نے چہرہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسافر کو کو بیخفاقت اس کی منزل تک پہنچا دیں اور خود بہت عجز و انکاری کے ساتھ اس طرح دلی کی طرف بڑھے کہ آپ کی دستار میں حضرت نظام الدین اولیاء کے جوتے لپٹے ہوئے تھے۔ پھر امیر خسرو حضرت محبوب الہی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت محبوب الہی کے ہونٹوں پر جنبش ہوئی فرمایا خسرو کا سہانی کا یہ سطر مبارک ہو۔ مگر تم اپنے شیخ کیلئے کیا تھلائے ہو؟ حضرت امیر خسرو کھٹکوں کے نکل چکے اور اپنی دستار میں لپٹے ہوئے مرشد کے طعین مبارک فرش پر رکھ دیئے۔ عرض کی شیخ کے حضور میں شیخ کی فی ثانی ہا ہا ہوں۔ دنیا کی کوئی اور شے اس قابل ہی نہیں تھی۔ یہ کہ کہ امیر خسرو حضرت محبوب الہی کے قدموں سے لپٹ گئے۔ تو نظام الدین اولیاء نے فرمایا خسرو کتنے میں خریدے ہیں۔ عرض کی پانچ لاکھ تھری سکوں میں۔ حضرت امیر خسرو شدت جذبات میں مدنے لگے تو حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا بہت سستے داموں میں خریدے ہیں۔ عرض کی سیدی یہ غلام لہو کیا کرتا اس شخص نے اسی پر کائنات کی درست فکر وہ ان عقول کے بدلے لکھتے ہیں اتمام مال و جان بھی طلب کرتا تو خسرو اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ پھر حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا خسرو اگر ایسا کرتے تو کبھی یہ سوا بہت سی چیزیں پیش کی ہوتیں۔ سیدی اور حضرت امیر خسرو لڑا لڑا سامنے جا رہے تھے۔ عرض کی یہ تمام کچھ قابلِ تہنیت اس آقا کی لکھ کر

تھی جو اپنے ایک حقیر غلام کو سر بلند کر گئی۔ یہ تھا حضرت امیر خسرو کے جذبہ عقیدت کا ایک ہلکا سا گھس۔

حضرت امیر خسرو اپنے ہی درشد کے تجرہ پاک میں جب ہوتے اور حضرت نظام الدین اولیاء کی اگر آگہ گاہ جاتی تو امیر خسرو اپنے ہی درشد کے پاؤں پر سر رکھ کے سو جاتے۔

وصال پر ملال:

جب غریب نظام الدین اولیاء کا وصال ہوا تو چھ ماہ بعد امیر خسرو بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ اور اپنے ہی درشد کے حزار واقعہ دلی کے پانچویں دن ہوئے۔

حضرت امیر خسرو کی تصنیفات اور مرتبہ کمال:

حضرت امیر خسرو کی تصنیفات میں مشکوٰیوں اور چار دیواریاں مشہور ہیں جن کا لوہا ایرانی بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے موسیقی میں بھی مجدد کا مرتبہ حاصل کیا۔ علم و فضل، شعر و سخن، اور تصوف و طریقت میں سب شعبوں میں کمال حاصل تھا۔ آپ کا نتیجہ کلام آج بھی عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے دلوں کو سحر و معجزہ کرتا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاجپن کا کلام

(التوفی ۱۳۳۵ء / ۱۷۷۵ء)

دھال سکیں کن تھائل دوائے نیماں ہائے بیاں
 کہ تاب ہواں نہ دایم اے جاں نہ لہو کا ہے لگائے چھتیاں
 زبان ہواں دواز چوں زلف دودھ مہلت چوں عر کوہ
 عکس کیا کہ جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رچاں
 نکاح از دل دو چشم چادو ہمد فریم ہمد سکس
 کسے پڑی ہے جو جا ہائے ہمارے پی کو ہاری بیاں
 چوں تلخ سوزاں چوں ذرا حیراں ز ہواں مہ بہشتم آخر
 نہ غم نہ اک چہیاں نہ آپ آئیں نہ نکسیں چچاں
 بکن روز وصال دلیر کہ دادا ما فریب خسرو
 بھگ من کے دوائے لاکھوں جو ہائے پاں کی کھیتاں

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاجپن کا کلام

نمی دایم چه منزل بود شب جائے که من بودم
 بہر سو رقص لیل بود شب جائے کہ من بودم
 پر کی چکر نگار مردقہ دلالہ رخسارے
 سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
 رقیباں گوش بر آواز ، اور تاز، من ترساں
 سخن گفتن چہ فعل بود شب جائے کہ من بودم
 خدا خود میر بھلس بود اندر لا مکاں خسرو
 بحر شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت و نام و نسب:

آپ کا اصل نام دای اسم گرامی عبدالرحمن جامی ہے اور اصلی لقب عماد الدین اور مشہور نور الدین ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت صوبہ خراسان میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد وطن کے پر آشوب حالات کے سبب دشت (اصفہان) سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ تاریخ ولادت مستمر روایات کے مطابق 23 شعبان المعظم 817ھ بمطابق نومبر 1414ء ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق تاریخ ولادت 20 شعبان المعظم (شب جمعہ المبارک) 817ھ بھی بیان کی گئی ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام ایک روایت میں احمد دشتی آیا ہے۔ اور دوسری روایت میں نظام الدین احمد دشتی بیان کیا گیا ہے۔ اور اس طرح آپ کے دادا جان کا نام ایک روایت میں محمد دشتی آیا ہے اور دوسری میں شمس الدین محمد دشتی بیان کیا گیا ہے۔

مولانا جامی کا تخلص

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ شروع شروع میں دشتی تخلص رکھتے تھے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے ہامی تخلص اختیار کر لیا۔ یہ تخلص انہوں نے ایک قوائمی جائے ولادت ہام کی نسبت سے اور دوسرا شیخ الاسلام حضرت ہام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 536ھ) سے حدیث کی راہ پر اختیار کیا۔

تعلیم

مولانا نے ابتدائی تعلیم گھر کے تخلص کی نصیب آپ کے والد محترم اپنے نواسی کو اہل تعلیم کی فکر ہام سے ہجرت کے آئے اور مدرسہ کلاسیہ میں داخل کر دیا جو اس وقت

اسلامی علوم اور ایرانی ادب کا مرکز تھا۔ مدرسہ نظامیہ ہرات میں مولانا شہاب الدین محمد جاجری کا ام گرامی قابل ذکر ہے۔ مدرسہ نظامیہ ہرات سے علم حاصل کرنے کے بعد مولانا عہدار خٹن جاجی سرحد تشریف لے گئے۔ وہاں نے علماء میں قاضی زادہ و دم کو جامع علوم حلیم کیا جاتا تھا۔ مولانا عہدار خٹن جاجی رحمۃ اللہ علیہ سیدھے آپ کی درسی گاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے دریائے علم سے خوب خوب میراب ہوئے۔ جب مولانا عہدار خٹن جاجی نے سرحد سے سندھ تکمیل حاصل کی تو اس وقت تمام علوم فقہ، اصول فقہ، صرف، نحو، منطق، حکمت، مصالح حکمت، اشراقی حکمت، طبی حکمت، ریاضی، لغت و ادب، عربی زبان پر اس نجی کو ایسا عبور حاصل ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ خود اہل عرب بھی آپ پر وقت کرنے لگے۔ اکثر روایات کے مطابق مولانا عہدار خٹن جاجی رحمۃ اللہ علیہ دینی مقامہ میں مسک خلی کے ہر کار تھے۔ الغرض مولانا عہدار خٹن جاجی رحمۃ اللہ علیہ عابری علوم کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ کے دل میں علوم باطنی کے حصول اور اہل طریقت پر مطلق کی عرش پیدا ہوئی۔

بیعت:

مولانا عہدار خٹن جاجی رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فی الخلق سے ہرات پہنچے اور سیدھے جامع مسجد ہرات میں مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ذکر میں جا شامل ہوئے۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے نہایت کامل بزرگ اور صوفی تھے۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور ولیف تھے۔ اور آپ خواجہ غلام الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اور مولانا عطار حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور ولیف تھے۔ یہاں مولانا عہدار خٹن جاجی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دو واسطوں سے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ جس وقت مولانا

عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھ کر حضرت سعد الدین کاشغری نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا: ایک شہزادہ ہمارے چال میں آ پھنسا ہے۔ مولانا جانی نے بھی حضرت سعد الدین کاشغری کی صورت میں ایک مرشد کمال کو تلاش کر لیا تھا۔ بلاتال آپ کی بیعت کر لی۔ مرشد کمال نے خاص توجہ فرمائی اور بہت تھوڑے عرصے میں مرید صادق کو سلوک و عرفان کی تمام منازل طے کرا دیں۔ مرشد کی اجازت سے مولانا عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک مہابھارت و ریاضات سے مشغول رہے۔ اس دوران لوگوں سے میل جول اور بات چیت بند کر دی۔ اور بالکل عزت فقیں ہو گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ کسی اللہ والے کے فیض سے اثر و جذبہ ہاتھ آ جائے۔

مرشد پاک کا وصال:

آپ کے مرشد پاک حضرت سعد الدین کاشغری 7 جمادی الآخر 860ھ بروز چار شنبہ نماز عصر پڑھتے ہوئے اس عالم فانی سے آخرت کو کوچ فرما گئے۔

بیعت جانی:

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا جانی اپنی زندگی میں مگر اخلاص و محسوس کرنے لگا۔ اور اس خلا کو پر کرنے کیلئے کسی دوسرے مرید کمال کی تلاش میں مشغول ہو گئے۔ مولانا عبدالرحمن جانی خود صاحب دل تھے۔ اس لیے آپ کی فکر کسی معمولی مسئلہ پر نہ جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے جس مسئلے کا چار مرشد جانی منتخب کیا اس شخصیت کا نام گامی خواجہ میرالدین عیسیٰ شاہ اراک رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت خواجہ عیسیٰ شاہ اراک کے متعلق روایات میں داخل ہونے سے پہلے مولانا جانی اور حضرت عیسیٰ شاہ اراک کے

درمیان کافی عرصہ خط و کتابت رہی۔ چنانچہ خواجہ عید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مرزا سلطان ابو سعید گورگان کے عہد حکومت (861ھ تا 873ھ) میں ماوراء النہر سے خراسان تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالرحمن جامی آپ کی زیارت کیلئے ہرات سے مرد تشریف لے گئے۔ غالباً اسی موقع پر آپ خواجہ عید اللہ احرار کی بیعت سے شرف ہوئے۔ مختلف تذکروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کی ملاقات کے علاوہ مولانا جامی دوسرے اور حضرت خواجہ عید اللہ احرار سے 870ھ میں سر قند اور 873ھ میں تاشقند میں ملاقات کی۔ ایک اور روایت میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عید اللہ احرار کی زیارت کیلئے جب تاشقند تشریف لے گئے

مولانا عبدالرحمن جامی کے دل میں دوسرے پیدا ہوا:

جب آپ تاشقند شہر پہنچے تو دیکھا کہ ہزاروں من ظلم باہر جا رہا ہے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا اس ظلم کا مالک کون ہے؟ تو انہوں نے کہا حضرت خواجہ عید اللہ احرار اس کے مالک ہیں۔ یہ سن کر مولانا عبدالرحمن جامی کے دل میں دوسرے پیدا ہوا کہ میں خواجہ صاحب کے خیر کا شہرہ سن کر آیا ہوا لیکن وہ تو مال و دولت میں کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ آپ خواجہ عید اللہ احرار کی خانقاہ میں پہنچے تو خواجہ عید اللہ احرار وہاں موجود نہیں تھے۔ تو آپ مولانا عبدالرحمن جامی، خواجہ عید اللہ احرار کی انتظار میں بیٹھ گئے آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہاں سے چلا جانا چاہیے یہ تو بہت امیر ترین بزرگ ہیں ہمارے پائے کے نہیں۔ اور دیوار پر لکھ دیا۔

ذمرہ نگش کہ تو دوست دارو

فرجہ "دوسرے دل میں نہیں جو دنیا دوست رکھتا ہے۔"

کچھ دیر اور انتظار میں بیٹھے اور انتظار کرتے کرتے اونگھ اُٹھی۔ خواب میں کیا

دیکھتے ہیں کہ حشر کا میدان ہے۔ ایک شخص ان سے اپنا قرض طلب کر رہا ہے۔ لیکن آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوزخ کی طرف آپ کو بھیجے گا ہے۔ اسے میں حضرت خواجہ عید اللہ احرار شریف لاتے ہیں اور ان کا قرض اپنی گرو سے ادا کر کے رہائی دلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ مولانا جامی کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ عید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سرہانے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مال و دولت اسی لیے ہے کہ آپ مجھے لوگوں کو قرض سے نجات دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عید اللہ احرار نے مولانا جامی سے فرمایا۔ یہ شعر لکھو اور شعر مکمل کرو۔

اگر دارو پرانے دوست دارد

ترجمہ: "لیکن اگر دوست دکھتا ہے تو وہ دوستوں کیلئے ہی رکھتا ہے۔"

الغرض حضرت عید اللہ احرار نے ربیع الاول 895ھ میں وفات پائی۔ تو مولانا جامی نے اس سانحہ جان گداز پر ایک مرثیہ لکھا۔ چنانچہ ان بزرگوں کی صحبت نے حضرت عبدالرحمن جامی کے دل میں شوق و محبت کی شمع روشن کر دی تھی۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ایک کلام
(الترغی ۱۳۹۲ تا ۱۳۹۸ھ)

غم فرسودہ جاں پارہ ز ہزاراں یا رسول اللہ
دل پرورد آوارہ ز صیایاں یا رسول اللہ
شب و روز از کھیلانی حد مشتاق تنہائی
تکلیف سوئے من آئی غماں یا رسول اللہ
چوں سوئے من گزر آری من مسکن ز ناداری
فدائے نفس تعلیق کسم جاں یا رسول اللہ
ذکرہ غریب حیران سیاہ شد روز صیام
پشیمان پشیمان پشیمان یا رسول اللہ
دپا اقدام از بھری برکت دست من گیری
ہمیں یک حرف پھیری ز غماں یا رسول اللہ
دھام صب تو ستم پہ زنجیر تو دل بستم
لیکھویم کہ من ستم خدایاں یا رسول اللہ
ہمدیقت خریدارم مر را دوست میبارم
فدا سازم دل و جان را بختاں یا رسول اللہ
نہام چش گاہے سرہائے ساقی کوڑ
لہاں ماشم چاکر پاخان یا رسول اللہ

نعت رسول مقبول ﷺ

از: عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ

پانچ نزع در نام، رود از تن بدوں جام

نہ داری تو ایمان ز شیطان پارسل اللہ

چہ اعدا عشر بر خیزم بدلائل تو آدرم تہ

دینہ غول دل رحیم لہراں پارسل اللہ

چہادے قنات راکشائی برگز گارن

کن محرم جای ناصاں آن پارسل اللہ

☆☆☆-----☆☆☆-----☆☆☆



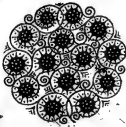
نعت رسول مقبول ﷺ

از عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ

و رحمت کن نظر بر حال دارم یا رسول اللہ
 فرم بے توایم خاکسارم یا رسول اللہ
 ز داغ جگر تو کے دل لگام یا رسول اللہ
 بہار صد چمن در سبزه دارم یا رسول اللہ
 توئی حکیم دل آرام جاں صبر و قرار من
 رخ پر نور ہما ہے قرارم یا رسول اللہ
 توئی مولائے من آقائے من دانی جان من
 توئی دانی کہ جز تو کس عدارم یا رسول اللہ
 دم آخر لہائی جلو دیدار جای ما
 و لطف تو ہمیں امید دارم یا رسول اللہ
 گل از دشت آموختہ نازک بدنی ما بدنی ما
 بلبل ز تو آموختہ شیریں غنی ما غنی ما
 ہر کس کہ لب لعل ترا دیدہ ہے دل گفت
 خاک کہ چہ خوش کند حق بختی ما بختی ما
 خیال ازل دوست برکاسب زیا
 در حق تو ای جاہ سرد چنی ما چنی ما
 در معنی تو دستان گفت از دم الفت
 تو جاہ رسانید ایسے قرنی ما قرنی ما

از جانی بے چارا رسانید سلائے
 بود کہ دربار رسول مدنی را مدنی را
 گل از دشت آموخت نازک بدنی را بدنی را
 لعل ز تو آموخت شیریں غنی را غنی را

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



نعت رسول مقبول ﷺ

از عبدالرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ

نسیمِ چابِ بھیا گزر کن
 و احوالِ محمد را خبر کن
 ہمہ ایں جانِ مقامِ پہ آں جا
 فدائے دودِ خیر البشر کن
 توئی سلطانِ عالمِ بجا محمد
 و دودِ لطفِ سوسے من نظر کن
 مشرفِ گرچہ شد جانی ز لطف
 غدا ایں کرمِ ہر دگر کن

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



نعت رسول مقبول ﷺ

از عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

من کبسم کہ چشم کشام بوی تو
 ای بکہ ی کم بنداں مکتوے تو
 اے آرزوے جاں نگرے کن ببال من
 ناں شکر کہ جاں دہم از آرزوے تو
 خالی غم دگر مہانت دے مراست
 چہ دگر است بہر پارہ سوئے تو
 ہر گاہ ی کم چہ بہارہ سوئے تہن
 باشد کہ یام از گل تو رست آئے تو
 یام چہ سودا شد بہت بہد از ی چہ اہک
 ظلم بگونہ د خاک پے جھوئے تو
 من اہل خاں و ملیم کش چہاں سہاں
 بگے غورم چہ سر د مہمان کوئے تو
 ای قلل کوچیدہ غزل بہت اے غزل
 سودا شکستہ دہاں ہوئے تو

☆☆☆-----☆☆☆-----☆☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

از عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علی نور کزو شد نور ہا پیدا
 زمین از حب اوساکن لک دہ عشق او شیدا
 ازو در ہر حق ذوق و در ہر دل شوق
 ازو بر ہر زبان ذکرے و زور ہر سرے سوزا
 محمد احمد و محمود دے را خالقش بہتود
 از شد جو دہر موجود و زو شد دیدہ ہا ہوتا
 اگر نام محمد را نیا ددے شمع آدم
 نہ آدم پائی تو بہ نہ لوح از فرق نورآدم
 نہ الہب از بلا راحت نہ ہفت حشت و شوکت
 نہ جہنم آں سجاد نہ موی آں بو بیضا
 دو چشم زکشاں را کہ باز آں ہر خواہ
 دو دلف جہش را کہ دلائل آں عقلی
 بر عشق سوز طہ حزل ہم دگر یحیی
 بموجب ذات عالی ذات حک المرسل تعالی
 و سر چند اش چای الم تفرج کک برخواں
 و سر و چہ بملوانی کہ سبحان القی اسری

سلام بخشود سرور کو عنین سلفی علیہ السلام

از جمہل ارغمن جہای رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے جنی تو گویا دریای جود .
 السلام اے تارہ تو گبرگ سحرای وجود
 السلام اے آکہ تار آدم ذات جہد
 نور پائش کس یزد از قدسیاں او را بخود
 السلام اے آکہ رنگ طلب کفر و غناق
 میخ چچ تو از آئینہ گیتی ز دور
 السلام اے آکہ نام درہم کون و مکان
 جز جہاں را بخو نور تو در چشم شہود
 السلام اے آکہ بہر لڑش مہمت یافت دہر
 اٹس راکش دشب کردہ چاراز روز پود
 ایجاب السلام اے آکہ ایجاب شفاعت روز حشر
 جز کید لطف تو بر خلق عوائد کشود
 السلام ای آکہ تا بدم دمی صحت سرائے
 در سرم سود ای دور جانم قنای تو بود
 صد سلامت ملزم ہر دم ای فر کرام
 ہر کہ آید یک حکم صحاب صد سلام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جامع مسجد عید گاہ

1934ء بمطابق 1359 ہجری کو شہر کمرات جی ٹی روڈ پر واقع جامع مسجد عید گاہ ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے اس کا تعمیری نقشہ دہلی، آگرہ اور لاہور کی شاہی مساجد سب ایک ہی طرز تعمیر کا نامور نمونہ ہیں۔ ہاؤ جان انجینئر نے اس طرز تعمیر کی مساجد کا شاہی نقشہ تیار کر کے ان مساجد کو تعمیر کروایا۔ اس مسجد کے پہلے صدر ہاؤ جان، موجودہ انجمن کے صدر تمکیدار عبدالرشید اور تمکیدار کرامت کے نانہا جان تھے۔ اس مسجد میں کمرات قدر اکابرین پاکستان اور صوفیاء نے امامت کرائی۔ ان میں حضرت سید محمد حبیب اللہ قدس سرہ کی اقتداء میں تمام سالک کے دروکار نماز ادا کرتے تھے اور خصوصاً عید کی نماز کو خصوصی جوش و خروش کیساتھ بغیر کسی فردی حق کے اہل کمرات جامع مسجد عید گاہ میں ادا کرتے تھے۔ یہ ایسا عظیم اور مذہبی ہم آہنگی کا دور تھا کہ تمام مکاتب فکر آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔

پاکستان بننے سے قبل حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ مئی 1917 کو ہی ایم زمیندار ہائی سکول کمرات بطور انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ آپ کی رہائش اس وقت کالری دروازے کے اندر گلی میں تھی۔ آپ کے پاس آپ کے دو شاگرد جودات دن رہتے تھے ان میں چوہدری اکبر آف بھدر اور عثمان شاہ آف گھدوہ تھے ایک دن آپ کا ایک سرید جعفر کوٹ اٹھایا ہے آپ کو لٹے آیا تو کافی رات گزر چکی تھی اس وقت اتنی زیادہ آہادی نہ تھی۔ یہ سارہ مجلس آہادی کالری دروازے کی طرف چل چڑا۔ اس کو آپ کے کمر کا علم نہ تھا۔ اس نے سارہ سا اعزاء لگایا کہ چھ کے وقت جس گھر سے وضو کا پانی آ رہا ہو گا وہی حضرت صاحب کا گھر ہو گا اور اسی طرح ہوا اس نے ایک

مکان سے پانی باہر کرنے کی آواز سنی اور دھک دے دی۔ واقعاً وہ حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ کا گھر تھا اور چھوڑ کے لیے دُشور فرما رہے تھے۔ آپ نے اسے اندر آنے کا حکم دیا۔

پاکستان بننے کے بعد عید کی نماز کے علاوہ جمعہ المبارک قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے اور انہوں نے ہی عید گاہ میں جمعہ کی نماز کا آغاز کیا۔ اس مسجد کے بانیوں میں میاں محمد اکبر مرحوم، ملک محمد انور، ملک عبدالعزیز قاضی ذکر ہیں۔ مسجد کی انجمن کے سیکرٹری ملک محمد اسلم 1959ء میں بنے۔ قوسب سے پہلی سیدہ محترمہ سلسلہ ساخو روپے قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کالی۔ قاری احمد حسین ایک لکھنؤ دار فضاہیت ہیں جنہوں نے مسجد عید گاہ میں رو کر اسلام کی خدمت کے ان مٹ بھروسہ پہنچے۔ ایک دفعہ جب آپ نماز جمعہ کا وقت نماز رہے تھے تو یہاں وزیراعظم پاکستان خان لیاقت علی خان کا گزر ہوا تو نماز جمعہ کے لیے ٹھہر گئے۔ وزیراعظم آپ کی خدمات کی آواز اور شیریں زبان و لہجہ سے بہت متاثر ہوئے۔ خان لیاقت علی خان نے کہا اچھے اچھے قاری اور داعی اچھی بڑی مسجد میں بغیر لاؤڈ سپیکر جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ بعد میں نے جامع مسجد عید گاہ کو لاؤڈ سپیکر کا عطیہ دیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد گجرات کی بہت سی شخصیات نے وزیراعظم اول سے ملاقات کی اور مسجد عید گاہ سے وابستہ خدمات اعتراف کیا۔ ان میں سے غریب اور مفت حال دو افراد سے خان لیاقت علی خان کی ملاقات کردہائی گئی ایک شخص نے پکڑ کر ان کو آگے کیا اور بتایا کہ یہ وہ دو افراد ہیں جنہوں نے مسجد میں مسجد کی خدمت کی ہے۔

ایک شخص نے بتایا کہ میں نے گھاس لروشت کی اور وہ دن گھر فرچہ چھین دیا

اور مسجد کی خدمت کی۔ جبکہ دوسرے شخص نے کہا کہ میں مزدور ہوں اور خالص مزدوری اور حق حلال کی رقم مسجد کی خدمت میں دی ہے اور گھر میں باہی روٹیاں پانی سے بھگو کر کھا کر گزارہ کیا ہے۔ یہ بات سن کر خان لیاقت علی خان نے کہا کہ باقی رقم کا تو مجھے علم نہیں مگر یہ چار روپے خالص حق حلال کی کمائی ہیں جو کہ اس مسجد میں لگے ہیں، میں ان کی خدمت کو سرائے کیلئے کوئی الفاظ بیان نہیں کر سکتا۔

اس وقت کو سارہ لوگ اور حاکم بھی رزق حلال کے مظاہر رہتے تھے اسی لیے اس وقت کے وزیراعظم کا ان غریب افراد کو سراہنا، اس امر کا اظہار ہے کہ حق حلال کی کمائی کی تمام لوگ قدر کرتے تھے چاری احمد حسین کے دور میں معاشرہ بھی نہایت اصول پسند تھا اس وقت پنجاب ٹرانسپورٹ کا کرایہ نامہ اس طرح تھا کہ اگر سات فرلانگ کا سفر ہوتا تو آٹھ فرلانگ کا کرایہ لیا جاتا تھا کہ بس سٹاپ کرنے پر جو قسٹ خرچ ہوتا وہ صرف ایک فرلانگ کے زائد کرایہ میں مکمل ہو جاتا۔ لالچ اور ہوس اس دور کی طرح نہیں تھی کہ چل کے نرخوں میں 2 روپے لڑا خزانہ ہو تو فی سٹاپ پانچ روپیہ کرایہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس دور میں ٹکڑے چنگات کے بیلدار کی اجازت کے بغیر کوئی گھاس نہیں کاٹا تھا بلکہ ہاتھ سے خود طور پر افراد اس کی اجازت ٹکڑے چنگات سے لیتے تھے اور بغیر معاوضہ کے کوئی گھاس نہیں کاٹا تھا۔ لوگ بہت اصول پسند اور قانون پسند ہوتے تھے اسی طرح اگر کوئی درخت خریدتا تو قوی خزانہ میں اس کا معاوضہ جمع کروا کے رسید اور اجازت لے کر درخت کاٹا۔

الغرض چاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کی صحبت میں آئی۔ حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ کو کئی مرتبہ دلوں سے ملے ہوا ہوتا تھا۔

احمد حسین صاحب سے فرماتے کہ آپ گاؤں چلے جائیں تو محلہ گاؤں والے قاری احمد حسین صاحب کو لینے آجاتے اس وقت سفر بہت دشوار ہوتا تھا اس وقت دو بیلوں والی گاڑی یعنی تل گاڑی استعمال ہوتی تھی۔ قاری صاحب قرآن پاک کی تلاوت کے بعد اپنے مرشد کی نعت پڑھتے۔

اے احمد مرسل نور خدا حیرتی ذات صفا کا کیا کہنا
 پڑھتے ہیں ملائک صل علی حیرتی شانِ عطا کا کیا کہنا
 چہرے پہ عینِ قرباں شمس و قمر زلفوں پہ تصدیقِ شام و سحر
 رخساروں پہ شہرے کس کی نظر حیرے منہ کی ہلا کا کیا کہنا
 سوگند ہے چہرے کی شمس الغنی والیل ہے حیرتی زلفِ دوتا
 سینے کی ملت ہے الم فشرح حیرے دل کی فضا کا کیا کہنا
 والہصر ہے حیرے زمانے کی قسم والہمرک ہے حیرتی جاں کی قسم
 والہلد ہے حیرے مکاں کی قسم حیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا
 جہرل سے بمان کھگے رف رف بھی آگے جا نہ سکے
 رب اذن علی بھیسی کہے حیرے قرب خدا کا کیا کہنا
 کھلا نہ کبھی بھی سی بھر کر غم بھوکے سے ہمارے ہجر
 ابدوں کو دیا بھول نہ بھر حیرے دسوا صفا کا کیا کہنا
 سبکی ہر کبھی نہ پہ آقا خالی نہ کبھی اس کو بھیرا
 ہر اس نے مانا وہی دیا حیرتی جود و سخا کا کیا کہنا
 ہر اس نے پہنچا ہے وہ ایک ہوئے گئے تھے جو ہر ایک ہوئے

تو نے جھڑے مارے میٹ دیے تیرے ہم و دکا کا کیا کہنا
 کنار نے کیا کیا کچھ نہ کیا پر تو نے نہ کی کچھ ان پہ جفا
 رب احد قوی حق سے کہا ترے مہر و وفا کا کیا کہنا
 سارے سے کہاں ہو مدح تیری
 تیرے خلق میں قرآن سبھی
 جب تیری ثناء اللہ نے کی
 پھر مجھ سے گدا کا کیا کہنا
 کبھی اہل حضرت کا کلام پڑھئے:

وہ سوئے لالہ زار بھرتے ہیں تیرے دن اے بہار بھرتے ہیں

بعد ازاں حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ وقف فرماتے تھے کبریات میں
 سید حبیب اللہ شاہ صاحب واحد شخصیت ہیں جو کہ مولوی صاحب یا حضرت صاحب
 کے نام سے یاد کیے جاتے تھے جہاں سے مرضی پڑ چھ لیں تو لوگ اس شخص کو حضرت
 حبیب اللہ صاحب کے پاس پہنچا دیتے تھے آپ کے شاگردوں میں کبریات شہر میں
 سید محمود شاہ کجراتی اور تمکیدار عبدالرشید قابل ذکر ہیں۔

پاکستان بننے سے قبل سید ولایت اللہ شاہ اور سید محمود شاہ باپ بیٹا دونوں کے
 سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلقات تھے اسی بناء پر محمود شاہ صاحب،
 حبیب اللہ شاہ کے شاگرد بنے۔ حضرت حبیب اللہ شاہ میں ایک صفت پائی جاتی تھی
 کہ عمومی طور پر ہر فرد کو بیعت نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے
 مخصوص رو جس طلب کر رکھی ہیں جن کو بیعت کرنا چاہا کر ہم چاہتے تو پورا پاکستان مل

کہا اسے پاس آجاتا مگر عمل نہ کرتا اس لیے ہم نے اللہ تعالیٰ سے مخصوص رو میں مانگی ہیں بیعت کرنے کیلئے۔

حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے عقاب لگا دیں اور بصیرت دی تھی جو شخص آپ کے سامنے آتا آپ فرماتے کہ تمہارا فیض فلاں شخص کے پاس ہے اس کے پاس جا کر بیعت ہو جاؤ ایک بزرگ جو کہ حضرت سید حبیب اللہ اور ولایت شاہ صاحب کے دور میں موجود تھے انہوں نے حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب سے سوال کیا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں کس کی بیعت کروں؟ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کا فیض پیر سید حافظ جماعت علی شاہ آف علی پور شریف کے پاس امانت ہے لہذا وہاں جا کر بیعت ہو جائیں۔ یہاں وہ ہے کہ محمود شاہ صاحب اور ان کا گھرانہ علی پور شریف جا کر بیعت ہوا۔ ایک روز پیر جماعت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسر تر قریب لڑاتے تھے کہ آپ کے مریدین نے عرض کی وہ گھرات میں ہیں آپ نے کہا کہ میں نے یہاں محمود شاہ سے تقریر کروائی تھی شام ہونے میں ابھی تین چار گھنٹے باقی تھے اس پر مریدین نے عرض کی گھرات یہاں سے کافی دور ہے اسے قلیل وقت میں محمود شاہ گھرات سے یہاں نہیں آسکتے۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری چھتری لو اور گھرات کی طرف چل پڑا اور محمود شاہ کو یہاں لے کر آؤ اس مرید نے حکم کی تعمیل کی اور گھرات آکر محمود شاہ کو ساتھ لے کر آیا۔ ابھی قریب میں ایک گھنٹہ کا وقت باقی تھا یہ کہامت پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تھی یہ واقعہ ہر فضل حسین مرحوم کو جو گھرات کے تھے اس شخص نے سنایا جو کہ اسر تر میں موجود تھا اور یہی واقعہ ہر فضل حسین نے سنایا ہر محمود ایک چار ماہ بعد گھرات کو سنایا۔

الغرض محمود شاہ اس تقریر پہ گئے اور حضرت سید جماعت علی شاہ نے فرمایا کہ تقریر کرو۔ شاہ نے جواب دیا میں حضور تقریر نہیں کر سکتا تو سید جماعت علی شاہ نے حکم دیا کہ میری چھڑی پکڑو اور تقریر کرو وہاں موجود سامعین جو کہ بعد میں پاکستان میں بھی موجود رہے انہوں نے بتایا کہ جیسی تقریری محمود شاہ نے وہاں کی اس طرح کی تقریر بقیہ زندگی میں نہ ہو سکی۔

قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سید محمود شاہ جامع مسجد عید گاہ میں عرصہ گیارہ سال تک نماز جمعہ پڑھاتے رہے، اس دوران قائل ذکر بات یہ ہے کہ راولپنڈی میں تمام مکاتب فکر کے علماء ”حیات النبی ﷺ“ کے موضوع پر بیان کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے۔ جب محمود شاہ صاحب کی ہادی آئی، اس وقت کے دیوبندی عالم غلام اللہ نے اپنے شاگرد مولوی اورنگزیب کو کھڑا کیا اور اس نے حیات النبی کے موضوع پر مناظرہ کا پہلی فتح محمود شاہ صاحب کو کیا۔

یہ بات سن کر محمود شاہ صاحب نے فرمایا ”بندے دیا ہزار میں کوئی عالم ہے نہیں“ یہ محمود شاہ صاحب کا کلیہ کلام تھا اور کہا کہ میں یہاں سیدھی سادھی دوچار باتیں کروں گا اگر آپ اجازت دیں گے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میرے چھوٹے بھائی حامد شاہ سے کر لیتا۔ چاہے کھلے میدان میں یا بند کمرے میں، اس پر جلسہ گاہ کے افراد نے پرزور اپیل کی آپ ”حیات النبی ﷺ“ کے موضوع پر تقریر کریں۔ محمود شاہ صاحب نے مختصر خطبہ پڑھا۔ اور قرآن وحدیث سے دو محکمہ کے طریق وقت میں دلائل بیان کرتے رہے۔

اس بات پر مولوی غلام اللہ کا شاگرد مولوی اورنگزیب چٹا تھا کہ جو شخص عالم

ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور سادہ الفاظ میں دو گھنٹے سے قرآن وحدیث سے دلائل دے رہا ہے اگر عالم ہوتا کیا بیان کرے گا اس نے اسی وقت بھرے مجمع میں اٹھ کر سعید احمد شاہ صاحب کے ہاتھ پر دیوبندی مسلک سے تائب ہو کر شاہ صاحب کی بیعت کر لی۔

گہرات قلعہ کی تاریخ

گہرات قلعہ کی تاریخ کے متعلقہ ”قلعہ تاریخ“ میں اس کا نام ”بہشتی اکبر آباد“ ہے اور یہ قلعہ 997 ہجری میں تعمیر ہوا۔

اکبر بادشاہ اس کے بعد 1000 ہجری میں پھر آیا اور حضرت شیخ اللہ داد سری کے ہاں حاضری دی اور نذرانے کے طور پر 1500 کچھ زمین الاراضی کا شای فرمان جاری کیا۔ قلعہ پر ایک ہاڈی تعمیر کی گئی اور ایک ”اکبری حمام“ تعمیر ہوا۔ جو کہ اب ختم کر دیا گیا ہے۔ اس حمام کی خصوصیت یہ تھی اس میں ایک چراغ جلا کر رکھ دیا جاتا تھا۔ اور اسی چراغ سے یہ حمام گرم ہو جاتا تھا یہ حمام بعد میں حمام لوگوں کیلئے کھول دیا جاتا تھا جس میں ”قالج کے مریض آکر بہا پ اور غسل کرتے تھے اور انہیں اس پانی کی گرگش سے امعاء میں حرکت ملتی تھی اور جسم کے امعاء مکمل جاتے تھے اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس حمام میں بیڑیاں بچے اتر کر چانا پڑتا تھا اور شدید گرمی میں بھی تر تازہ اور طحڑی ہوا لگتی تھی۔

دوسری مہافت کچھ ہیں ہے کہ شہنشاہ اکبر نے 997 ہجری 1556ء

میسوی میں یہ قلعہ تعمیر کرایا۔ یہ قلعہ کال نامی لڑکی سرکردگی میں تعمیر ہوا۔ ”چتر باغ“ جہاں حضرت شیخ کش داس اور بھائی لکھنہا ہے کہ گہرات کا قلعہ کال کے لڑکوں کی سرکردگی میں تعمیر ہوا۔ (صفحہ 25)

حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش اگر 938 ہجری یا 1531 عیسوی یا 988 ہجری 1587 عیسوی تسلیم کر لی جاوے تو حضرت شاہد ولد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قلعہ گجرات کی تعمیر کے وقت 58 برس یا 8 برس بنتی ہے۔ دونوں روایات واضح ہیں مصنفین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی محبوب سبحانی، شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ”معارف المعارف“ کا مطالعہ کرنے کیلئے سیالکوٹ تشریف لائے تو اسی دوران حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں موجود تھے اس دور میں شہنشاہ اکبر کی لادینیت کے خلاف اسلامی شریعت کی حفاظت کیلئے اکبر کے آس پاس بہت سے بزرگان دین موجود رہتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اس معاملے میں سرگرم تھے کیونکہ 1582ء میں اکبر نے دین الہی کی بنیاد رکھی تھی۔ گجرات قلعہ کی تاریخ میں آچار قدیمہ میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قلعہ کے اوپر ایک مندر اور ایک مسجد بھی ہے۔ قلعے کی فصیل دیوار کے نیچے تحصیل کی طرف ایک بابا من کا حزار ہے جس کی نقاشی محلہ چاکسواراں کی طرف سے انسان بخوبی کر سکتا ہے جہاں اکبر دین الہی کا قائل تھا۔ دوسری طرف اس قلعے سے یہ بھی نقاشی ہوتی ہے سیالکوٹ کے راجہ سل کی طرح، اکبر کا بھی عقیدہ یہی تھا قلعہ کی دیوار کے نیچے کسی مسلمان بزرگ کا حزار ہو تو قلعہ کی دیوار نہیں گرے گی۔

قلعہ کی ایک طرف محلہ چٹھی بادشاہی بھی ہے جو کہ چھ بادشاہوں کی خدائی کرتا ہے اسی محلہ میں عسکوں کا ایک گروہ بھی ہے یوں انگریزوں نے بھی ان تاریخی آثار کو مٹانے کی کوشش کی۔ بعد پچھلے ہی اکبر کے عہدے کچھ نہیں تھے کیونکہ اکبر نے

بہاری کل کی بیٹی سے شادی کی اور پورا کثیر لکھ کر دیا جس سے دین الہی کی بنیاد واضح ہوئی۔ مگر اب بھی اسی تاریخ کو آثار قدیمہ کی صورت میں واضح کر رہا ہے۔

اسی قلعہ کی تاریخ میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اس حمام میں سب نکلے ہیں۔ ہر شخص اپنی خواہشات لے کر اس دنیا سے چلا گیا مگر چراغ مصطفوی کو بجا نہ سکا۔ خواہشات کے چراغ ہمیشہ بجتے رہتے ہیں۔

جس چراغ کی حفاظت خود خدا کرے اسے کون بجھا سکتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو ہجرت ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں عرب کے کچھ لوگ ایسے تھے جو توحید کے قائل تھے ان میں زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: اکیلے امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے اسی طرح یہ قلعہ اس بات کی علامت ہے کہ جب تک نبی ﷺ کا ایک استحقاق بھی دنیا میں رہے گا تو قیامت نہیں آئے گی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا چہ مبارک ہند کی جانب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہ مبارک اپنے خلفاء کے ذریعے ہند کی طرف روانہ فرمایا اور ساتھ فرمایا کہ ہند میں ایک مرد خدا پیدا ہوگا جس کا نام شیخ احمد سرہندی ہوگا آپ کا یہ چہ مبارک آپ کے دو سال کے 500 سال بعد حضرت مہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ اس وقت ہند میں بہت سے فقہ اٹھ چکے تھے۔ اپنے میں اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

ایک روز حضرت مہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شہاب الدین سرہندی کی کتاب عوارف والمعارف (معرفت کی

پہچان) کے مطالعے کیلئے سیالکوٹ تشریف لائے۔ اس دور میں علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے سیالکوٹ میں علم و عرفان کی شمع روشن کی ہوئی تھی۔ آپ کی کتاب ”دلائل التجدیہ“ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جو مہدویت کے ثبوت اور دلائل پر مبنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے حضرت مہدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مہر دہونے کے دلائل دیئے۔ اور حضرت مہدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مہر دہونا واضح کیا اس دور میں حضرت مہدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکبر کی بی بی کا سامنا تھا اس دور میں بہت سے نقشے برپا ہو چکے تھے۔

۱۔ اکبر کا خود ساختہ ”دین الہی“ سب سے بڑھ کر تھا جس کا سیدھا سادہ مفہوم ”نعت پرستی اور خدا پرستی ایک ہے“ تھا جتنی بھی اشیاء ہیں خدا کا مندر ہیں اور اس کا وجود ہیں۔

حضرت مہدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حجاب میں فرمایا کہ خدا پرستی اور نعت پرستی خدا نجد ہیں۔ جتنی بھی اشیاء ہیں وہ خدا کا وجود نہیں بلکہ خدا کی پیدا کردہ اور بنائی ہوئی ہیں۔ آپ نے ”وحدت اشہود“ کا نظریہ پیش کیا۔ یعنی تمام اشیاء خدا کی شہادت دیتی ہیں۔

۲۔ نبوت کی ضرورت نہ ہو یہاں تک: اُن لوگوں کا کہنا تھا کہ ہزار سال کے بعد نبوت کی ضرورت رہتی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ نبوت کو نکال دیا جائے اور بت پرستی اور خدا پرستی ایک ہی ہو جائے۔

حضرت مہدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”نبوت ہے تو خدا کی پہچان ہے۔ اگر نبوت کو کچھ سے نکال دیا تو صرف نعت پرستی ہی رہ جاتی ہے اور حیدر کی

بچان ختم ہو جاتی ہے۔

آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ”اثبات النبوة“ ہے جس میں نبوت کے متعلق آپ نے عقلی و نقلی دلائل تحریر فرمائے ہیں۔

الغرض حضرت محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ سے لاہور تشریف لے آئے اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالی میں چلہ کشی کی یہ دوسری نامور شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت صحن الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد داتا گنج بخش حضور کے حواریہ چلہ کشی کی اور فیض یاب ہونے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے بے بدینی کے حملہ کو روکا اور باطل قوتوں کا سد باب کیا۔

سیالکوٹ کا تاریخی پس منظر

تاریخی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو پاٹھو کے چچا راجہ سال نے بسایا تھا اس کے بعد راجہ سالہا بن نے اس کو طے سرے سے آباد کیا اور اپنا دارالخلافہ بنالیا یہ وہی راجہ سالہا بن ہے جس کے بیٹے راجہ رسالو کے کارناموں کے بہت سے قصے ہندوؤں میں مشہور ہیں۔

راجہ رسالو گھوڑوں کے سردار راجہ ہودی سے بہت عرصہ تک جنگ لڑا رہا آخر شکست ہوئی اور اس نے اپنی بیٹی راجہ ہودی کے نکاح میں دے دی اور صلح کر لی۔ راجہ ہودی کی کوئی فریاد اولاد نہ تھی۔ اس کی وفات کے بعد راجہ رسالو کی بیٹی راج کی وارث ہوئی۔ (محمد اکبر علی سائیں صاحب مدظلہ، ۱۳۴۷ھ)

حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی

ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اکثر گجرات تشریف لاتے اور حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے۔ ایک روز حضرت کبیر الدین شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ملا عبدالحکیم تشریف فرما تھے تو حضرت شاہد ولد دریائی نے فرمایا: یہ ہماری اور آپ کی آخری ملاقات ہے اس ملاقات کے بعد ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اجازت لے کر سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں دوران سفر سوہدہ کے مقام پر ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ اور یوں حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کہ ”یہ ہماری آخری ملاقات ہے“ سچ ثابت ہوئی۔ پھر آپ کے جسد خاکی کو آپ کا چچا سوہدہ سے سیالکوٹ لے گیا جہاں آپ مدفون ہیں۔

(مقام: آنکہ شاہد ولد دریائی اور ان کا خاندان)

حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ زعمہ انسان کا چڑھا لیتے ہیں۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا دوسرا شخص جس پر زعمہ انسان کا چڑھا لیا جاتا ہو۔ یہ فقط حضرت کبیر الدین شاہد ولد دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے جن کے آستانے پر ایسے افراد ملے ہیں جن کے والدین انہیں نذر کے طور پر آپ کے حوزہ اقدس پر چھوڑ جاتے ہیں۔ بے اولاد افراد امت مانتے ہیں اور مکلی اولاد آپ کے نذر کرتے ہیں۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ پہلا بچہ جو پیدا ہوتا ہے اس کا سر چھوڑا ہوتا ہے۔ جبکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ دوسرا بچہ ہر لحاظ سے مندرست ہوتا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ وہ پہلا بچہ نذر کے طور پر دیا چھوڑ جائے اگر نہ چھوڑے

تو دوسرا بچہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے وہ سب درست پیدا نہیں ہوتا۔

(بحوالہ فیضِ مسطر، 1890ء، ص 1908)

حضرت شہابِ دہلویؒ کی رحمت اللہ علیہ بحیثیت انجمن

سیرت نگار اور تذکرہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ آپ بہت بڑے انجمن تھے اور آپ کو قیصرانی کاموں کا وسیع تجربہ حاصل تھا۔ جو ضروریات آپ کو حاصل ہوتی آپ اس رقم سے عمارتیں تعمیر کرتے اور لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

اس وجہ سے گجرات قلعہ کے ارد گرد آبادی بڑھی اور شہر کی رونقیں دوبالا ہوئیں چونکہ ساتھ ہی دریائے چناب بہتا تھا اس لیے کئی عمارتیں دریادہ ہو گئیں علاوہ ان میں سیالکوٹ اور گجرات کے گرد و اطراف میں بھی کئی مہل تعمیر کروائے۔ حضرت امامِ اہل حق سرکار کا روضہ مبارک بھی آپ نے تعمیر کروایا۔ اگر آپ کے حلقہ تحریر کیا جائے تو ان کا کتاب رقم ہو سکتی ہے۔ (بحوالہ فیضِ مسطر، ص 1910ء، پورہ، اظہار)

عہدِ تطہیس کا شرعی حکم

شہنشاہِ اکبر کی وفات کے بعد حضرت مہدِ عالمِ دینی کو جہانگیر سے واسطہ پڑا۔ جہانگیر کے درباری علماء نے جہانگیر کو کہا کہ حضرت مہدِ دینی کو عہدِ تطہیس پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مہدِ عالمِ دینی کو طلب کیا گیا اور آپ نے عہدِ تطہیس سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا عہدِ تطہیس پہلی امتوں پر جائز تھا۔ امتِ محمدی پر حرام ہے۔ چنانچہ جہانگیر اور ان کے حواریوں نے ایک ترکیب سوچی کہ حضرت مہدِ عالمِ دینی کو جلا یا جائے اور ایک دیوار میں تنگ ماست دکھا جائے جس سے دوسرے جھکا کے گزریں تو ان کا کہہ دین کے کہ حضرت مہدِ عالمِ دینی نے عہدِ تطہیس کر دیا۔ الغرض حضرت مہدِ

الف جانی کو بادشاہ کے دربار میں بلا یا گیا تو اس راستے سے گزرے کہ آپ نے دیکھا کہ دستہ تک ہے۔ تو سب سے پہلے آپ نے اپنے پاؤں آگے کیے۔ اور پھر سر اٹھا کر اس راستے سے گزرمئے۔ اس طرح اُن کا ناپاک ارادہ ناکام ہو گیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

مردوں نہ بھلی جس کی جھانگیر کے آئے

اللہ نے کیا جس کو بروقت خبردار وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

مجدد تخلص نہ کرنے کے عوض حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر نے قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جہانگیر کو حکم فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کو فوراً رہا کرو۔ جب جہانگیر بیدار ہوا تو فوری طور پر حضرت مجدد الف ثانی کو رہا کرنے کا حکم دیا۔

حضرت خادیم محسن المشہور حضرت ایشاں اور چانگیہ کی وفات

حضرت خاندان محمود المشہور حضرت ایساں رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر میں ایک بڑی عالی جاہ خانقاہ تعمیر کروائی۔ آپ وہاں بیٹھ کر صبح شام ہدایت خلق میں مشغول رہتے۔ اس دور میں کشمیر میں شیعہ مذہب کی تساد ہوا۔ جس میں بہت سے آدمی مارے گئے۔ جب یہ خبر جہانگیر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حضرت ایساں رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ بالآخر جہانگیر ایک روز کشمیر گیا۔ تو حضرت ایساں رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ راستے میں راجپوری کے قصبہ ایک روز لشکر شاہی پانی کیلئے بہت تنگ ہوا۔ اور جہانگیر اور بھی بہت سہمرا لیا۔ اس نے حضرت ایساں رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی اپنی کی۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور کہا: اے اے امانی رحمت کا حصول ہوں خود خاف دعا کی

نوبت نہیں آئی تھی کہ اسان سے ایک اور سفید فوار ہوا۔ اور اس قدر برسا کہ تمام چھپر اور تالاب نہ ہو گئے۔ کشمیر پہنچ کر نور جہاں بیگم (بادشاہ کی زوجہ) بہت بیمار ہو گئیں۔ جہانگیر بادشاہ نے حضرت ایٹاں رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت ایٹاں نے فرمایا اتم میں سے ایک ضرور اچھا ہو جائیگا، جس کیلئے تم کو دعا کی جائے۔ اس پر جہانگیر بادشاہ نے اپنی بیگم نور جہاں کیلئے دعا کی درخواست کی۔ نور جہاں اسی روز شفا یاب ہو گئیں۔ اور جہانگیر نے کشمیر میں وفات پائی۔ تو اس پر حضرت ایٹاں رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور تشریف لائے۔ اور چند روز لاہور رہے پھر شاہجہان کے حراہ ولی تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ٹکڑی مانی زوجہ بادشاہ شاہجہان حضرت ایٹاں کی سرحد ہوئی۔

(مکمل حوالہ: اسرار سلیمان ص 18-19)

جہانگیر کے بعد شاہ جہان تخت نشین ہوا۔ تو وہ کشمیر گیا اس نے راجہ چتر سین کی بیٹی جو شاہدہ دہلی کی سرحد تھیں اس کی درخواست کی جس کا مقصد اورنگزیب سے ہوا۔ راجہ چتر سین، حضرت شاہدہ دہلی کی تبلیغ سے مسلمان ہوا۔

یہاں اپنی عظیم کوئل کو دیا تھا۔ حضرت شاہدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا کہ اب جو بیٹی ہوگی اس میں سے بادشاہ پیدا ہوں گے۔ لہذا یہ مجھے دے دو۔ راجہ چتر سین نے اپنی بیٹی حضرت شاہدہ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی۔ اور بعد میں یہی اورنگزیب کی بیٹی بنی جس کا حرار حضرت شاہدہ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ہے اس کے ساتھ ایک سکہ ہے جس کا نام نگار اورنگزیب ہے۔ شاہ جہان کا جب وقت قریب آیا تو اس نے شاہدہ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میرے بعد اولاد میں

سے کس کو تخت کا وارث ملایا جائے؟ آپ استخارہ کریں اور بتائیں کہ تخت کیلئے کون موزوں رہے گا اس پر شاہدہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے چند شعر لکھے اور انگریز کی طرف اشارہ کر دیا۔

گجرات کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے

گجرات قلعہ کے قریب محلہ چھٹی بادشاہی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہاں بہت سے حکومتیں ہو گزریں۔ جن میں محلہ چھٹی بادشاہی کے قریب ایک ٹکھوں کا گردوارہ بھی ہے اور اس طرح قلعے کے اوپر ہندوؤں کا مندر بھی ہے۔ چیل چوک موجودہ فوارہ چوک میں انگریزوں کا ایک بہت بڑا ہسپتال تھا۔ جس کی انچارج ڈاکٹر ملن تھی۔ ڈاکٹر ملن کے بعد بدھ سنگھ انچارج بنی۔ اس کے بعد یہ ہسپتال سردار لست کے نام سے موسوم ہو گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بدھ سنگھ نے اس کو لڑکت کیا یا کہ سرکاری تحویل میں چلا گیا۔ الغرض چھٹی بھی یہاں اٹھیں آئیں۔ چائل حاکم مسلط رہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ معاشرے کا بگاڑ عین چیزوں سے ہوتا ہے۔

(۱)۔ چائل حاکم (۲)۔ بے عمل عالم (۳)۔ بے توکل فقراء

نیز یہ شیطان کے قرین دانیں ہیں۔ (معارف ص ۱۶۲)۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی تین قسم کے ہیں۔

(۱)۔ علماء (۲)۔ امراء (۳)۔ فقراء

(۱)۔ علماء: جن علماء میں لہاد پیدا ہوگا تو اخلاص الہی اور شریعت مطہرہ میں لہاد

ہو جائے گا۔

(۲)۔ امراء: جب امراء میں فساد پیدا ہو جائے گا تو لوگوں کی معیشت برباد ہو جائے گی
(۳)۔ فقراء: جب فقراء گزر جائیں گے تو لوگوں کے اخلاق و عادات خراب
ہو جائیں گی۔ یعنی ان کے دل برباد ہو جائیں گے۔

(۴)۔ جب امراء علماء کے ساتھ ہیں گے اور شریعت مطہرہ کے پابند ہیں گے ان میں
جہنم نہیں آئے گی۔

(۵)۔ فقیری میں فساد ریاست طبعی اور بے توکلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۶)۔ سارا فساد بے طبعی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

(بحوال: کشف المحجوب۔ صفحہ 289)

یہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جلیل مہکم کے متعلق فرماتے ہیں۔

(۱)۔ جب بادشاہوں کی جس بڑھئی تو انہیں ظلم و جور کی طرف مائل کر دیا۔

(۲)۔ اور زمانہ میں عوام کے ائمہ بدکاری، زنا و فحش و فجور عام ہونے لگے۔

(۳)۔ اس طرح جب زہد و ورع میں ریا پیدا ہو جاتا ہے تو وہ زائد کونفاقی کی بیماری میں
جکڑا کر دیتا ہے اور ہر جس شیطانی صوتی کو نقص و سرور کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

(۴)۔ اچھی طرح یاد رکھا اگر چاہل طریقت برباد ہو جائیں گے مگر اصول طریقت برباد نہیں
ہو سکتے۔

(بحوال: کشف المحجوب۔ صفحہ 137)

حقیقت یہی ہے کہ آج تک ہم جلیل مہکم کے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں اور
ہم اسلامی مہکم پیدا نہیں کر سکے۔ یہی ایسے گمراہ کے قتل کی تاریخ کا۔

ہندوؤں کی ریسرچ بے حیائی پیدا کرتی ہے

ایک ہندو نے اپنی کتاب میں شہد کی مکھی کے بارے میں لکھا کہ شہد کی مکھیوں کی ملکہ آتی ہے تو وہ اپنے چمٹے کے اس پاس ایک آواز پیدا کرتی ہے۔ تو اس کے پیچھے گھٹو لگ جاتے ہیں۔ ملکہ کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے جو اس کی رفتار کے ساتھ مل جاتا ہے وہ اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ تو ہوا میں یہ مکھی جنسی میلان کرتی ہے۔ میلان کے ساتھ ہی نر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور بلند یوں سے نیچے گر آتا ہے۔ علامہ اقبال نے یہاں فرمایا۔

بھلا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

یعنی نبی ﷺ کی تعلیم دے کر اولیاء اکرام جو آئے تھے اس کو ہم نے فراموش کر دیا۔ کفار کے نظریات کو اپنا لیا۔ اسی نظریات کے تحت اکبر نے بیماری مل کی بیٹی سے شادی کی اور اس نے پہلے مسجد بنائی پھر مندر۔ اسی کوشش کا نتیجہ یہ نکلا۔ اکبر نے دین الہی ایجاد کیا۔

دوسرے بزرگ شہد کی مکھی ملکہ جب چمٹے میں آتی ہے تو خام کریمہ کہیاں اس کے گرد جمع ہو جاتی ہیں اس کی شرمگاہ کو صاف کرتی ہیں۔ اس کی شرمگاہ سے جنسی آکر نکال کر چمٹے سے باہر پھینک دیتی ہیں۔ یہی گھٹو ملکہ کے ساتھ چمٹا ہوتا ہے اسے طبعہ کر کے چمٹے سے باہر پھینک دیتی ہیں۔ یہاں اقبال نے فرمایا۔

تمہاری تہذیب اپنے منجر سے آپ ہی خود کٹی کرے گی

جو شاخ نازک پاشیاں بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

ہندو یا یہود نصاریٰ کا معاشرہ ہم جنسی کا شکار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرے کی اصلاح کیلئے فرمایا کہ مرد کا عورت تک پہنچنا دونوں کے عطف جنس ہونے کے باعث مشکل ہے کیونکہ کئی رکاوٹیں ہیں۔ بہ خلاف ایک عورت کے دوسری عورت تک پہنچنے کے۔ یہاں نہایت احتیاط کرنی چاہیے اور مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف نظر ثبوت دیکھنے اور مس کرنے کی نسبت عورت کو عورت کی طرف نظر ثبوت دیکھنے اور مس کرنے سے اچھی طرح منع کرنا اور رانا چاہیے۔

(مکملہ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب نمبر 41، صفحہ 373)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد فرمایا جب تمہاری نظر غیر عزم پر پڑے تو ہٹا کر نظر خیر ہے اور دوسری نظر شر۔ اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں رقم کیا ہے کہ بے دلیل لڑکوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اور مس کرنا حرام ہے۔ اسی قانون خداوندی کو چھوڑ کر خصوصاً اہل مطرب نے معاشرے کو جنسی آزادی دے رکھی ہے اور ہم جنس پرستی کی بھی اجازت ہے۔ اسلام نے اس کو سختی سے روکنے کا حکم دیا ہے جس پر سخت سزائیں بھی رکھی ہیں جن پر عمل کرنا فرض ہے۔

معاشرے میں غیر اسلامی نظر

عام طور پر معاشرے میں یہ کہا جاتا ہے کہ شہد کی گھٹی کے چمچے سے جو موم لی جاتی ہے اس سے شمع بنائی جاتی ہے تو پرہیزگارانے آتے ہیں۔ ادا اس پر مریختے ہیں۔ اسی طریقے کے تحت بہت سے شاعروں نے شمع کو پرہیزگارانے کے ساتھ منسوب کر کے بہت

سے نوجوانوں عشق و محبت میں جلا کر کے خود کٹھی پر مجبور بھی کر دیا۔ اس مقام پر دوسری بار شہد کی کھسی نے شہادت دی۔ شہد کی کھسی کو اللہ تعالیٰ نے پھر فصیح و بلیغ زبان عطا کی۔ اور کہنے لگی۔ میں نور کا پروانہ ہوں۔ میں وہ پروانہ نہیں ہوں زاہد۔ یعنی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق چلتی ہوں۔ میرا ستارہ آگ کی طرف نہیں جو یہ پروانے آگ پر کٹ مارتے ہیں۔ اسی طرح تیسری شہادت کتاب فیضان سنت میں نقل ہے کہ شہد کی کھسی کو کسی نے پوچھا۔ کہ جو پھولوں سے دس لٹھی ہو تو پھیکا ہوتا ہے۔ اس میں مٹھاس کیسے آتی ہے۔ تو شہد کی کھسی کہتی ہے کہ میں نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتی ہوں تو جب شہد میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔

شہد کی کھسی نے کہا کہ میں نور کا پروانہ ہوں۔ میں وہ پروانہ نہیں ہو زاہد
(۱)۔ نور کے پروانے سے مراد نبی ﷺ سے ہی روشنی پانا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ محمد ﷺ آپس میں رحیم و کریم ہیں اور کفار کیلئے سخت شہد کی کھسی کے چمچے میں 50 ہزار کھیاں ہوتی ہیں۔ اور چمچے کے آس پاس ایک دوسرے کے ہاتھوں میں احمڈ ال کرہ کی ہوتی ہیں یہ ان کے اتحاد کی علامت ہے اگر کوئی شخص ان کے چمچے کے پاس، ان کے خلاف کوئی حرکت کر دے تو یہ سب مل کر ٹوٹ پڑتی ہیں۔

(۲)۔ میں وہ پروانہ نہیں ہوں زاہد۔ اس مقام پر مٹھاس اقبال کا ایک شعر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

الفاظ سخانی میں کفر قی نہیں

زاہد کی اواں اور مجاہد کی اواں اور

اس شعر میں زاہد سے مراد وہ حاکم جس کی قوم جہنم کی طرف دیکھل دی گئی ہو اور وہ اپنے پیش و پشت میں کھویا ہو یعنی جاہل حاکم۔

شہد کی کسی نے کہا کہ میں وہ پرانا نہیں ہوں زاہد۔ معاشرے میں شیخ اور چراغ کو نکال دیا جاتا ہے۔ شہد کی کسی کی یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ نکادہ شاخ پر اپنا آشیانہ بناتی ہے اور دو سال وہاں رہتی ہے اور بتاتی ہے ہم اتحاد سے رہتی ہیں۔

اسی درخت پر بھڑکی جو کہ درودنگ کی ہوتی ہے اس نے اسی شجر کی ہار یک ٹہنیوں پر اپنے پتے پتے بناتی ہے اور کسی جب تیز ہوا آتی ہے تو اس کا پتہ ٹوٹ کر زمین پر آگرتا ہے اس کسی میں اتحاد نہیں ہوتا نہ ہی شہد بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

ان دونوں کے موازنہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو حکومتیں خواہش نفسیاتی لیکر آباد ہیں وہ کسی بھی شخص کی حدودی کے قائل نہیں ہوتیں اسی وجہ سے آج امت مسلمہ کی بہت سی حکومتیں ہیں جن کو اسلامی وحدت اور اسلامی تعلیمات کی روح سے کوئی سروکار نہیں۔

شہد کی کہیاں جو مختلف پھولوں اور پھلوں سے برس لگراتی ہیں۔ باہرین اس بارے میں کہتے ہیں۔ کہ ایک ہزار پھولوں کے برس سے شہد کی کسی ایک تولد برس جاری کرتی ہے اس سے مراد حاکم و ملت قوم کا مال ہونا شرط کرتا ہے۔ اگر وہ فی کس کسی سے ایک روپیہ لے لے لاکھوں افراد ملت سے وہ لاکھوں باحق اور ناجائز جمع کرتا ہے۔

سود خورد بھی جس جس کو سود خورد اصل رقم کے علاوہ بھی دوسرے شخص کی تمہری خالی کردتا ہے مگر سود خورد کا اصل اردو ہیں قائم رہتا ہے۔ کفار مسلمانوں سے جمع کے طریقوں سے حاصل کردتا ہے اور اس کی حکومت مجسم کردتا ہے۔

اور اپنے ایک روپیہ کے بدلے 90 یا 100 زائد وصول کرتا ہے اگر پوری قوم سے وہ اس طرح کرتا ہے وہ مسلم قوم و ملک جو اس کی مقررہ چیزیں ان کا خون چھڑاتا ہے اور یہ صرف جاہل حکمران کی بدولت ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ مسعود احمد انور رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی کرنسی کاغذ نہیں بلکہ سونا، چاندی، تانبہ وغیرہ کی ہے یعنی ان کے عوض تجارت کرے تو سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی حاصل ہوتی ہے۔ کاغذ کے بدلے کاغذ نہیں کیونکہ یہ جعلی کرنسی بھی بن جاتی ہے جس سے مسلم قوم کا بہت بڑا نقصان ہے یہی دولت لکڑہد کی کمی دے رہی ہے۔

جو عورتیں گناہ کی دولت سرعام دیتی ہیں وہ مسلمان معاشرہ میں خرابی پیدا کرتی ہیں جاہل اور بدکار لوگ ان راستوں پر چل پڑتے ہیں۔ انور، بیہودہ اور کفار کے معاشرے میں یہ چلن عام ہے۔ اسی بات کو اقبال نے کہا

گنہگاروں کا رخ آئے ندو
خالق پروانوں کا خون ہوگا

چوہدری غلام رسول، ایم اے، اپنی کتاب ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“ میں لکھتے ہیں۔ ”زنا“ قوموں اور ملکوں کو چابی و برہادی کے گڑھے میں دھکیلنے کا سب سے بڑا سبب زنا اور فواحش ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جو اقوام قہر و زلت میں گری ہیں ان سب میں زنا کا مرض بہت عام تھا۔ (صفحہ نمبر 570)

اسلامی سرحدوں کی حفاظت

يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ اصْبِرُوا صَبْرًا وَصَابِرًا وَدَائِمًا وَلَا تَوَلَّوْا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ

ظہور ۵۵ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 199، پارہ نمبر 4)

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے رسول اور میری دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ مہاب ہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

معاشرے کی نگہبانی

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دو آنکھیں ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ ایک دوزخ کے خوف سے دلتی ہے دوسری دوزخ اسلامی ملک میں اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔“

(۱)۔ نگہبانی سرحدوں کا دفاع کرنا

(۲)۔ معاشرہ کی نگہبانی کرنا: اس سے مراد یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کرنا۔

(۳)۔ اپنے گھس کی نگہبانی کرنا (۴)۔ تہذیب و ادب

وعظ و نصیحت

حضرت باجہ ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وعظ شریف فرما رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں ہر روز ایک مرید کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایک روز اپنے مرید سے پوچھتے ہیں کیا وجہ ہے تمہارے یہ بھائی کہ مرچے کھاتے ہیں؟ اور عرض کرنے لگا۔ ایک عورت مجھ سے مل رہی ہے اس کی دلیوں کے اسیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ سعد محمد مسجد امیر انور چیمپی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں حضرت باجہ ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت باجہ ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ میرے مرید بن کی تعداد کتنی کم ہے اسی طرح میری بن کی تعداد کم ہے کہ ہوتی بنی گئی حتیٰ کہ بہت کم افراد کے آگے آپ نے پچھا تو یہ

چلا ایک زانیہ عورت آپ کے مو مقابل آٹھری ہے آپ نے اس کا جائزہ لیا اور ایک شام اپنا سامان لے کر اس کے دروازے پر بیٹھ گئے جب وہ عورت باہر نکل تو آپ کا جدید کچہ کردہ کبھی کہ اب یہ مرد خدا بھی مجھ سے نہیں بچ سکا۔ آپ نے اس زانیہ عورت سے کہا کہ ایک سات کا کتنا لے گی؟ المرض سوا طے ہو گیا۔ آپ اعداد داخل ہو گئے آپ نے اس عورت کو فرمایا یہ کپڑے لو اور جلی ہاؤ غسل کر کے میرے پاس آنا جب وہ غسل کر کے آئی تو آپ نے اس کے قدموں میں مصلی رکھ دیا۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگی کہ میں کس فرض سے آئی ہوں اور یہ درگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اس عورت کو سٹلے پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور خود صدمے میں گر گئے۔

مرض کرنے گئے "یارب قدمیں ایساں تک تو میں اسے لے آیا ہوں اسے دلوں کو پھرنے والے تو اس کا دل پھیر دے"۔ المرض ایک مرد خدا کی نگاہ فیض سے اسے توبہ بصوح کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

ہمارا الیہ 1971ء کی جنگ ہے ملک کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کا بڑا سبب بھی "زنا" بتا تھا جمید نکاحی نے ایک پروگرام میں انکشاف کیا کہ محی خان کی ریکارڈ بک میں بہت سی عورتوں کے نام درج ہیں جن میں "اعلیٰ اختر رانی" "سرلہ رست تھی۔ زنا کے ساتھ ساتھ شراب نوشی بھی تھی جس میں جنرل محی مدھوش رہتا تھا اس وجہ سے ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

۱۔ نبی پاک ﷺ کے ابتدائی دور میں عرب میں بچوں کو دھم دھم کر دیا جاتا تھا حضور ﷺ نے بچوں کے قل سے متع کیا اور فرمایا کہ حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو بچہ بچوں کو ہال کر ابن کی اللہ کی رضا کیلئے شادی کرے گا قیامت کے دن وہ میرے پاس طرح ساتھ ہوگا جس طرح وہاں لیاں لی ہوتی ہیں آپ نے دعا لکھیں کہ اللہ تعالیٰ فرمادے۔

۲۔ حضور ﷺ کے ہاں میں ایک مسلمان عورت سراف کی دکان پر گئی وہاں پر کھڑے دو یہودیوں نے مسلمان عورت کی تذلیل کی وہاں ایک صحابی یہ منہرہ دیکھ کر یہودیوں پر ٹوٹ پڑے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کے دلوں میں غیرت ایمانی کوٹ کوٹ کر بھردی تھی اور صحابی مسلمان عورت کی تذلیل کس طرح برداشت کر سکتا تھا یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا اور لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اس کے بعد جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کی سرکوبی کی اور یہودیوں کو دینہ پاک سے باہر نکال دیا۔

۳۔ عیسیٰ قرطبہ کا امیر تھا اور اس کی لڑکی کریمین کے بادشاہ راداک نے زبردستی اپنے حرم میں لے لیا تھا جو عیسیٰ بن نصیر ثمالی افریقہ کا گورنر تھا کے پاس حاضر ہوا اور اس سے انصافیت کے نام پر اعداد طلب کی سوئی بن نصیر نے طارق بن زیاد کو فوج دے کر عیسیٰ بھیجا مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک عیسیٰ پر حکومت کی

۴۔ فتح سندھ کے بکری بیڑوں نے مسلمان تاجروں کے جہاز پر حملہ کر دیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ اس پر ایک عورت نے لڑیا کی کہ ہے کوئی ہمیں خالصوں کے پنجے سے ہلرانے والا اس پر حاج عین نے یوسف نے اپنے سترہ سالہ بچے عمر بن قاسم کو سندھ پر حملہ کیلئے بھیجا عمر بن قاسم نے سندھ فتح کیا اور بڑھتا ہوا مکان تک پہنچ گیا اس لیے سندھ کو اب اسلام بننے کا شرف حاصل ہوا۔

غیر اسلامی معاشرے میں عورت کی توجہ و تذلیل

۵۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی غیر مسلم معاشرے میں کوئی عزت نہیں مطالعہ سے عرب کے سردار کا واقعہ ملتا ہے کہ جب کوئی دینکن اولیٰ میں بیٹھ کر سرور ملتی تھی وہاں کا سردار اپنے آدمی بھیجتا اور دینکن کو بلا کر سہاگ مات اس کے ساتھ

گزارتا کز در اور تا تو اس انسان ہر سامانی جی کو ہر بار لگا دیکھتا جین کوئی چارونہ چلا ایک بار
ایک عورت نے دلہن کا لباس پہننے سے پہلے اپنے بھائی کو غیرت دلائی کہا اس بے غیرت کو
لگام نہیں دے سکتے کیا میں اس عالم کیلئے ہوں یا اپنے شوہر کیلئے تمہیں غیرت آتی چاہے کہ
اس بے غیرت کی سرکوبی کروا لیں عورت کا بھائی دلہن کا لباس پہن کر بہن کی جگہ بیٹھ گیا
جب سردار کے آدمی اٹھا کر لے گئے اور سردار اسے عورت کچھ کرانی حوس کا نشانہ بنانے لگا تو
اس شخص نے سردار کو قتل کر دیا یہ واقعہ ایک تاریخی کتاب سے مطالعہ کے دوران ملتا ہے۔
دوسرا واقعہ اسی طرح کا ایک راجہ کا تھا جو دلہن کو اٹھا کر لے جاتا تھا اسلام نے حاکم وقت کو
ایک باپ کی جگہ عطا کی ہے جس کی رعایا اس کے ماں بہن اور بیٹی کی حیثیت رکھتی ہے یہ
عورت کا تقدس ہے جس کی وہ حق دار ہے اور صرف اسلام نے عطا کیا ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



باب نمبر 5

آستانہ عالیہ حبیبہ کے تین عظیم تاجدار

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی محبوبی قدس سرہ العزیز

﴿دودروازے﴾

پہلا دروازہ: حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا دروازہ: حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

باب نمبر 5

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی مجددی محبوبی قدس سرہ العزیز

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ مجددی مجددی محبوبی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے عہد کے انتہائی محترم اور حدودِ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والے اور شریعت کی پابندی کے جذبے سے سرشار بزرگ ہستی تھے۔ آپ کی زندگی مشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ دار تھی۔

ولادت باسعادت:

آپ موضع جعفر کوٹ تحصیل اجٹالہ ضلع امرتسر میں 13 رجب المرجب 1312ھ بروز بدھ بمطابق 9 جنوری 1895ء کو پیدا ہوئے اور آپ کے والد محترم کا نام سید عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا اور والدہ محترمہ کا نام رحیم بی بی تھا۔

بیعت و خلافت:

حضرت مولانا سید حبیب اللہ گھلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ محبوب عالم دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور غرورِ خلافت بھی حاصل کیا۔ البتہ روحانی فیض و برکاتِ دین میں مگر وہ برکاتِ دولت حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنی زندگی کو بہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح رنگ لیا کہ اور کوئی رنگ اس پر غالب نہیں آئے دیا۔ آپ اپنی غیر فانی مشقِ خستوں کی صودت میں ایک ایسی شمع روشن کر گئے جو ہمیشہ مشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بنیلائی رہے گی۔

اولیاء اللہ کی شان بے مثال:

اللہ اللہ کے جانے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

شریعت کی پابندی کرنا بڑا ہی دشوار راستہ ہے۔ اس کیلئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ضعیف شریعت کو قوت انہی مردوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اولیاء کرام میں ہند بہ خدمت ملحق جو ایثار قربانی کی روح کی طرح سرشار ہوتا ہے البتہ یہ بزرگ وقت آنے پر اپنا حق من و عن قربان کرنے سے ڈرا بھر دلچ نہیں کرتے کیونکہ وقت صحت دولت اور دیگر لوازمات حیات، اللہ تعالیٰ کی خاطر سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن پا ک میں ارشاد ہدایتی تھا ہے:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے ابدال اولیاء کرام محض نماز روزے کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ اپنے نفسوں کی صفات، بیخوں کی سلامتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ (بحوالہ احیاء المواتم ص 535)

حضرت سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام رفیع:

آپ کو کئی حد تک ہمارا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض ہائش حبیب ہوا تھا جس کی ایک بجلی سی جھلک یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی مجلس وحدت میں ہزاروں کا مجمع ہوتا آپ کی کرامت یہ تھی کہ وہ دزد و یک تک آپ کی آواز ایک بھی سنی جاتی۔ حضرت حبیب اللہ قدس سرہا معراج کی مجلس وحدت میں بھی جو لوگ قریب بیٹھے ہوتے ان کو بھی اتنی آواز نکلتی جتنی بیٹھے ہوتے ان کو بھی اتنی ہی آواز نکلتی۔ آپ نے اپنی سہمیں لاکھ جھنکے استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ آپ کی کرامت تھی کہ سب کو ایک بھی آواز نکلتی تھی۔

حضرت صاحب کی منصب امامت پر فائز اس لئے ایک مرتبہ کو ہایا تھا:

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہا معراج نے جامع غازی کی مجلس علم علیہ کو

جب بیعت کیا تو آپ پر کچھ پابندیاں عائد کیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یزی اودیات کا استعمال نہ کرنا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ اودیات کیلئے اگر ضرورت پڑتی تو ایک دو حکیم آپ کے پاس آتے تھے جو آپ کو مرض کے مطابق اودیات استعمال کیلئے دیتے تھے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری پابندی یہ لگائی جس مسجد میں آپ امامت کرتے ہیں وہاں اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھانا۔ حافظ غلام نبی امامت بھی کرتے تھے اور رحمۃ الہبارک بھی پڑھاتے تھے۔ اس لیے پورا ہندوستان میں گزارش دیتے تھے۔ تو کھانا پکانے کی فرمت نہیں ملتی تھی۔ مسجد میں طالب علموں کیلئے کھانا اہل علم سے آتا تو کچھ لڑکیوں سے آپ نے کہا کہ آپ میرا کھانا پیچھا دیا کریں تو طالب علم جب اپنا کھانا لینے جاتے تو آپ کا کھانا بھی ساتھ آجاتا۔ حضرت صاحب نے جو پابندی لگائی تھی حافظ غلام نبی صاحب اپنے ہاتھ سے کھانا پکانے کی پابندی نہ کر سکے جس وجہ سے آپ کو دے کی تکلیف ہو گئی۔

حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے کہ حضرت صاحب کی میں نے یہ بات نہیں مانی تو مجھے یہ سزا مل رہی ہے اور یہ دے کی مرضی جان لینا ثابت ہوئی۔ تیسری پابندی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب پر یہ لگائی کہ جب بھی خطاب فرمائیں تو منبر رسول ﷺ کا حیا کریں یعنی ایسی جگہ سے پرہیز کریں کہ کسی پر طوے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ ایسی مہارت جان نہ کی جائے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو سکے۔ ایسا جان کیا جائے کہ مسلمان اسے سن کر کسی سے اختلاف نہ کریں۔ اس وجہ سے حافظ غلام نبی رات دن مطالعہ کرتے اور بحر جمعۃ الہبارک کو جب جان کرتے تو کوئی ایسا اختلافی مسئلہ جان نہ کرتے۔

اسلام میں علم دین اور علم طب کی اہمیت

حضرت حبیب اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم دین اور علم طب کو بہت اہمیت

دیتے تھے کیونکہ

العلم علما علم الاذیان و علم الابدان ۵

ترجمہ: علم دو ہیں ایک علم دین اور ایک علم طب۔

علم دو قسم کا ہے ایک صاحب کا علم اور ایک بدن کی بیماریوں کا۔

اس سلسلہ میں دینی و فحشی کے علاوہ طبی ضروریات کیلئے آپ نے علم طب کو بہت اہمیت دی۔ آپ کے صاحبزادے حکیم محمد عالم طب کے بہت باہر تھے۔ حکیم غلام محمد آف سندھ، حکیم نور محمد آف سندھ، حکیم محمد شریف آف چمڑیاں، حکیم محمد یوسف آف محلہ کالو پورہ آپ کے مریدین میں سے تھے۔ علم طب دین کیلئے بہت ضروری اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی طب، احکام الہی اور علم فقہ کی اطاعت کے مد نظر ہوتی ہے جبکہ انگریزی ادویات میں حرام و حلال کی تمیز نہیں رکھی جاتی جبکہ اسلام حلال و حرام کی تمیز رکھتا ہے اور اسلامی طب میں ان امور کو مد نظر رکھ کر ادویات تیار کی جاتی ہیں۔

حضرت حبیب اللہ قدس سرہ کے ہوتے، حضرت علامہ سید محمد کبیر احمد منظر رحمۃ اللہ علیہ بھی علم طب سے بہت محبت رکھتے تھے، اور بہت سے نسخے آپ کے پاس تھے آپ نے اپنے ایک مرید ماسٹر محمد حقائق کو علم طب کے حقائق بہت سے نسخے عطا کیے اور طب کے بارے میں آپ ماسٹر حقائق کو بہت ہدایات دیتے تھے۔ اگرچہ ماسٹر حقائق ٹیڑھے ماسٹر تھے لیکن طبی تجربہ اور علم کی وجہ سے ہم انہیں حکیم صاحب بھی کہتے تھے۔ ماسٹر اشتیاق علامہ صاحب کو ادھن کے سچے شاگرد تھے جس کا حضرت علامہ صاحب قہار کر کے پیتے تھے۔ ایک روز میں لاہور میں تھا کہ حضرت علامہ کبیر احمد منظر نے فرمایا: وہاں سے ہماری لود اور ہرے ساتھ مل چلو۔ خطاب یوسف دہشتی داخل کے پیچھے ایک دھعت ہے اس کے سچے شاگرد ہیں۔ علامہ کبیر احمد منظر خطاب یوسف دہشتی میں یہاں فرماتے تھے۔ راستہ میں دوران کھنگو

میں نے عرض کی کہ میرے پاس انگریزی ادبیات کی ایک کتاب ہے۔ جس میں انکشاف ہوا ہے جو عورتیں بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں طبعی طور پر بھی دوج بچے صحت سے محروم ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر کمزور رہتے ہیں کیونکہ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ میں بڑی طاقت رکھی ہے۔

انگریزوں نے عورتوں کے دودھ کو خشک کر کے گولیاں تیار کی ہیں جو کہ وہ کمزور بچوں کو استعمال کرواتے ہیں تاکہ وہ طاقتور ہو سکیں۔ یہ بات سن کر علامہ صاحب نے فرمایا: یہ غوردار کوئی بھی ادارہ اتنا عورتوں کا دودھ میا نہیں کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا۔ یہ ناکام ہیں کے دوران گھنگوروں میں چیزوں پر انہوں نے غصہ کیا گیا۔

(۱)۔ جو عورتیں بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں وہ چھاتی کے کینسر میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

(۲)۔ ماں کے دودھ سے محروم بچے طبعی طور پر لاخراہ کمزور ہوتے ہیں۔

(۳)۔ خشک دودھ پینے والے بچے جسمانی طور پر اس طرح صحت مند نہیں رہ سکتے۔

جیسے قدرتی دودھ پینے والے لالہ ماں کا دودھ پیتے ہیں اور بچے صحت مند ہوتے ہیں۔ اب ہومیوپتھک کی ایک دوا مٹھرا م پر آئی ہے جو عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاتا چاہیں وہ یہ دوا استعمال کریں تو ان کا دودھ خشک ہو جائے گا۔ اس دوا کا نام (Laccaninum)

”ایک کلمہ“ ہے جو کہ کسی بھی صحت کا جو ماں بنی ہو اس کا چھاتیوں سے دودھ خشک کر دیتی ہے جن اجزاء سے یہ دوا بنتی ہے اس میں کھٹیا کا دودھ شامل ہوتا ہے۔

(۴)۔ اس کے علاوہ اسلام میں اگر کسی دوسری صحت کا دودھ پھینک لے جو کہ اس کی

حققی ماں نہ ہو تو رضائی ماں بن جاتی ہے اس طرح بچے پر وہ صحت انداز کی اولاد و خاندان میں اور بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں وہ چھان کے حرم میں داخل نہ ہو سکتی ہیں کی اولاد اس کے بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ اس لیے حضراتِ اکرام علیہم السلام

حضرت علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کی اولاد کو بھی شرف عزت دیتے تھے۔

ادب مصطفیٰ ﷺ کا درس:

آپ اپنے دیگر مریدین کو بھی ادب رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ کا درس دیتے۔ اور جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کا ادب کرتے تھے، صحابہ کرام کی اجازت میں قبلہ حضرت صاحب بھی اپنے مریدین کو ہار گاہ رسالت صاحب ﷺ کا ادب سکھاتے۔ صحابہ کرام کے ادب کی ایک جگہ ملاحظہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ خبر پر تشریف فرما ہوتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہادی آئی تو آپ اس سے نیچے والی میز می پر بیٹھے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہادی آئی تو جس جگہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خبر پر بیٹھ کر غلبہ دیا کرتے تھے اس سے نیچے جو میز می تھی اس پر بیٹھ کر غلبہ دیا کرتے تھے۔ اور جب حضرت عثمان غنی کی ہادی آئی تو جس جگہ حضرت عمر فاروق غلبہ دیا کرتے تھے اس سے نیچے والی میز می پر بیٹھ کر غلبہ دیا کرتے تھے۔ جب حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم کی ہادی آئی تو آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی کا ادب کرتے ہوئے آپ کھڑے ہو کر غلبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور قبلہ عالم حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے مریدین کو خیر رسول ﷺ کے ادب کا درس دیتے تھے۔

ادب والدین کا درس:

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب اپنے گھروں میں کے حالات پر نظر رکھتے۔

اپنے مریدین کی تربیت کا خصوصی اہتمام کرتے۔ اور انہیں فرماتے کہ اپنے اوپر اپنے والدین کا ادب لازم کرلو۔

رزق حلال کمانے کی تلقین:

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مریدین کے ہر عمل و کردار کی اصلاح کی۔ اور انہیں دین کا پابند بنایا۔ آپ نے تلقین کی کہ رزق حلال کھاؤ اور حرام اور مشتبہ لقمہ سے بچو۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں (حلال و حرام) کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات حفظ کی کہ جو چیز تمہیں شک میں لاتی ہے اسے چھوڑ دو جب اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہیں لاتی (نسائی و ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث سچی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ صاحب قدس سرہ العزیز اکثر مریدین کو دودھ دے اور مکی گھر سے ہی حاصل کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کے جو مریدین دیہات میں ہوتے اور جن کے پاس بھینسیں وغیرہ ہوتیں اور دودھ دیتیں آپ انہیں بخٹی سے یہ حکم فرماتے۔ جو لوگ شہروں میں رہتے آپ انہیں بھی یہی حکم فرماتے۔

ایک عمومی صورت حال:

آپ اگر بازار سے گئی لائیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس میں عداوت ہوتی ہے۔ اور یہی عداوتی گئی میں چربی استعمال ہوتی ہے۔ ساتھ دودھ میں ایک ہرچیز گئی کھنی لے

عرب کنٹری کو کئی فروخت کیا جب عربوں کو معلوم ہوا کہ اس میں سور کی چربی ملائی گئی تو عرب حکومت نے ایک فرمان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ یہ کئی مسلمانوں کے استعمال کا نہیں کیونکہ اس میں سور کی چربی استعمال کی گئی ہے۔ اور یہ مسلمانوں کیلئے حرام ہے۔ لہذا اس کا سبھی کئی کو باہر پھینک دیا جائے اور نہ کوئی آدمی اس کئی کا استعمال کرے۔

آپ غور کریں کہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں انسان کو عطا کی ہیں ان کا استعمال آدمی ٹھیک کرے تو ایسی حرام خوردی سے جو خفگی کی جاتی ہے اس سے آدمی محفوظ رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حلال اور طیب چیزیں استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ ان بزرگوں کی تعلیمات ہمیں بہت سی خرابیوں سے بچاتی ہیں۔ ہمارے حضرت صاحب نے اپنے مریدین کو نیکی پڑھایا کہ دوسروں پر انحصار نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی دوسروں کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کبھی کبھار کہیں نہ کہیں اسے حرام لقمہ کھانا ہی پڑتا ہے۔ بظاہر آدمی رزقِ حلال کی تلاش کرتا ہے اور اسے حاصل کرتا ہے لیکن اس کے باوجود آدمی جب رقم خرچ کرتا ہے اور کسی دوسرے کے رحم و کرم پر ہوتا ہے تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آدمی شریعت کے تابعی ہے یا نہیں۔ اگر وہ شریعت کی ہدایت پر چلتا ہے۔

جو لوگ حرام کھاتے ہیں مہی کریم ﷺ نے ان کے بارے ارشاد فرمایا جو جسم حرام اشیاء سے پردہ دل پاتا ہے ایسا جسم جہنم کے اندر من کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ دوسری حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ایک لڑکھڑکھ کھانے سے چالیس روز تک آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ان حرام اور مستحب اشیاء سے اسی صورت بچا جا سکتا ہے کہ آدمی اپنا کما سہ خود

اگر انسان کو کمال حاصل ہوتی ہے تو کسی بزرگ معنی کی تربیت سے حاصل ہوتی ہے۔ یہاں پر بزرگ اپنے صحیح ہونے سے بچے کی اصلاح و تشریح کی ہے اور دوسروں کو بچانے کی بھی

بے حد کوشش کی ہے۔ بعد ازاں میں حلال و حرام کا کوئی امتیاز نہیں ہے کیونکہ وہ بعد و گائے کے دودھ دہی مکھن اور گوہر اور پیٹھاب کو مقدس سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ گوہر اور پیٹھاب مقدس نہیں ہے بلکہ جانور سے حاصل ہونے والا دودھ اور مکھن مقدس ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے گوہر اور خون کے چھ میں سے صاف شفاف دودھ مطہر کیا۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۶۶)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک نے آدمی کو پاکیزہ اشیاء کھانے کی تربیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیروکار آپ ﷺ کی شریعت پر چلنے والے لوگوں کی تربیت اور اصلاح فرماتے ہیں۔

اپنے مریدین کی تربیت کا اعلیٰ اہتمام:

حضور سیدنا حبیب اللہ قدس سرہ الصوح نے بزرگوں کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے مریدین کی اصلاح کی بڑی ہی احسن امداد میں کی۔ غریب اور غنجدست کیلئے اور امیر و خصال آذنی کیلئے علیحدہ علیحدہ تربیت فرمائی۔ آپ نے امیر آدمی کی تربیت اس طرح فرمائی کہ جب کسی امیر آدمی کو غنجدستی گھیر لے تو اس صورت میں بھی وہ پریشان نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھالائے۔ اور غریب آدمی کو کبھی غنجدستی نہ دے دے اور وہ بھی غنجدستی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی اصلاح کی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”وَتَتَّبِعُونَ عَلَى التَّوْبَةِ قَدْزُهُ“ وَعَلَى التَّوْبَةِ قَدْزُهُ“ تَتَلَعَا

بِالتَّوْبَةِ“ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۶)

ترجمہ: اور غنجدستی مندوبانہ طور پر اس کی حیثیت کے مطابق اور غنجدستی مندوبانہ طور پر اس کی حیثیت کے مطابق۔ یہ غنجدستی مندوبانہ طور پر اس کی حیثیت کے مطابق۔

حضرت صاحب کے پاس جو بھی لوگ آتے جو غنجدستی مندوبانہ طور پر اس کی حیثیت کے مطابق۔

چلا اور طہا ہی چلا جا، ایسا نہیں ہوتا تھا کہ قلم چمانے والے کو طہا پکڑا دیتے تھے۔ یعنی آپ نے اپنے مریدین کی تربیت فقط نماز اور روزے تک محدود نہیں رکھی بلکہ دعا کی دوسرے معاملات میں بھی رہنمائی فرمائی۔ عام آدمی شریعت کا مکمل علم حاصل نہیں کر سکتا لیکن آپ نے عام آدمی کیلئے احکام حاصل کرنے کی تربیت فرمائی کہ عام آدمی فرض، واجب، حلت، مستحب و مباح کا علم حاصل کرے۔

اپنی اولاد و امجاد کی مثالی تربیت کا اہتمام:

آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی آپ کی اولاد میں سے شریعت کو فقہات ان افراد سے ملی۔ حضرت محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید مسعود النور مدظلہ العالی، حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ بہترین عالم اور پابند شریعت تھے۔ حضرت صاحب نے اپنے صاحبزادگان میں سے حضرت مسعود النور مدظلہ العالی کی تربیت اس طرح فرمائی کہ پیدا ہونے سے لے کر بالغ ہونے تک آپ نے کسی شخص کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ حضور قبلہ عالم نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ اس بچے کو جب بھی ہاتھ لگائیں تو وضو کر کے لگائیں۔ ان بزرگوں کی باتوں میں بہت سی حکمتیں نظر آتی ہیں۔ ہر آدمی دعا کرتا ہے واپس مجھے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما کیونکہ یہاں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ لیکن ہر آدمی جنت الفردوس کی چابی کم ہی کرتا ہے۔ بہت سے آدمی وضو سے ہی محروم رہتے ہیں تو حضرت حبیب اللہ قدس سرہما صحنہ کے نظریات میں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ جب بھی سرور عالم ﷺ کے سامنے میری اولاد حاضر ہو تو اس حال میں ہو کہ سارے جسم میں سے طہارت کی وجہ سے روشنی نظر آتی ہو۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خواتین اسلام کیلئے ہدایات:

حضرت حبیب اللہ قدس سرہما صحنہ نے عورت کو گھر کے مسائل میں معروض

رہنے کے ساتھ درود پاک پڑھنے کا حکم دیا آپ نے عورتوں کو کوئی بڑا عقیدہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ کیونکہ عورتوں کا وظائف، مگر کا کام کاج، اسلامی تعلیم و تربیت ہی سب سے بڑا عقیدہ ہے اگر عورت دینی تعلیم یافتہ ہے تو وہ بچوں کی تربیت اسلامی احکام کے مطابق کرے گی۔ اور شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال و آمد کی حفاظت کرے گی۔ اور اپنے خاوند اور بچوں کو دوسروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے گی۔

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ کھیتوں سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان فقط عورتوں سے اپنی نفسانی خواہشات پورا کرے بلکہ ایک توروہ جٹائے نسل کیلئے ہیں اور دوسرا دل کی کیا ریں کو ذکر الہی سے محفل کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہیں۔ قرآن پاک میں عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ العزت نے عورت کی تربیت کی بنیاد بچپن ہی سے رکھ دی۔ آپ نے آخر عمر کی بچی کو برقعہ پہننے کی تربیت دی۔ آپ نے اپنے سر پر عین کو تربیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی بچوں کے کپڑے اپنے گھر کے اندر ہی اپنی بھئی سے ملا کر پہنایا کرو۔ آپ نے بازار جانے سے عورتوں کو روکا۔ کیونکہ اسلام نے عام لوگوں سے عورت کے میلان کو منع فرمایا ہے۔ یہ بات تقویٰ اختیار کرنے والے لوگوں کیلئے بہت ضروری ہے۔ آج کے ماحول کو دیکھا جائے تو معاشرے کی حالت بگڑ رہی ہوئی ہو رہی ہے۔ اسلام نے عورت کے سوائے مسجد کے باہر نکلنے پر پابندی مانگی ہے۔ ہاں اگر عورت کو کوئی مسجد ہو تو وہ باہر نکل سکتی ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ حرم ہو۔ صورت دیکھا جائے نہیں ہوگی۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت صاحب نے عورتوں کو کوئی وظائف نہ رکھا

بتائے بلکہ حضرت صاحب کی نظر میں وہ صاحب کردار عورتیں تھیں جن کا کردار قیامت تک آنے والی عورتوں کیلئے ایک نمونہ ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ نے چیز میں وہ پکیاں بھی عطا کی تھیں۔ تو حضرت صاحب نے ان چیزوں کو نہ نظر رکھتے ہوئے ان امور کی تربیت فرمائی وہ یہ ہیں: گھر کا بجٹ کم کرنے کیلئے عورتوں سے یہ کام لیے۔ دسکی گئی خود ہی گھر میں چار کیا جاتا۔ اور خالص آٹا اسی صورت میں ہی آدی کو مل سکتا ہے کہ وہ آدی اپنے گھر میں ہی گندم کو صاف کر کے اس کو پٹائے۔ بازار سے اگر آٹا لائیں گے، اس میں ملاوٹ کی گئی ہوگی بازار سے جو آٹا ملتا ہے اس سے سوئی اور میدہ نکال لیا جاتا ہے۔ کچی کھار ایسا ہوتا ہے کہ چھان اور پرانی روٹیاں نہیں کر آئے کو فروخت کیا جاتا ہے۔ دوسرے نمبر پر جو مصالحہ جات آدی بازار سے لاتا ہے ان میں ٹوسی ہوئی سرچوں میں ملاٹ کی جاتی ہے۔ کٹڑی کا بڑا سرچوں کے ساتھ ملا کر اس پر سرخ رنگ کیا جاتا ہے اور پھر اینٹوں کا سلف ملا کر ٹکڑوں اور ٹکڑوں کے ساتھ ملا کر چوسا جاتا ہے۔ اسی طرح مصالحہ جات کو بھی رنگ دیا جاتا ہے یا دوسرے طریقے کے ساتھ ملاوٹ کی جاتی ہے۔ حضرت سیدنا حبیب اللہ ثناء صاحب کے وقت میں یہ چیزیں عورتیں اپنے گھر میں ہی چار کر لیتی تھیں۔ حضرت صاحب جب ہجرت کر کے پاکستان آئے تو آپ نے تمام پھینٹیں کھول کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی تھیں۔ آپ کے وقت میں مستورات کا یہ معمول ہوتا تھا کہ سچا چھد کے وقت انھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتیں اور سات تہ دعائی سے نسی چار کرتیں اور اللہ کے ذکر سے آئے تو کوہ میں اور نماز پڑھ کر انھیں اس کے بعد ذکر الہ کر گئی۔ پٹائے لوگوں میں اکثر لوگ ملتے ہیں جن کا کردار ایسا تھا۔

بیک عورت کے ثمرات

سافر سے بھی، گراپے سے لوگوں کے کردار واضح ہوتے ہیں جس سے انسانیت کا تقویت

ملتی ہے۔ دو عورتوں کے واقعات جو مشاہدے میں آئے ہیں ایک آدمی بیمار تھا اس کی عمار داری کرنے والا قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ اکثر بیماری کی وجہ سے ہر وقت گندگی اور نجاست سے لپٹا رہتا۔ ایک نیک عورت کو اس آدمی پر رحم آیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے ایک عزیز سے کہا کہ اس شخص سے میرا علاج کرا دو۔ چنانچہ اس عورت نے اس بیمار شخص کے ساتھ اپنا عقد کرایا۔ اس مقصد کیلئے کہ اس کی زندگی کے آخری ایام میں اس کی خدمت کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے اپنے انعام سے نوازے وہ عورت اس کی خدمت کرتی رہی جب اس کی خدمت کرتی اور کپڑوں سے نجاست گھٹی تو اپنے کپڑوں کو دھو لیتی۔ اسی حالت میں وہ آدمی دنیا سے چلا گیا۔ اسی عورتوں سے اللہ اور اس کا رسول اسی عورتوں کو کیسا انعام عطا فرمائے یہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ دوسری عورت کا واقعہ یہ ہے کہ اس کا خاوند فروٹ لگا کر اپنی بیوی بچوں کا بیٹ بھرتا تھا۔ جو بھی شام کو سناغھ ہوتا وہ اپنی بیوی کو دے دیتا۔ وہ عورت رقم لیکر مختصر رقم اپنی ضرورت پر صرف کرتی اور بچہ رقم سے وہ دیکھی گئی لے آتی اور اپنے خاوند کو کھلاتی اور اس کو خاوند کہتا کہ اللہ کی بندی کو اتنی رقم تم میرے پر خرچ کرتی ہو یہ اولاد پر بھی خرچ کیا کرو۔ عورت جواب دیتی ہے کہ تمہاری صحت ٹھیک رہے گی تو یہ بچے پلنے رہیں گے بتا دو دن آپ اٹھاتے ہو اس کیلئے خداک کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک نیک عورت کے ثمرات ہیں۔

نیک مردوں کے ثمرات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مسئلہ درپیش ہوا تو آپ غور و فکر میں پڑ گئے تو اس وقت ام المومنین حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کی طرف آپ نے رجوع کیا فرمایا نبی ایک مسئلہ درپیش ہے اس معاملے میں آپ ہی کو حکم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب درج ہیں اس لئے آپ ہی کا حکم ہے۔ فرمایا: عورت مرد سے گھل کر بچہ دیا کرتی

ہے؟ آپ نے اشارے سے چار انگلیوں سے اشارہ کیا۔ یعنی چار ماہ۔ تو حضرت عمر فاروق کسی بھی چاند کو کھلا پر چھو کیلئے چار ماہ سے زیادہ مجبور نہ کرتے۔ اس دور میں پاک مردوں کے کچھ ثمرات نمودار ہوتے ہیں۔ ایک شخص اپنی بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے ہر دن ملک ملازمت کیلئے چلا گیا۔ اس کی عورت کسی بے حیا مرد کے ہاتھ لگ گئی۔ عورت جو تھی وہ نیک مرد کی بیوی تھی۔ لیکن نفسی خواہشات نے اس کو مجبور کیا اور بدکاری کی طرف مائل ہو گئی۔ الفرض ایک روز اس نے مردوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور چلی گئی۔ جب وہاں پہنچی تو وہ لوگ شراب میں مست تھے اور یہ عورت اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کیلئے اپنے دام بدن کے کپڑے نثار دیتی ہے لیکن اس کی حفاظت کی امداداری اللہ تعالیٰ کے لامہ کرم پر تھی۔ اس عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا تو یہ اس خوف سے لرز اٹھی۔ لیکن وہ آدمی شراب میں مست اس کے فخر حقے۔ عورت نے بہانہ تلاش کیا۔ کہ میں ہاتھ روم جانا جاتی ہے تو ساتھ ہی ایک ہاتھ روم تھا۔ جب عورت ہاتھ روم میں گئی اس کا ایک روشن دان باہر کی طرف کھلا تھا۔ کیونکہ مکان زیر تعمیر تھا اس لئے وہ روشن دان سے باہر کود گئی۔ تو ساتھ ہی سڑک چلی ایک رستے والا آیا اس نے اس کو ہاتھ دیا تو اس میں بیٹھ گئی۔ اور اپنے گھر پہنچی گئی۔ رستے والا باہر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد عورت باہر آئی اس کے ہاتھ میں بہت سے روپے تھے وہ ہاتھ جوڑ کر رستے والے سے کہنے لگی میرے ساتھ جو سونک کرنا چاہے وہاں یہ روپے ہیں۔ لہذا میں کسی کو مت دے گا کہ میں جس حالت میں گھر پہنچی ہوں اس شخص نے عورت سے کہا کہ ابی میں نے تمہاری کوئی صورت انکی نہیں دیکھی جس میں اعتراض ہو تم کس وجہ سے میرے ساتھ یہ بات کر رہی ہو؟ عورت نے جواب دیا کہ جس جگہ سے تم مجھے شام کے گھر لے کر آئے ہو وہاں وہاں بدکاری کیلئے تھی اور میرے دل میں خوف پیدا ہوا وہاں سے ہونا کہہ رہے تھے۔ پھر وہ پہنچی تو ابی نے اس بات پر اس آغوش لے کہا کہ میں نے تمہیں

برہنہ بالکل نہیں دیکھا بلکہ تھارے جسم پر لباس موجود تھا تو اس آدمی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ تھی اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند جب گیا تھا تو میرا خاوند مجھے اور میرے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت خود فرمائی اور میں تو بہ کرتی کہ میں بدکاری کے قریب بھی نہیں جاؤں گی۔ یہ واقعہ ایک رکشہ مارٹر جس کا نام اختر تھا اس نے ہمارے سامنے بیان کیا۔

دوسرا واقعہ اسی طرح ہے کہ کبھی کبھار حکومت اپنے قوانین میں ترامیم کرتی ہے اور جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کرتی ہے۔ اسی طرح حکومت نے بدکار عورتوں کے خلاف کارروائی کی۔ تو یہ عورتیں مختلف طاقتوں میں روپوش ہو گئیں۔ ایسے میں مختلف طاقتوں میں شریف عورتیں بن کر کراہوں کے مکانات میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ تو یک ہی رات ظاہر کر کے کسی چڑدی کا سہارا لیتیں اور کہیں کہ میں نے بازار جانا ہے اپنی بیٹی یا بہن کو ہمارے ساتھ بھیجیں خود تو بدکار عورتیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیں اور ایسا واقعہ نمودار ہوا کہ عورت بازار میں مردوں کے ساتھ بدکاری کرنے میں مصروف ہو گئی تو جو لوگ اس کے ساتھ آمادہ تھے دوسری دفعہ انہوں نے ارادہ کیا کہ پھر یہ عورت آئی تو اس کے ساتھ جو لڑکی ہے اس کے ساتھ بدکاری کریں گے۔ دوسری بار بھی ان لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہوا پھر ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اگر یہ عورت پھر یہ لڑکی ساتھ لے کر آئی تو اس کے ساتھ بدکاری کرنے سے ہم ہانپیں آئیں گے۔ تیسری بار وہ عورت آئی وہ بیٹی اس کے ساتھ تھی۔ لیکن ان لوگوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی لیکن ان لوگوں کے وہم و گمان میں غلط کام کرنے لگی کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ جب عورت چلی گی تو ان لوگوں کے خیال میں آہم نے تو قسمیں اٹھائیں تھیں لیکن ایسا کوئی بات ہے کہ ہم اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکے انہوں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ ہم اپنے ایلوے میں کامیاب

نہیں ہو سکے۔ تو انہیں یہ معلوم ہوا کہ اس عورت کے ساتھ جو بچی تھی وہ جیم تھی والدین اس کے فوت ہو چکے تھے۔ یا یہ بچی سید زادی ہے یا کسی بزرگ کے ساتھ اس بچی کا تعلق ہے اور وہ سید ہیں۔ یعنی اہل سلسلہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مہستی کے طفل ان لوگوں کے ناپاک خیالات کی بھیئت نہیں چڑھ سکی۔ اللہ تعالیٰ کی حقوق میں اچھی فطرت والے بھی ہیں اور بری فطرت والے بھی ہیں۔ کبھی ننگی غالب آجاتی ہے اور کبھی برائی غالب آجاتی ہے لیکن برائی کہہ دو گئے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ العزیز نے عورت کو گھر یا مشاغل میں مصروف رہنے کے ساتھ حدود پاک چھٹنے کا حکم دیا اور مختلف آداب زندگی فطری خواہشات کو شریعت کی حدود کا لباس مطاعی نہیں کیا بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ان بزرگ ستیوں کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کا لباس آدمی کو پہنانے کیلئے پیدا کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہادی ثانی ہے:

”لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم“ ترجمہ: حقیقی ہم نے انسان کو

بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا فرماتا ہے اور ساتھ اسکی صورت شریعت کا لباس پہنانے کیلئے بزرگ ستیوں کو پیدا فرماتا ہے شریعت کے مطابق آدمی کو چلاتے ہیں۔ انسان کی فطرت فی الہی ہے جو آدمی کو اصل کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو الگ الگ اعضاء اور ہاں سوئی ہیں کیونکہ قانون خداوندی کا ایک دائرہ ہے۔ یعنی یہ نظام جو قرآن پاک کی صورت میں انسان کے پاس موجود ہے اور یہی نظام مسلم قوموں کا سرچشمہ حیات ہے۔ جس میں آدمی کو حدود کریمگی بسر کرنا ہوتی ہے۔ حضرت مرقا صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ دنیا کے بھہم کیا چیز اختیار کریں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان، شکر کا ذکر کرنا اور سوچنا عورت و رحمت عالم صلی اللہ علیہ

وہ سلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں آدمیوں کی دنیا ز قہول ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی کوئی نیکی اور برکت ملتی ہے۔

۱..... بھگوار نظام جب تک کہ واسپے مالک کے پاس رہائیں نہ آجائے۔

۲۔۔۔۔۔ وہ عورت جس سے اس کا خاوند غرض ہو۔

۳۔۔۔۔۔ بے ہوش آدمی یا آنکھ وہ ہوش میں آجائے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں اہل خانہ سے احسان کا حکم صادر فرمایا ہے۔ مرد کو زمین میں بیٹھ کر اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اہل خانہ میں والدین کے ساتھ زوجین یعنی میاں بیوی کا ذکر آتا ہے۔ ان دونوں کے باہمی تعلقات گھریلو زندگی پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ گھر کے خوشگوار حالات کیلئے دونوں میں ہم آہنگی نہایت ضروری ہے۔ قرآن پاک میں گھریلو زندگی پر سکون بنانے کیلئے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اگر گھریلو زندگی پر سکون نہ ہوگی تو بہت سے مسائل پیدا ہوں گے۔ جس کا انجام بد سلوکی کی بنیاد بنے گا۔ بکبر، کینہ پروردگی برائیاں ہوں گی۔ عورت اور مرد اس صورت میں ایسے بھڑکی تلاش میں اپنی دولت صرف کریں گے کہ بھڑکیا تو فیض دے کہ ہم اپنی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ کبھی عورت اس خیال سے تنویذ لے گی کہ میں اپنی ساس کو اپنے راستے سے ہٹاؤں اور کبھی اس کی ساس اس لئے تنویذ لے گی کہ میرا بیٹا میرا مہر دار نہیں رہا اور مجھ سے محبت نہیں کرتا اور وہ میرا ہی مہر دار رہے اور بیوی کی کوئی بات نہ مانے۔ ایسے ہی خیالات کے جو بھی لوگ ہوئے ہیں یہ لوگ اس حد تک بھڑکی جاتے ہیں کہ شریعت کے قریب تک نہیں جاتے اسی شکل میں اپنی دولت برباد کرتے رہتے ہیں اور اپنا گھر برباد کر بیٹھتے ہیں۔ اور جو بزرگ شریعت کے پابند ہوتے ہیں وہ بزرگ ان لوگوں کو اٹھا کر اس کے دروازے

ﷺ کی طرف راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ قائل ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ان باتوں کو انہونی باتیں سمجھ کر نظر اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس ہی جاتے ہیں جو بنیادی سے شریعت کے قائل ہوتے ہیں اور اپنی بھری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے میں ان بزرگ مسیحیوں کی طرف میں رخ کرنا چاہیے یا ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے گمراہی زدگی کو خوشگوار بنانے یا بنیادی سے شریعت کو اپنے اوپر نافذ کرنے کا پابند بنانا ان بزرگوں کی تعلیمات سے استفادہ کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انسان ایک ذمہ دار مسمیٰ ہے اسے دنیا میں رہتے ہوئے راہ حق پر استقامت کیلئے ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے جس سے مہارت میں بے غرضی پیدا ہو اور عقل خدا سے محبت دیاں، غریبا پر مال خرچ کرنے کا جذبہ، رحمت خداوندی پر یقین اور گناہوں سے اجتناب وغیرہ۔

وصال پر مبالغہ:

آپ کا وصال 24 ربیع الثانی 1381ھ بروز جمعرات کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں کے عقل قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کو اپنا رہبر رکھ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کی بارگاہ میں شعراء کا اکتھار عقیدت

قد سید فضل شاہ گمراتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب اللہ شاہ قدس سرہ العزیز

کے شریعت پر پابند ہونے کے بارے میں ایک مختصر لکھی ہے:

ذاد زہد پیر، با صفا صوفی	شب بیدار حبیب اللہ
با عمل عالم، بے ریا ملکی	مرد فقر احرار حبیب اللہ
شاہ دکن، دکن دی راہ دکن	تے محمد حبیب حبیب بنا دکن

سوئے پاک حبیب دے عشق اعد
 ثرت منزلاں دے اُتے چا پچھے
 اپنے نال رکھیا پایا دیاں نوں
 غم آلود چشماں نظر پاک بندیں
 اپنے مہر اعد عشق بندیاں دے
 گزر گاہ طریقت دے ویج آقا
 معرفت دل جامعیاں راہیاں لئی
 آیا جو ساکن اوہی حسب حاجت
 خوشی نال لہو دے قطرہ دیاں دے
 اہل نظر حضرات دا فیصلہ اے
 خالی تہ نہ لکھا جیب وچوں
 کہی کہے دی قول یا فضل اعد
 خدا من والا تائیں پھر دے رہے
 شئی کہی نہ صفت تہا اپنی
 اپنے ناں دا نعرہ نہ لان دتا
 غلوت ویج مہر اُتے بیٹھ کے تے
 غلوت ویج رہے دھڑے ظاہراں نوں
 چکا دست دعا دا جس ویلے
 چاتے ہوئے گداب دے ویج پڑے
 فاضل ہاتھ دا رہیا نہ کوئی پچھا

مجھے عمر گزار حبیب اللہ
 محمود نال رکاب دے گئے جھوٹے
 داد داد شاہ اسوار حبیب اللہ
 ہر دم سوز گداز ویج رہن والے
 خاص علم ہمدار حبیب اللہ
 سنگ نیل دا مرجہ رکھ دے سن
 روشن سن بیٹار حبیب اللہ
 پردے نال ای مدد فرما دتی
 غم الم دا ہمدار حبیب اللہ
 دھڑس سی لہی غزائیاں تے
 پایا جیانی وار حبیب اللہ
 اپنے آپ دی کوئی لائق نہیں سی
 تسمی گھوں اتار حبیب اللہ
 دھچاں دھچاں نہ استقبال دیاں
 پائے نہ پھلاں دے ہار حبیب اللہ
 سچے دین دی رہے تبلیغ کردے
 کھول کھج اسرار حبیب اللہ
 رب چہاں والاں دی لاج رکھ لئی
 لائے چاں ویج ہار حبیب اللہ
 دتر گئے اہل کھاناں تے مالیاں نوں

انہیں واسطے جہاں توں جگہ دتی اپنی دے دیوار حبیب اللہ
 غامان سادات و افراد ہو کے سید آپ نے لعل اکھویا نہ
 لقب مولوی بل مشہور ہے سن بس پار اُردا حبیب اللہ
 سانگیں محمد حسین نور پور شرقی والے حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ
 علیہ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اعتراف کر رہے ہیں:

شاہ محبوب عالم دے محبت پیارے ہوئے تھی صابر شاہ حبیب اللہ
 محبت کے دے اُدھ نصیب ہوا پالائے قرب و گاہ حبیب اللہ
 حاصل ایہیں توں مبر و گنج ہوا بارگاہ امام حسین و یوں
 راضی وچہ رضا خدا دے کے پھڑی مر دہا حبیب اللہ
 کال طم تے جلم دے وچہ آہے حسب لب دہوں اُپے بہت بچے
 بے کساں نادانوں تے رہے کردے شفقت بے پناہ حبیب اللہ
 سیرت سولی سولی گل آبی یار حق دے وچہ معرک دم دم
 دابہر تن پائے نکلے دابہاں توں رہے حق دے راہ حبیب اللہ
 توکل شاہ دی نظر محانت پاروں وارث بھی خزانے دے آہے حق اے
 خالی دہوں سولی کوئی مڑیا نہ کدی چڑک تراہ حبیب اللہ
 لعل بد طریقے دے دی کال شب بیدار تے گوشہ نشین رحمت
 وچہ حیاتی حق یار حق تک کیا بھی اک دی سادہ حبیب اللہ

☆☆☆ ————— ☆☆☆ ————— ☆☆☆

ختم ہائے ہر چار سلاسل

ختم خواجگان نقشبندیہ

۱۔ اَلْحَمْدُ شَرِیف سات مرتبہ

۲۔ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِمَقَدْرِ كُلِّ مَخْلُوْمٍ لَكَ ایک سو مرتبہ

۳۔ اَلَمْ تَشْرَحْ (۷۹) الٰہی مرتبہ

۴۔ سورہ اخلاص (قل شریف) ایک ہزار مرتبہ

۵۔ الحمد شریف سات مرتبہ

۶۔ درود شریف (مندرجہ بالا) ایک سو مرتبہ

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

۱۔ يَا قَاضِي الْخَاجَات ایک سو مرتبہ

۲۔ يَا كَاشِفِ الْعُقَات ایک سو مرتبہ

۳۔ يَا مُجِيبَ الدُّعَات ایک سو مرتبہ

۴۔ يَا حَلَّ الْمُشْكَلَات ایک سو مرتبہ

۵۔ يَا مُسَيِّبَ الْأَشْيَاب ایک سو مرتبہ

۶۔ يَا مُفَتِّحَ الْأَقْرَاب ایک سو مرتبہ

۷۔ يَا زَالِيْ الدُّرُجَات ایک سو مرتبہ

۸۔ يَا شَالِي الْأَمْرَاض ایک سو مرتبہ

۹۔ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ يَا زَالِيْ رَاجِعَ الْعُقَات ایک سو مرتبہ

- ۱۰۔ نَا وَلَدَاتٍ ایک سورت
 ۱۱۔ نَا وَلَدُود ایک سورت
 ۱۲۔ نَا عَلِيْلًا عَلِيْلًا بَيْنَ بَغْنَيْنِ الْخَلَائِقِ ایک سورت
 ۱۳۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ وَجْهِهِ ایک سورت
 ۱۴۔ غَسَّطْنَا اللّٰهَ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ایک سورت
 ۱۵۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ایک سورت
 ۱۶۔ لَا عَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ایک سورت
 ۱۷۔ نَا بِحَبَاتِ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ ایک سورت
 ۱۸۔ نَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ایک سورت
 آمین آمین آمین آمین آمین

ایصال ثواب

فتح خواجگان کا ثواب حضور سید المرسلین ﷺ کے قتل حضرت صدیق اکبر سے لیکر جملہ خواجگان نقشبندیہ خصوصاً سلطان العبد المحسن خواجہ داغ بدایونی حضرت خواجہ ابو الحسن غزالی حضرت خواجہ مہدیا لائق محمد دانی، حضرت خواجہ محمد یوسف ہمدانی، حضرت خواجہ محمد عارف دہلوی، حضرت خواجہ منیر علی دہلوی، حضرت خواجہ محمد بابا ساسی، حضرت خواجہ امیر کمال، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی، حضرت خواجہ ابو منصور ماتریدی، حضرت خواجہ نیکل شاہ اہلوی، حضرت خواجہ محمد عالم شاہ ہمدانی، حضرت خواجہ محمد صدیق شاہ ہمدانی کی اہل بیت کی خدمت و اہل بیت میں پہنچے۔

ختم مہدی

- ۱۔ درود شریف متعدد ہالہ ایک سو ایک مرتبہ
- ۲۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پانچ سو مرتبہ (پانچ سو)
- ۳۔ درود شریف متعدد ہالہ ایک سو ایک مرتبہ

ایصال ثواب

ختم مہدی کا ثواب حضور سید المرسلین ﷺ کے طفیل بخدمت محبوب سبحانی،
قلب ربانی غوث مرانی و آفت اسرار ربانی حضرت سید مہد الف جانی شیخ احمد قادری
سرمدی کی روح پاک کو پہنچے۔
بعد ازاں دعائے حاجات پہ غلوس قلب کی جاوے بغلیم مقبول ہوگی۔

ختم شریف قادری

- | | | | |
|-------------------------------------|-----------|-----------|-----------|
| درود شریف | ۱۱۱ مرتبہ | کل جمعہ | ۱۱۱ مرتبہ |
| شہداءِ اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی | ۱۱۱ مرتبہ | | |
| سورۃ یٰسین | ایک بار | درود شریف | ۱۱۱ مرتبہ |

ختم شریف چشتی

اول آغورد درود شریف ۷ بار

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا عِلْمَ وَلَا مَعْلَمَةَ مِثْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ

۳۶۰ مرتبہ

۳۶۰ مرتبہ

سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا عِلْمَ وَلَا مَعْلَمَةَ مِثْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ

(۳۶۰ مرتبہ)

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب کا ایک عظیم اور یادگار فرمان

حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں دو دروازے چھوڑ کر جا رہا ہوں تم میں سے جو ان میں سے گزرے گا وہ مجھے ہی پائے گا۔ پہلا دروازہ حضرت سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دوم دروازہ حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور جمیلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



پہلا اور وازو

حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

حضرت سید محمد یوسف حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کچھ شریف تحصیل اجٹالہ سرسری نزدیک قصبہ جعفرکوٹ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعۃ المبارک بوقت فجر پیدا ہوئے۔

پیدائش کی بشارت

آپ کی پیدائش کی بشارت آپ کے دادا جی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی قاضی سیدوی رحمۃ اللہ کو ایک خط کے ذریعے دی کہ آپ نے خود کہا کہ آپ کا نام نامی رکھا اور فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

یوسف نام رکھنے کی وجہ

جب سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو قرآن پاک کھولا گیا تو سورۃ یوسف کا ہی صلہ نکلا۔ اس لیے آپ کا نام یوسف رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہوتا ہے اس نے اپنے بندے کے لیے گمراہی کا قمار نہ کرتا ہوتا ہے یعنی اپنے بندے کو بندے کو اس کے لیے پیدا کرتا ہے کہ اس سے راست گمراہی کو دور دے جائے کہ شریعت کی ایک حقیقت ہے۔ یوسف علیہ السلام اور زلیخا دو نظریات کی واضح دلیل ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

مالم آئینہ زار انکار
عارف آن پہ کہ آئینہ زار حقانہ
قدم یوسف اگر در زلہ ایمان لغو
چہ از زلہ قیامت کہ برجا مانہ

ترجمہ: یہ جہاں اسرار کا آئینہ ہے کلر کا کیل ہر گز نہیں اچھا عارف وہ ہے جہاں کی وجہ سے خود بچائے۔ اگر ایمان کے راستے میں ہدف کے قدم لڑکھڑاہیں تو اس کو دور سے کوئی صورت دکھائے ہیں تاکہ احتیاط ہو۔

تعلیم و تربیت

حضرت امیر ہدف نقشبندی عیسیٰ رحمۃ اللہ نے عجینہ شریف چرچ مشن ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد حضرت مولوی محمد اللہ صاحب سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

بیعت و خلافت

حصول تعلیم کے بعد اپنے والد محترم سید حبیب اللہ کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ و گلیہ محمدیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازا گئے۔

بیعت کرنے وقت حضرت سید امیر حبیب اللہ قدس سرہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ وہ ملیں گے میراں کرنے کی بجائے پیدا افتخار میں رکھو۔ رزاق حلال کھاؤ اور صدقہ متال کو اپنا شعار بناؤ۔ ابھی ترویج طریقت کی اجازت نہیں۔ وقت آئے تو یہ منصب بھی آپ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اللہ میں حضرت امیر ہدف رحمۃ اللہ نے اکیس سال محکمہ زراعت میں بطور جرنیل و ایگزیکٹو ملازمت اختیار کی۔ یہاں تک کہ آپ کے والد محترم نے ۱۹۵۶ء میں ارشاد فرمایا کہ اب ملازمت چھوڑ دو اور میرے پاس قیام کرو۔ میری عمر چار سال بالی ہے لہذا ضروری اور اخلاقی وجوہات سے کہہ کر میرے اہل سلسلہ کو سنبھالو حضرت سید امیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ محمدیہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دینے کے بعد

حضرت سید محمد مسعود اور انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنے وعظ میں ایک روز اس طرح بیان فرمایا ہمارے ہی دوشہ نے پہلے بھائی جان کو ایک کرسی پر بٹھایا پھر اچکن نما کوٹ پہنا یا پھر عمارہ شریف پہنا یا اور بھی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا یعنی اس طرح مجھے بھی کرسی پر بٹھایا گیا۔ اچکن پہنائی گئی، عمارہ شریف پہنایا گیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ ”یہ میرے دو دروازے ہیں جو بھی ان سے گزرے گا مجھے ہی پائے گا۔“

حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہو گیا تو سلسلہ کی باگ ڈور حضرت سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی۔ اور یہی مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کی تقیین کرتے رہے۔

غرق کے متعلق ایک واقعہ

ایک روز دوران وعظ یہ واقعہ رونما ہوا کہ حضرت صاحبزادہ محمد صدیقی سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے غرق عطا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ حضرت بہاؤ الدین غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے علماء سے فتویٰ لیا تھا کہ ایک ہی کامریہ دوسرے ہی سے غرق نہیں لے سکتا۔ البتہ حرم کالے سکتا ہے۔ (بحوالہ کلمات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر 221) مگر آپ نے ہم کو ابھی غرق عطا نہ فرمایا۔

اسی وجہ سے حضرت صدیقی صاحب سے ناراضی ہوئی اور اس ریش کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں سلسلوں میں اپنی اختلافات پیدا ہوئے۔ حضرت محمد یوسف قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے غلبہ صاحب سے لڑایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں گے۔ تو اس کے بعد صاحبزادہ صدیقی صاحب یہاں سے چلے گئے۔ حضرت سید محمد مسعود اور انور حبیبی فرماتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے اپنے گھر کے علماء میرزا محمد ارشد و ہدایت کیلئے الگ جگہ خریدی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ رشتے دار گھری میں معاملات طے کریں اور میرزا محمد کے معاملات

آستانہ پر مل ہوں گے اس میں کسی رشتے دار کو دخل اندازی کی اجازت نہیں دیں گے۔

وصال پر طالع

18۔ اکتوبر 1982ء کو آپ کا وصال ہوا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو مغرب کے بعد نماز جنازہ ادا ہوئی۔ لوگوں کے کھم ادا نہ پارت کی وجہ سے تدفین رات ڈیڑھ بجے ہوئی۔ جب آپ ک قبر مبارک کی طرف لے جایا گیا تو آپ کی پوشانی سے پینے کے قطرے ظاہر ہونے لگے۔ قطرے پوشانی سے بہہ کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ کلمہ میں آمادہ کیا گیا۔ حضرت شیخ مہدالحق درجیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوف کے کئی مقام ہیں۔

(۱) گناہ گاروں کا خوف خدا کے سبب سے ہوتا ہے۔

(۲) مابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے کے سبب ہوتا ہے۔

(۳) ماحضن الہی کا خوف، ہجائے الہی کے سبب سے ہوتا ہے۔

یہی الہی درجہ کا خوف ہے کہ کنگہ بڑا گل نہیں ہوتا بلکہ یہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ اسی مقام پر آپ نے نظر پڑے کے مطابق حضرت علامہ اقبال یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

گرتے جی مسام نہ گزیر اللہ مصطفیٰ نہاں نکیر

ترجمہ: ارب العزت اگر تو فیصلہ کرے کہ روز قیامت میرا حساب و کتاب لینا تاگزیر ہے اور غل نہیں سکا تو اے مالک میری ایک عاجزانہ درخواست قبول فرما۔ وہ درخواست یہ ہے کہ میرا حساب و کتاب چاہے کس مصطفیٰ علیہ السلام کے سامنے نہ لینا ان کی پاک وصال سے تامل نہ ہو۔ میں یہ تقصیر راستی ان کا سامنا نہ کر سکوں گا۔

☆☆☆ ————— ☆☆☆ ————— ☆☆☆

دوسرا دروازہ

حضرت خواجہ محمد مسود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ سید محمد مسود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء بروز جمعہ المبارک بمبئی شریف (اٹریا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام سید محمد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا نام سیدہ مہر النساء تھا۔

وصال

ساجزادہ خواجہ سید مسود احمد انور حبیبی کا وصال 9 ذوالحجہ 1426ھ بروز منگل بمطابق 10 جنوری 2006ء صبح 10 بج کر 27 منٹ پر آپ کا وصال پرمال ہوا۔

وصال براہم انکشاف

حضرت خواجہ سید مسود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ وصال کے کچھ دن بعد جنوں کی ایک جماعت دیکھنے میں آئی۔ انعام میں ان کا تخت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہتھوڑوں کو وہ خلافت عطا کی گئی ہے اور وہ تخت عطا کی گئی جو کسی اور قوم کو عطا نہیں کی گئی۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تخت ہوا میں بھی چلا تھا۔ آپ کے وصال پر یہ معلوم ہوا کہ جنوں کی بھی حکومت ہے۔ اور اس کا کنٹرول حضور نبی کریم ﷺ کے ہتھوڑوں کے پاس ہے۔ آپ کے وصال پر جنوں کی دو جماعتوں میں بہت بڑا فساد دیکھنے میں آیا اور تخت کے قریب کالیجنوں کو آگ لگی ہوئی دیکھی۔ دو گروہ آپس میں ٹکرائے تھے ایک شریعت محمدی پر تھا اور ایک کفار کی طرف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنوں کے پاس اپنی حکومت ہے کہ وہ انسان کے پاس نہیں۔ اگر ہم شریعت محمدی پر عمل کریں تو یہ سچ ہمارے لیے کئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے۔

زمکی کے آغاز سے ہی طہارت کا عالم

آپ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ کیونکہ حضور قبلہ والد محترم نے میری والدہ کو فرمایا تھا کہ اس بچے کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگانا اور میری والدہ محترمہ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ بلکہ دیگر افراد عادی کو بھی اس پر عمل کرنے کی ہدایت کی۔ یہ ظاہری طہارت کی ابتداء تھی جو کہ آپ کی والدہ محترمہ کی گود سے شروع ہوئی تھی۔

عبادت و ریاضت میں مقام

مرشدی حضرت خواجہ محمد مسعود امروہوی جنہی اس دور کے ایک عظیم کوششیں بزرگ گزرے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں اپنی مقام رکھتے تھے۔ آپ کی کوششیں میں حضرت دو عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جھک بھی نظر آئے گی اور حضرت جعفر صادق کی جھک بھی نظر آئے گی۔

ریاضت کے معاملے میں حضرت امام جعفر صادق نے کوششیں اختیار کی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سفیان ثوری عرض کرنے لگے مخلوق آپ کے ارشادات عالیہ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ نے کہیں کوشش عزت اختیار کر لیا ہے؟ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب میرا سہارا ہی ہے۔

آپ نے ایک شعر بے حاشی کا ترجمہ یہ ہے:

”وَقَابِ هَانِءَ مَا لَوْ كِي طَرَحَ بَلِي كِي هَ لَو كِ اسَپَ خِيَالَاتِ اَوْرَا سِيدُوں مِيں
کُوں ہوں۔ اگرچہ ظاہر میں باہم دقت اور دقت داری کام بھرتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں
دعا طرب کث کث کر رہا ہے۔“

اسی بات کی صورت میں حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا لوگ بیہودوں کے

پاس بھی دنیا لینے آتے ہیں۔ ہم انہیں دوسری دنیا میں بھر کر بھیجے ہیں۔ اصل جملہ آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا:

”سو میں دے دوں گا اس کو ان کو دینا لیکن آسمان نے دیکھا کہ اس کو دینا چاہی
مہولی وہج پاکے بھیجے آں۔“

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا
الشکاة فی النوحۃ۔

ترجمہ: تنہائی میں سلاحتی ہے۔

قرآن پاک سے محبت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”و اعصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا“

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور ٹکڑے نہ بنو۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوئی رسی ہے۔ پھر کب قرآن پاک ہی اور یہ بہات ہے۔ بعض مفسرین نے ”عہد“ سے مراد قرآن پاک ہی لیا ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد سعید احمد رحیمی رات دن قرآن پاک کو سننے سے لگائے رکھتے اور رات دن قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور سفر میں بھی اپنے ساتھ قرآن پاک رکھتے۔ چلے پھرتے، بھرے میرا آپ ہر وقت تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتے۔ یہی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر چار ہوں، قرآن پاک اور میری سنت۔ جب تک تم انہیں تھامو گے ہدایت پائو گے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ آدمی اس حالت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک

علم کے مطابق عمل کرے۔ (حقیقی)

اں کتابِ زعمِ قرآنِ حکیم
حکمت کو لازوال است و قدیم
مگر تو ہی خواہی مسلمان رہی
بیتِ مکن پر قرآنِ زعم

(اقبال)

ترجمہ: ”قرآن پاک وہ کتاب ہے جو کہ زعم ہے۔ اور اس کی حکمت لازوال ہے جو کہ ہمیشہ ہے۔ مگر تو مسلمان کہلا تا پھر کرتا ہے تو یہ بیتِ قرآن کے بغیر مکن نہیں۔“
حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور رحمہ اللہ کی ریاضت کے خاص پہلو

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور رحمہ اللہ علیہ نے متعدد ذیل امور پر ریاضت کی۔

- ۱۔ گوشہ نشینی کی دعویٰ بری۔
- ۲۔ راتِ حق پر احتیاجات
- ۳۔ صبرِ حق
- ۴۔ اصلاحِ نفس
- ۵۔ احساسِ ذمہ داری
- ۶۔ دائمی دعویٰ کی چوٹی
- ۷۔ عبادتِ پدید
- ۸۔ اطمینان و سکونِ نفس
- ۹۔ عقلِ حقانہ کی تائید

۱۰۔ خرابہ پر مال و دولت خرچ کرنے کا جذبہ

۱۱۔ رحمت خداوندی پر کمال یقین

۱۲۔ نیکل کا جذبہ اور گناہوں سے اجتناب

آپ کی کوششیں کا سبب

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو صاف و خلاف روح مطا کی ہے۔ پھر قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "جس نے اپنا تزکیہ کر لیا وہی کامیاب ہو۔"

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی روح کو معاشرہ کی غرائیہوں سے بچائے کیونکہ غیر اسلامی معاشرہ تمام غرائیہوں کی جڑ ہوتا ہے۔ اور اکثر انسان شریعت کو چھوڑ کر لہجہ کاوی اور غیر فطری افعال میں زیادہ دلچسپی لینا شروع کر دیتا ہے۔ اس لیے انسان اپنی حقیقت اور بلند نظری کو کھو بیٹھتا ہے۔ اسی لیے بزرگان دین مخلوق سے دور ہٹ کر کوششیں اختیار کر لیتے ہیں اور شریعت کو اپنی زندگی میں لے لیتے ہیں۔ آپ کو شریعت کے سامنے میں احوال لینے ہیں۔ حضرت فہرل بن ابیاز فرماتے ہیں کہ تیرے ہر ایک آئینہ ہے جس میں تم اپنے اچھے برے اعمال کا عکس دیکھ سکتے ہو۔

کوششیں

اولیاء کرام میں دو شخصیات ایسی ہیں جو کہ ایک ماہ یا دو ماہ تک اپنے بھرے میں ٹھہر کر رہے جاتے اور باہر نہ نکلتے یعنی کوششیں اختیار فرماتے۔

۱۔ حضرت شیخ ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت غلام محمد مسعودی اور محمدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ بیرون میں نہ اپنے بھرے میں ٹھہر کر رہے جاتے اور کسی

کو اپنا چہرہ مبارک نہ دکھاتے۔ آپ حضرت حمید بغدادی کے حضور نظر تھے اور حضرت حمید بغدادی آپ کی بہت عزت فرماتے تھے۔

حضرت شیخ ابو محمد نویم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اے زہاج! آج میں تمہیں نہایت اہم باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ قیامت کے دن سب انسانوں کو پہلی صراط کے اوپر سے گزرا دیا جائے گا تو وہاں دوسروں کی نسبت صوفیاء کو بہت مشکل پیش آئے گی۔ یہ بات سن کر حضرت زہاج نے عرض کی کہ حضور صوفی تو عام لوگوں کی نسبت زیادہ دھیرا اور اللہ کا پائل ہوتا ہے۔ پھر اسے کیونکر مشکل پیش آئے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوسری جماعتوں کے لوگوں کو ظاہری شریعت کے حلق ہار پر ہی ہوگی اور صوفیاء کرام کو باطن کے حلق پہنچا جائے گا۔

تو اس دور میں حضرت غلام سید محمد مسعود امیر انور جنہی رحمۃ اللہ علیہ گوش نشین فضیلت گذرے ہیں آپ اکثر دوا دوا تک اپنے حجرے سے باہر نہ نکلتے۔ آپ کی صحبت میں دوا کس بات کا مشاہدہ ہوا کہ آپ یکدم اس طرح اپنے حجرے میں کیوں جاتے اور دوا دوا تک اس قید میں کیوں رہتے۔ قرآن پاک، پارہ نمبر 16، سورہ مریم۔ آیت نمبر 57 میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:- ”تو ان کے بعد وہ ناپاک آئے جنہوں نے نمازیں گناہیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے مقررین و دوزخ میں مٹی کا جگمگائیں گے۔“

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ ”مٹی“ جہنم میں ایک مادی ہے جس کی گہری بات جہنم کی مادی بھی چاہتی ہے۔ یہاں لوگوں کیلئے ہے جو دنیا کے چاندی ہیں۔ یہاں پر ہی شہر ہوں۔ یہاں پر شراب کے مادی ہوں اور سود خوری کے خوک ہوں۔ اور محمد علیہ السلام کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور مہولی کو حق دینے والے ہوں

ان کی سزاؤں میں کچھ بھی کی نہیں کی جائیگی۔

حضرت مسعود احمد انور رحمہ اللہ طیبہ کلہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور روزہ سے رہتے اور جب کبھی اپنے ہی و مرشد کے مریدین اور ان کی اولاد میں سے کوئی بھی سامنے آ جاتا آپ ان کو ایک گناہ میں دیکھ لیتے تو اس غم میں گوشہ نشینی اختیار کر لیتے اور اس چیز پر کڑھتے کہ ان کا تعلق ہمارے ساتھ ہے اور پھر بھی تلاوت بھری سے اعتبار نہیں کرتے۔ اس طرح آپ کبھی ایک اور کبھی دو یا دو گوشہ نشین رہتے ان لوگوں میں کوئی آپ کو بد یہ نذرانہ کرنا چاہتا تو ہرگز قبول نہ کرتے۔ ایک روز آپ نے اس کیفیت کو یوں فرمایا کہ میرے ہی و مرشد حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چاہنے والے نے عرض کی جب میں مردوں تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں تو جب یہ شخص فوت ہوا تو ان کی اولاد نے آپ سے عرض کی میرے والد کا جنازہ پڑھائیں جب آپ جنازہ پڑھانے کیلئے گئے تو خلاف توقع پانی کا بہت زیادہ استعمال کیا دھوکے موقع سے پتہ چلا کہ آپ نے کئی گزے پانی دھوکے لئے استعمال کیا۔ بعد میں لوگوں نے استفسار فرمایا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ آج آپ نے بہت پانی استعمال کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا میں نے حال یہ دیکھا ہے کہ لوح محفوظ میں اس کا نام جنہیوں میں لکھا جا چکا تھا۔ اس لیے میں طویل دھوکے سے اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہوں کی استغفار کرتا رہا اور اس کے گناہ دھو کر رہا۔ اس لیے زیادہ پانی استعمال ہوا۔ جب اس کے گناہ و مل گئے جب نماز جنازہ کے لئے گزرا ہوا۔

”الغرض مرشد پاک نے فرمایا کہ یہ وہ عجاظت میں کام آئے“

جہاد بائفس

دوسری راحت آپ کی جہاد بائفس ہے ایک حدیث مبارک ہے کہ حضور اکرم

ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: ”ہم سب چھوٹے جہاد (یعنی کافروں سے جنگ) سے بڑے جہاد کی طرف
لوٹے ہیں لوگوں نے یہ چھاپا رسول اللہ جانا کبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا افس کیا تم جہاد
کرتے۔“

آپ کی ریاضت جنگ حقوق کا سطر پیش کرتی ہے۔ میں نے آپ کی صحبت میں
رہ کر دیکھا پہلے کھل آپ کے ہاں جانا تو آپ کے پاس آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آپ کی
خدمت میں ہوتیں اور ہمیں ہر دے کا حکم ہوتا اس وقت بھی آپ روزے سے رہتے۔ اور
کبھی کبھار ہم نے آپ کو انظار کی کے وقت یا صبح کے وقت ایک چھوٹی سی چپاتی کھاتے
دیکھا۔ ہر قدر کیا تمہارے ہوتے یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ مجھے آپ مگر جانے کی
ابہارت نہیں دیتے تھے۔ رات کو آپ کے ہاں قیام کرتا۔ صبح کام پر چلا جاتا اور شام کو باہر
واپس آ جاتا۔ کل آپ سگری کے وقت ایک کھجور کا دل فرماتے اور تھوڑا سا پانی پیتے اور روزہ
رکھ لیتے اور شام کو انظار کی بھی اسی طرح ایک کھجور اور تھوڑی سی مقدار پانی پی لیتے۔ کبھی
کبھار طاق اعداد کھجوریں یعنی 3 یا 5 کا دل فرماتے یہ وہ وقت تھا جب مجھے صبح اشراق کے
بعد اٹھتے دیکھتے اور حکم دیتے ہاؤ کام پر اور شام سے پہلے واپس آ جاتا کبھی ایسا ہوتا کہ آپ نہ
فرماتے کہ شام کو واپس آنا مجھے بڑی خوشی ہوتی کہ شام کو اپنے گھر واپس جاؤں گا اور خوب
آرام کروں گا یہ خیال اکثر صبح سے پہلے آتا جب یہ دوسرے صبح سے دل میں آتا تو آپ اسی
وقت شہادت کی انگلی میرے گلے پر دیتے جس پر میں کام کرتا تھا۔ سر اٹھا کر دیکھتا تو
حضرت صاحب کمرے ہوتے اور میں دکان بند کئے مکان کے ساتھ آستانہ عالیہ حبیبیہ آ
جاتا۔

ایسا میرے ساتھ قریباً دو سو مسلسل ہوتا رہا اس کی اصل وجہ یہ تھی آپ صبر اور
مغرب کے مہمانان مجھے بازار میں خریدتے تھے۔

اس کی ہر ایک روایت سے معلوم ہوئی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کے ایک بیٹے کا نام زبیر ہے وہ اپنے باپ کا نائب بن کر بازار میں رہتا ہے ابلیس اسے دکھاتا ہے کہ تو بازاروں میں جا کر بھوٹ، مکر، حیلہ، دغا بازی اور قسم کھانے کی لوگوں کو ترفیب دے۔ اور ایسے شخص پر مسئلہ جو سب سے پہلے بازار میں آتا ہو اور سب سے آخر میں بازار سے جاتا ہو۔ یہاں وہ جہیز کا داغ ہو جاتا ہے۔

مجھے مطلب تک بازار میں نہ دینے دیتے اور دوسرے نہیں پہنچے اور تمام مرد عین کو حکم تھا جو بھی اپنے گھر سے بیرون خانے کی طرف آئے راستے سے کوئی کھانا یا کوئی چیز لیکر نہ کھائے اور آپ سے ملنے والوں کی حالت یہ ہوتی کہ وہ راستے سے کوئی چیز لیکر نہ کھاتے اور تم کو جو نظر آپ کے آستانے سے ملتا اسی پر قناعت کرتے آج قوم کی یہ حالت ہے کہ ابلیس کا بیٹا بازار میں قسم کھانے کی ترفیب دیتا ہے اور قوم لذت کے چکر میں بازار کا پکا پکایا کھانا پسند کرتی ہے اور اسی لذت کی خاطر بڑا مال روپے خرچ کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ہمارا معاشرہ یہی طرح اس کا فکا ہو چکا ہے۔

جہادِ مالمال اور معاشرے کی تربیت

حضرت صاحب اپنا مال و دولت ان امور پر خرچ کرتے۔ والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے سالانہ مہینے کا اہتمام کرتے، ہر دوسرے شخص کے علاوہ ان بزرگانِ دین کا ختمِ پاک پڑھتے اور ان امور پر خرچ کرتے جن بزرگوں نے شریعت پر عمل کر کے امتِ محمدی کو گمراہی سے بچانے کیلئے سرگرداں کوشش کی۔ کبھی بھکار معاشرے میں یعنی بیرون خانے کے باہر بھی دخلِ اعمازی کرتے۔ دخلِ اعمازی سے مراد یہ ہے کہ فقیر کا گھارہ، کان کی حفاظت میں تک و دو کرنی پڑتی ہے۔ جس کی باز پرس ہر شخص سے ہوتی ہے۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ کان کی حفاظت یہ ہے کہ کسی کی حیثیت نہ سننی جائے کسی جائے آگ کی حفاظت کسی کی آلودہ حرکت

دیکھ کر اس کا گواہن ہوا ہے آپ اکڑ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری شہادت بہت سخت ہے۔
 ہمیں کسی کا گواہ مت بنانا۔ ان امور سے بچنے کیلئے آپ معاشرہ کے افراد کی تربیت اس
 اعتبار سے کرتے کسی نہ کسی شخص کو بھیجے کہ جاؤ رکشہ والا لے آؤ جب وہ آجائے اس کو بٹھالیے
 اور فرمائے کہ رکشہ ہمارا لاتی ہے یا کرایہ پر۔ رکشہ والا عرض کرتا رکشہ کرایہ پر ہے۔ تو پھر
 فرماتے کتنا کرایہ دیا کرتے ہو۔ تم کتنا کراتے ہو۔ اور پٹرول کا خرچ کتنا ہے۔

یہ نیک سوال تفصیل سے پوچھتے اور پوچھنے کے بعد اس کو بخدا دیتے سر پر ہاتھ رکھنے
 کیلئے ٹوپی یا دھمال صاف کرتے اور پانچ وقت نماز کی ادائیگی کا حکم دیتے۔ پھر شام کو یا عشاء
 کے بعد اسے اجازت دیتے دن بھر کی مزدوری رکشہ کا کرایہ اور پٹرول کا خرچ بھی ساتھ
 دیتے۔ پھر فرماتے کل دو ہانہ آئے۔ اسی طرح رکشہ داران بعد کو نماز روزہ کا پابند بنادیتے اور
 اسلامی احکام کی طرف رجوع کر کے آہستہ آہستہ ہوجاتے۔

دوسرے نمبر پر آپ برائے والے کو مردوں میں چائے میں اور اسی طرح کھیر یا
 گایر کا حلوا اور فروٹ وغیرہ بہن چائے اور لکڑیوں کرتے غولہ دہن دیتے اور حمام الناس
 مردوں کو بکیر کرتے۔

لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کیلئے افراد کو اجازت دیتے اور لکڑی اقسام میں
 ایسی بھریں اشیاء بھرا کرتے جن کو لوگ غربت کی وجہ سے خرید نہیں سکتے تھے۔ جب کہ موسم
 گرمی میں مشروبات کا استعمال کرتے۔ جو بزرگ زیادہ دیر بیٹھ نہ سکتے ان کیلئے بھریں
 بھر بھرا کرتے اس طرح آپ کے پاس آنے والے لوگ آپ کی عملی زندگی کو دیکھ کر ہی
 شریعت پر عمل کرنے لگتے اور شریعت کا حیا رکھتے ہوئے شریعت کے پابند ہوجاتے۔

آپ کا عمل قرآن پاک کے عین مطابق رہا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا ہے

ترجمہ: ”ان کی مثال جیسا ہے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے انہیں سات ہالیاں ہر پانی میں سونائے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جسے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔“ (آیت نمبر 260 پارہ نمبر ۲)

حضرت سید فہیم الدین مراد آبادی اس کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ایوان خیر کو عام ہے خواہ کسی غالب ظلم کو کتاب خرید کر دی جائے یا فقرا خانہ بنایا جائے یا اموات کے ایصال خواہ کیلئے سائیکین کو کھانا کھلایا جائے اگانے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ عی ہے۔ دانہ کی طرف اس کی نسبت بھاری ہے۔

ایک بار آپ نے مجھے حکم فرمایا ایک رکشہ لے کر آؤ اور ساتھ یہ بھی فرمایا رکشہ کا ڈرائیور دل کا ٹک نہ ہو۔ میں آپ کے حکم کے مطابق چوک پاکستان آ گیا چوک میں عالم ٹینٹ سروں کی دکان پر کھڑا ہو گیا۔ خواجگان روڈ پر دیکھا تو شیرازی ہسپتال تک رکشوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میرے دل میں خیال کہ رکشہ والا ٹک دل نہ ہو، مجھے کیسے ظلم ہو گا؟ میرے دل میں خوف پیدا ہو گیا کہ میں کسی کے دل کو کیسے پڑھ سکوں گا؟ پھر میں نے سوچا کہ جس رکشہ ڈرائیور کے چہرے پر ڈال دی ہوں اس کو لے چکا ہوں۔

میں نے دو ٹین چکر لگا کر رکشہ والوں کو دیکھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے تمام رکشہ والوں میں ایک رکشہ والا ایسا تھا جس نے پھوٹی پھوٹی ڈال دی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو ساتھ لیا اور آستانہ عالیہ پر پہنچ گیا۔ آپ نے قرآن پاک لیا اور رکشہ ڈرائیور کیساتھ بیٹھ کر تلاوت شروع کر دی اور مجھے حکم دیا۔ پیچھے بیٹھ جاؤ۔

آپ ہر ہر رکشہ والے کو اشارہ کرتے، وہ رکشہ ہی طرف موڑ دیتا۔ حتیٰ کہ ٹک سے ٹک کیاں بھی آئیں مگر رکشہ ڈرائیور نے یہ نہ کیا کہ ابھرے رکشہ نہیں گزر سکتا۔ اس نے ہرگز کوئی ٹک نہ کیا۔ الغرض، وہ رکشہ ڈرائیور شریعت کا پابند بھی ہو گیا اور آج تک

حضرت صاحب کے حرار پر ماضی دیتے بھی آتا ہے غالباً اس کا نام محمد شرف ہے۔

مختار زبان کی طہارت:

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے سے رہتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”روزہ دار کے منہ سے روزہ کی وجہ سے جو بھک پیدا ہوتی ہے وہ اللہ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔“

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ منہ کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی حفاظت فرماتے اپنی زبان کو ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رکھتے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب آدمی قرآن پاک پڑھتا ہے تو فرشتوں کے لب اپنے منہ میں لیتا ہے۔ جب آدمی کے منہ سے کھانے پینے کی خوشبو آتی ہے تو وہ فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمان مالی شان ہے کہ مساک کیا کرو۔

آپ زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ کانوں کی بھی حفاظت فرماتے یعنی چل غلو کی اہمیت وغیرہ بھی خواجہاں جو اللہ کے نزدیک پابند وہ ہیں نہ کانوں سے سنتے اور نہ ہی زبان سے کہی کی اہمیت کرتے اہل اللہ کے طریقوں کی طرح زبان، منہ اور کانوں کی حفاظت کرتے اور اس طرح پاکیزگی حاصل کرتے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کا درس دیتے۔ اگر ہم ان لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں اپنے اعداء بھانجے کا سلیقہ ملتا ہے اور ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم اس منہ سے اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس منہ سے کہیں کھڑی باتیں نہ کہتے ہیں اور اس منہ کو گندہ رکھتے ہیں۔

اہل اللہ کی حسن دلاست سے منہ اور زبان کی حفاظت کے بارے میں کرم ﷺ

کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرو یعنی تصویریں بنانا، پھوڑا دو۔ اس نے کہا کہ اس کے علاوہ میں کوئی فن نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت اسلامیہ میں تصویر بنانا حرام فعل ہے اس لیے تم کچھ اور کام کرو جو کہ رزق حلال کے لئے ضروری ہے۔

حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی جمیل صاحب کو فوٹو بنانے کی اجازت نہ دی۔ گو علامہ کرام نے فوٹو کی صرف شناختی کارڈ بنانے کی صورت میں اجازت دی ہے جو کہ اس وقت ضرورت ہے۔ بھائی جمیل صاحب روزانہ فجر کی نماز کے بعد روزانہ حاضری کیلئے آتے اور سلام کہہ کر چلے جاتے۔ کبھی کبھار گفتگو ہوتی تو کہتے ہیں بہت تنگ دست ہو چکا ہوں میں اور کوئی کام نہیں جانتا۔ ایک دن علامہ سید کبیر احمد منظر رحمۃ اللہ علیہ سے بھائی جمیل نے عرض کی میں نے تصویر بنانے کے علاوہ کوئی کام نہیں سیکھا اور میں اس وقت بے روزگار ہو چکا ہوں۔ اس پر حضرت علامہ سید کبیر احمد منظر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرط پر فوٹو بنانے کی اجازت دی کہ تم صرف شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کیلئے فوٹو بناؤ اور آخری مرتبہ جبکہ پاکستان کی مسجد کے سامنے فوٹو شاپ پر کام کرتے رہے اور اس کے بعد دل سے رخصت ہو گئے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (دہلی شیعہ) کے مصلیٰ نمبر ۲۷۸ پر لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے ہر دور میں تصویر سازی حرام کی ہے۔ یعنی جامعہ حقوق کا محکمہ، کپڑے کا کارخانہ، ہار پرانسانی یا حیوانی پر دھانا، نقاشا حرام ہے۔

خواجہ غلام احمد علی سے صدیقی ہوا کسی مشین سے فوٹو کرائی کی گئی ہو سب حرام ہے۔ یہ سب کی سب شیعیان کی مخالفت انسانی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص جامعہ حقوق کی تصویر بنائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا کہ اس میں جان ڈال۔ اس لئے شخص کبھی بھی اس میں روح نہ ڈال سکے گا۔ اور ایسے

فصل کیلئے اہلی عذاب ہے۔“

حدیث پاک ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو جس انسان کو مل جائیں اس کو دین و دنیا کی ہر گنتی مل جاتی ہے۔

۱۔ وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہے وہی ہو۔

۲۔ وہ دل جو فکر میں مشغول رہتا ہو۔

۳۔ وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو۔

۴۔ وہ بیوی جو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔

حضرت خواجہ مسعود احمد نورچینی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ چاروں چیزیں میسر تھیں۔ آپ رات دن قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ اس کے ساتھ حدیث و فقہ پر عمل کرنے والے بزرگوں کی باتیں سناٹے جو ایمان میں قوت مہیا فرماتیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اس طرح ادا فرماتے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے کسی بندے کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ یعنی احسان فراموشی کی۔

عورت اور مرد کے بارے میں ارشاد گرامی منقول ہے:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی میں اسے جنت کی حاضنت دیتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عین حق میں نہایت دیتی ہیں اور عین حق میں نہایت کی طرف تکمیل دیتی ہیں۔

نجات والی اشیاء

۱۔ نامحلی اور غشی میں صلہ و انصاف

۲۔ عظمت اور عظمت میں خوں نہا

۳۔ نیک دینی و خوشحالی میں رہا نہ ہو

جہی کی طرف دیکھنے والی اشیاء

۱۔ نکل جس کی اطاعت کی جائے

۲۔ خواہشات جن کی پیروی کی جائے

۳۔ خود پندی

نکل کی وضاحت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نکل آدمی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ نکل کے مال سے کوئی آدمی فائدہ نہیں اٹھاتا اور نہ ہی یہ خود کوئی فائدہ اٹھاتا ہے۔

دوسری جگہ حدیث میں بیان ہے کہ مال دو قسم کا آدمی کے کام آتا ہے ایک وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ دوسرا وہ جو اس نے کھالیا۔

خواہشات کی پیروی کی جاوے اس کی وضاحت میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ نفسِ مادہ کلر کی حد ہے۔

انسان کی خود پندی کے حلق حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ کیا خدا تمہاری مرضی سے چلے یا تم نے خدا کی مرضی سے چلتا ہے۔

انسان اپنی خواہشات کے مطابق قرآن و حدیث کو قاب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ظلمت اور جلوت میں خوفِ خدا سے مراد اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ملاحظہ جانے کے یقین کے بعد قول و فعل میں یکسانیت کا پایا جانا۔ ظاہر و باطن بحیثیت مسلمان ایک ہونا چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا اس کے مطابق عمل کرنا اور ہر لمحہ کمالی میں مشغول رہنا چاہیے۔ ہر دم خدا کا خوف مسلمان کے پیش نظر ضروری ہے۔ چاہے وہ اکیلا ہو یا بھیڑ

میں ہر لحاظ اور مطلق سے ضرور لازم ہے۔

حضرت ابو حازم کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو! تم ایسے عالم میں جکا ہو گئے ہو کہ فضل کو چھوڑ کر قول پر راضی ہو گئے ہو۔ اور عمل کو چھوڑ کر علم پر خوش ہوتے ہو۔

اس مقام پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر و باطن میں اختلاف ہونا اتفاق کہلاتا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ

”گزشتہ مومنین میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں اور نہ ہی ایسا ہوگا جو متفق ہونے سے نہ ڈرتا ہو۔“

حضرت شیخ محمد روبیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو! جب تمہیں اللہ تعالیٰ قول و فعل سے نوازے پھر تم سے قول و باطن لے لے تو کچھ گزند نہ کرنا۔ کیونکہ یہ ایک نعمت ہے۔ اور فعل لے کر قول تم پر چھوڑ دیا جائے تو یہ دینے کی بات ہے کیونکہ یہ ایک مصیبت ہے۔ اور اگر تم سے قول و فعل دونوں واپس لے لیے جائیں تو کچھ لو کہ تم پر عذاب الہی کا نزول ہو چکا ہے۔ تک دینی اور فوجی میں مماندگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

”تک دست اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ فوجی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ حدیث مبارک میں بھی ہے جس نے مماندگی اختیار کی وہ ہرگز محسوس نہ ہوگا۔“

خلافت بشری

ہاتھ بال خطا۔ ۱۔ رجوت۔ ۲۔ خیرہ احمدی۔ ۳۔ طاوٹ۔ ۴۔ آپ قول میں کی۔ ۵۔ سطور یعنی اختیارات کا نام ہے استعمال کرنا۔ ۶۔ زمین۔ ۷۔ اقربا ہمدی۔ ۸۔ سود خوری۔ ۹۔ ترک میں واردوں کا حق ادا نہ کرنا۔ ۱۰۔ بولی پر بولی کا کرکس مال کلمہ وصت کرنا

۱۱۔ جہاں کھیتا۔ ۱۲۔ اکر زنی کرتا۔ ۱۳۔ بدکاری کرتا۔ ۱۴۔ میب لگانا یا تھمت لگانا۔ ۱۵۔ طعنہ دینا یا چٹکس کتنا۔ ۱۶۔ کسی کو بے ناموں سے پکارنا۔ ۱۷۔ جاسوسی کرتا۔ ۱۸۔ حرام طریقوں سے کھانا۔ ۱۹۔ سگک۔ ۲۰۔ غلیات و شراب وغیرہ فروخت کرتا۔

سید محمد کبیر احمد مظہر فرماتے ہیں: یہ تمام امور نکالت بشری میں شامل ہیں۔

حضرت علامہ کبیر احمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ مہد القادریؒ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے میں اس لیے رہتے کہ حلقی اکثر حلال و حرام میں تمیز نہ کرتی تھی اس لیے ان سے لکھ کھانے سے احتراز نہ تھے اکثر جنگل میں نکل جاتے اور ترکاریاں لکھ کھاتے۔ اکثر حلقی حرام کاری میں ملوث تھی۔ اس لیے ان میں حلال و حرام کی فراہمی کم نظر آتی تھی۔ اکثر بڑی کھانے کی جگہ سے آپ کے جسم کا رنگ بھری مائل ہو چکا تھا اس دور میں حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ اکثر روزے میں رہتے ایک وقت ایسا بھر آیا کہ مجھے رات دن آپ کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ آپ اکثر ایک یا تین گھنٹوں سے عمری کر کے کچھ پانی پی کر روزہ رکھ لیتے۔ اور افطاری بھی اسی طرح کجور سے فرماتے۔ آپ کو دشمنی تھی۔ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جو قرب قرب اولیاءِ حق رہے ان کے عمل کے مطابق اپنی کل رہائش جاری رکھی۔ کیونکہ حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس کے بعد میرے صحابہ کا اس کے بعد ان کے بعد آنے والوں کا“

فلاحیت انسانی

اور غارِ ہادی اقصائی ہے:

ترجمہ: ”بدکار عمر میں بدکار مردوں کیلئے ہیں اور بدکار مرد بدکار مردوں کیلئے مہیا کیڑہ عمر میں پاکیزہ مردوں کیلئے اور پاکیزہ پاکیزہ مردوں کیلئے۔“ (سورہ النور آیت 26)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورج کی کرنیں دھوبی پر بھی پڑتی ہیں اور کپڑے پر بھی۔ کپڑا دھوپ کی کرنوں سے سفید اور اجلا ہو جاتا ہے۔ لیکن دھوبی کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت میں حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور جنہیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید اور خلیفہ بہت نیک اور پرہیزگار تھا۔ اس کے مرید بن کا ایک مجمع ہر روز اس کی زیارت کیلئے آتا تھا اور وہ بہت وقت وضعت کرتے تھے۔ ایک روز حضرت حمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید / خلیفہ کے ذہن میں گناہ کا ارادہ گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی گرفت کر لی یعنی اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ جب یہ خلیفہ شبستان میں اپنا کس دیکھتا ہے تو اپنا چہرہ سیاہ پا کر شرمندہ ہوتا ہے اور رب کریم کے حضور رود کر استغفار کرتا ہے۔ ساری رات اسی طرح گزر جاتی ہے۔ صبح صبح مرید بن حاضر ہوتے ہیں لیکن جگرے کا درد اڑھ بٹھ پاتے ہیں دھک دہنے پر عذاب آتا ہے کہ میری طبیعت خراب ہے۔ دامن چلے جائیں دوسری رات آئینہ دیکھ کر چہرے کی سیاہی کم نظر آتی ہے۔ اور پھر رب کریم کے حضور رود کر استغفار کرتے ہوئے رات گزرتی ہے۔ صبح صبح پھر مرید بن حاضر ہوتے ہیں اور اچھا کرتے ہیں کہ کسی اچھے طبیب سے آپ کا علاج کرواتے ہیں لیکن وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں میرے علاج کے لئے طبیب بے بس ہیں۔ چنانچہ اسی طرح تیسری رات بھی زار و قطار استغفار میں گزارتے ہیں جب کہیں جا کر چہرے کی رنگت بحال ہوتی ہے۔ اور وہ علی الصبح اپنے مرید بن کا انکار کرتے ہیں اور درد اڑھ بٹھ کھاتے ہیں تو ایک قاصد حضرت حمید بغدادی کی طرف سے ایک خط لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ کہتا اس خلیفہ کے حوالے کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ حضرت حمید بغدادی نے یہ قاصد ارسال کیا ہے۔ وہ خلیفہ پڑھتا ہے اس میں یہ تحریر آتی ہے۔

”من مہم اہم نے مجھے کس کام پر بلا دیا۔ میں دن بھر مسلسل دھوبی کا کام کر رہا

ہوں۔" یہ چہ کر حضرت حمید بغدادی کا مرید اور تقارودتا ہے اور بار بار اپنے مرشد کے خط کو چومتا ہے۔ الغرض یہ حقیقت یہاں ہوتی ہے کہ اہل اللہ کے دل میں بھی اگر کوئی گناہ کا ارادہ ہوتا پکڑ ہو جاتی ہے اور پھر کو بھی مرید کی کوسمانی دلانے کیلئے خدا کے حضور راجع کرنی پڑتی ہے اور یہی رب تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی بات کو رد نہیں کرتا۔

رذائل اخلاق سے پرہیز

جس طرح انسانی جسم کوئی بی دماغ، سرطان وغیرہ لگ جاتا ہے اسی طرح انسانی روح بھی بیمار ہو جاتی ہے۔ روح کی ان بیماریوں کو رذائل اخلاق کہتے ہیں۔ ان میں کفر و تکبر، خوشامد، ہیجان، منافقت، بد کوئی جھوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے قلب سے مسلمانوں کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اخلاق کو نقصان پہنچتا ہے۔ رذائل کی واحد دوا یہ ہے جس کے سنی ہیں کہینہ پنا، اے شرعی اور بے حیائی۔ چنانچہ رذائل سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن سے انسان گھٹیا اور بے اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس لیے انہیں رذائل اخلاق کہا جاتا ہے۔ ان سے معاشرہ میں مادی و روحانی نقصان ہوتا ہے۔ ان برائیوں میں سے ایک جھوٹ ہے جو خدا کے مکی کی۔ جھوٹ رذائل اخلاق میں سے سب سے زیادہ موم اور کامل نفرت ہے۔ خواہ زمان سے بھلا جائے یا مصل سے ظاہر کیا جائے۔ شریعت اسلامی میں جھوٹ کو گناہ و کبیرہ کہا گیا ہے۔ حدیث پاک میں جھوٹ کی بار بار بڑی شدت سے مذمت کی گئی ہے اور اسے بڑی سختی سے دیکھا گیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کے بھونے یا احسان فراموشی کو ہر جائے میں دیتا۔" (سورہ النور)

صالح مرد جزاء حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ و رذائل تک پہنچاتا ہے اور جھوٹ دلائل آئی اللہ کے پاس جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے

ایک صحابی نے رسالتِ نبوی ﷺ سے عرض کی کہ کیا کوئی مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ حضور
 اقدس ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر عرض کی کہ کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہو سکتا ہے۔
 پھر دریافت کیا: کیا مسلمان جھوٹا بھی ہو سکتا ہے؟ جواب دیا ہرگز نہیں۔ حضرت ابو الحسن نوری
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کی روحیں عکاسِ بشاری اور عکاسِ نقیانی سے برابر ہوتی ہیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



حضرت غلامہ مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے چند وعظ

وعظ نمبر 1

ایک روز اپنے وعظ شریف میں فرما رہے تھے کہ انگریزوں نے ”عمارہ شریف“ کی بے حرمتی کی حد کر دی۔ یعنی انہوں نے چڑا سبیل کو پکڑی بندھوائی، پھروں کو پکڑی بندھوائی، سڑکوں کو پکڑی بندھوائی، حرموں کو سرخ پکڑی بندھوائی اور اسی طرح دفنوں کے گن میںوں کو پکڑی بندھوائی۔ پھر فرمایا کہ مسلمانوں کو اس حد تک ذلیل کیا کہ کشمیر کے مسلمانوں کو پھالی کے جوتے پہنائے۔ بنگال کا بھی ذکر کیا اور اسی طرح دوسرے علاقوں کا بھی ذکر کیا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو ذلیل اور سوا کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ مکی۔

پھر مسلمانوں کے ہاتھ کاٹے گئے، ٹکڑے رو پڑی کے مقام پر دبا دے سندھ پر ایک لوہار نے ہلیا تعمیر کیا اور ستونوں کو لوہے کے ڈریسے تیار کیا اور اس کے درمیان میں ایک بڑا تالا لگا کر بند کر دیا۔ اس ہلیا کا کام نکام اس تالے میں ہے انگریزوں نے مسلمانوں کی اس ہنرمندی کو دیکھ کر حائل کرنے کی کوشش کی تاکہ یہ فن مسلمانوں سے چھین لیا جائے۔ انہوں نے اس لوہار سے اس تالے کی چابی مانگی تو اس نے دینے سے انکار کر دیا اور چابی اس دہا میں پھینک دی۔ جس پہنچ پا ہو کہ انگریزوں نے اس ہنرمند کے ہاتھ کاٹ دیے۔

اس کے علاوہ مسلمان پٹوے کی صنعت میں بھی مقام رکھتے تھے۔ انگریز یہ جاننے لگے کہ پچھلے میں چار کروڑ پٹوے مسیور میں فروخت ہوا اور مارکیٹ جاتی تھے۔ مگر ان کا پٹو اس قابل تھا کہ وہی پٹوے کا مقابلہ کر سکے اس طرح انگریزی مصنوعات کو ہندوستان میں بیگن مل گئی اور انگریز اس سلسلے میں کامیاب اس نے اپنے دل کو پیچھے کیلئے بہت سے حربے استعمال کیے۔ یہ اس تک کہ ”رنگم دانوں“ کے گڑھے کاٹ دیے۔ تاکہ وہ رنگم کی کوئی چیز حاصل نہ کر سکیں۔ اس طرح انگریزوں نے ہندوستانی مسلمان تاجروں کو اپنا مال

فروخت کرنے پر لگا یا مسلمان پکڑا ساز اس قدر ہر مند تھے کہ انہوں نے محل پکڑے گا
تھان ماچس کی لڑیہ میں بیک کر کے فروخت کیا جو کہ عالمی رہنکارا ہے۔ اس پر جبراً مسلمان
ماہرین کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور یورپی مصنوعات فروخت کرنے کا حکم جاری ہوا۔

دعوت نمبر 2

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا کہ میرے
ہو و مرشد کے ایک مرید نظام الدین تو کلی ہندوؤں سے مناظرے کی غرض سے مکان تک
چلے گئے۔ انہوں نے ہندوؤں سے بحث و مباحثہ کیا۔ ہندوؤں کی ریاضت اور چلہ کشی اس
حد تک تھی کہ مسلمان ان کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ جب تک مجدد الف ثانی رحمۃ
اللہ علیہ کے مکتوبات کے مطالعہ کا حال نہ ہو اس وقت تک دلائل خدے سکتا تھا۔

یہی واقعہ تفصیل کیساتھ نظام الدین تو کلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا جب آپ مر
کے آخری ایام میں تھے تو شاہد اولہ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خطیب و امام تھے فرمایا میں
ہندوؤں سے بحث و مباحثہ کی غرض سے چلتے چلتے مکان پہنچ گیا۔ ان سے مناظرے
ہوئے ان کی ریاضت اور چلہ کشی اس حد تک تھی کہ میں ان کا جواب نہ دے سکتا۔ مگر میں نے
مکتوبات ربانی مجدد الف ثانی پڑھے تھے ان کو ان میں رکھ کر جواب دیا تو ہندو لا جواب
ہو جاتے میں نے دیکھا کہ ہندو سادھو اس حد تک چلہ کشی کرتے کہ وہاں بیٹھے بیٹھے وہاں
اور پاخانہ کرتے اور وہ تنگ ہو جاتا اور اپنی قلاحت یہ چلہ کشی خود ہی کھاتے اور یہ دھڑکی
کرتے کہ ہم تنگی کی بہت بھاری تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ بات دیکھ کر مکان میں مجھے کھالے
پینے کی بہت دشواری تھی۔ میرا ایک ہی بھائی مکان میں عظیم قاضی اس سے ملا اور پھر میرا
قیام و مقام اس ہی بھائی کے گھر ہی رہا۔ مکان میں قیام کے دوران میرے ہی بھائی حضرت
حبیب اللہ شاہ صاحب سے کہنے کہ نظام الدین تو کلی ہندوؤں کے ساتھ مصروف ہو گیا ہے۔

میرے ہی دوشمن نے میرے ہی بھائی کو حکم دیا کہ نظام تو کلی کو فوراً واپس گجرات بھیج دو۔ جب میں واپس آیا تو حضرت صاحب نے استفسار فرمایا ممکن کیا پایا۔ میں نے عرض کی حضور جو خدایہاں چھوڑ گیا تھا یہی خدا میرا دہاں بھی تھا جو وصلاً لا شریک ہے۔ اس طرح میرے ہی بھائیوں کو اطمینان آ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر جو دنیا فحش اور چلہ کشی کی جائے وہ باطل ہے۔ مومن کی عزت شریعت پر عمل کرنے سے ہے۔

سلطان العارفين حضرت علی سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
 طہوں پہ چھوڑ کرے فقیری کا فرمے دیوانہ ہو

مسلمان اور کافر کے نظریات جدا جدا ہیں۔ مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا پابند رہتا ہے۔ اور کافر کسی چیز کا پابند نہیں ہوتا۔ یعنی وہ حلال اور حرام میں امتیاز نہیں کرتا۔ اس لیے مسلمان اور کافر کے ساتھ جدا ہیں۔ بعدوں میں گائے کی پریشانی ہوتی ہے اور پاؤں کا رتن اٹکے یہ ہیں۔ گائے کا دودھ، بھن، دہی، گوہر اور بیضاب یہ ان کا شروب اور محرک ہوتا ہے۔ یہ خدا کے ناپسندیدہ کام ہیں۔

اگر آپ نے جو ہمیں دیا وہ پاکیزہ احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ ایک مرد آپ ﷺ اپنے غلاموں کے ساتھ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ آپ کی سواری تھوڑی گھبرائی تو آپ رک گئے۔ غلاموں نے عرض کی کہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں کو خطاب ہوتا ہے اور ہاں اور یہ تمہیں کر کے ہم کیا ہے۔ ایک قبر والا بیضاب کے پھنٹوں سے نہیں پچتا تھا اور دوسرا طبیعت کرتا تھا اس لیے دونوں خطاب قبر میں چلا ہیں۔ آپ نے ایک روایت کی دوشا بھی کاٹ کر

دونوں قبروں پر لگا دیں اور ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شامیں ہری رہیں گی ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

مسلمان کوئی بھی جنازہ نہ کرے مگر نہ دعا کا سب کی قبر پر ہی وجہ سے کوئی مذکوئی پر اور شاخ لگا کر آتے ہیں تاکہ ہمارے مسلمان بھائی عذاب قبر سے کچھ محفوظ رہ سکیں۔

دعائے نمبر 3

حضرت خواجہ محمد مسعود احمد انور رحمہ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے بیان میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے گاؤں کی عورتیں بہت پاکیزہ تھیں وہ روزانہ صبح فجر کی نماز سے پہلے انہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتیں پھر ذکر کے ساتھ ساتھ آنا گونہ تھیں پھر نماز پڑھنے کے بعد روٹیاں پکاتی تھیں اور ساتھ ذکر الہی کرتی تھیں اور جب انہوں نے ہجرت کی تو اسلام دشمنی کی بنا پر کافروں نے ان کے پستان کاٹ دیئے کہ ان کا دودھ پی کر مسلمان ہمارے دھمناقل آتے ہیں۔ آپ فرماتے حقیقت یہ ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتیں تھیں جس کا وہ ذکر کر کے اپنی اولاد کو خوراک کھلاتی تھیں جس بنا پر ان کی اولاد تک و پرہیزگار ہوتی تھی پھر آپ نے ہجرت کرنے والوں کا ایک دائرہ میں بیان فرمایا کہ جب مسلمان ہجرت کر کے امر قسری سے لاہور کی طرف آئے تو ہرج اٹاری ریلوے اسٹیشن پر ریل گاڑی تمام کی تمام کاٹ دی جس میں مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آنے کے لئے سوار تھے ان تمام مسلمانوں کو عسکوں کے ہاتھوں شہید کر دیا گیا جب یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی تو مسلمان پٹھانوں نے اس کے جواب میں گجرات ریلوے اسٹیشن پر کافروں سے بیڑی ریل گاڑی کو روک کر قتل و غارت شروع کر دی کچھ عورتوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے اس روز ریلوے اسٹیشن پر بڑے زور کی بارش ہوئی اور برف پاری ہوئی پھر اگلے کے جانے کا دن 1/2 3 کو قتل اسٹیشن پر گھوڑے ہلاک ہو گئے۔

دعوت نمبر 4

حضرت خواجہ محمد مسعود امرا نور رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں فرمایا کہ پاکستان بننے سے قبل حضور قبلہ عالم حضرت حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اب ہندوستان میں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے جس نے چلنا ہے میرے ساتھ پاکستان چلے آپ نے اپنا گاؤں ٹیچو شریف چھوڑنے سے قبل اپنی بی بیئیں کھول کر انہیں آزاد کیا اور انہیں اللہ کے سپرد کر دیا پھر آپ وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے آپ کے مریدین میں سے کچھ ہیں وہ ان میں سے آپ کی ایک مریدی جو بہن می ٹیکھو والی کے نام سے مشہور تھیں وہ ٹیچو شریف روہنگی تھیں اور اس کی بچیاں بھی وہیں تھیں ایک روز واقعہ یہاں ہوا کہ کھسوں نے آپ کے مکان کی کھلی دروازہ کو لڑا اور مکان میں داخل ہو گئے بچیاں باشریعت تھیں مگر کے اعدا بڑی کاٹ رہی تھیں جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ سکھ آ گئے ہیں اور ہماری بے پردگی ہوئی تو انہوں نے اپنی گھریاں اپنے پیٹ میں ماریں اور گھر کے اندر کنویں میں چلا گنگ لگادی اور بہن می ٹیکھو والی کے سامنے ٹپ ٹپ کر بیچوں نے جان دے دی یہ سچ بھی بہن می نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور رو رو کر یہ عرض کرتی تھیں کہ اگر میں حضرت خواجہ حبیب اللہ صاحب کی بات مان لیتی تو میری بچیاں زندہ رہتیں پھر وہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئیں۔ 1991ء میں بہن می ٹیکھو والی حضور قبلہ حبیب اللہ کے حزار پر حاضر ہوئیں اور اس وقت اس وقت رہیں اور یہ کہتی رہیں کہ اگر میں حضرت صاحب کی بات مان لیتی تو آج میری اولاد بھی میرے ساتھ ہوتی۔ یہ جملہ بار بار دہرائیں اور جب بھی کام کر تیں تو یہی جملہ بار بار دہرائیں کہ اگر میں حضور قبلہ عالم کی بات مان لیتی تو آج میں اپنی اولاد سے محروم نہ ہوتی بہن می کے ساتھ اچا ایک نوادر۔

حضرت مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا واقعہ یوں بیان فرمایا:

حضور قبلہ عالم کا ایک سرید جو مہذب تھا تا کہ اس کا نام محمد حسین تھا پاکستان بننے کے بعد پہلی شب برات کو آپ کو تلاش کرتے کرتے گمراہ آگیا جب مسلم بازار پہنچا تو قصاہوں والی گلی میں جہاں ٹکا لگا ہوا ہے وہاں سے گزر رہا تھا کہ کچھ شرارتی لڑکوں نے ان کے پیچھے کے ساتھ ایک آتش بازی کی شرٹائی باغی دے دی جب وہ چلی تو اس مہذب نے مڑ کر غصے سے پیچھے دیکھا تو پیچھے جتنی دکانیں تھیں سب کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئیں اور اس کے بعد اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہر سال شب برات کو ان دکانوں کو آگ لگ جاتی تھی۔

حدیث پاک میں ہے سرکار فرماتے ہیں کہ مومن کی نگاہ فرست سے ڈرے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

واقعہ نمبر 5

حضرت غولہ محمد مسعود احمد انور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز میں پھول لے کر گیا اور عرض کی میں یہ پھول حضرت صاحب کے حرار کے لئے لایا ہوں۔ آپ مجھے تعجب کرنے کی اہانت دیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ پھول آپ واپس لے جائیں اور ان پھولوں کو مسجد مید گاہ کے منبر پر رکھ دیں۔ مقصد یہ تھا کہ منبر پر جب میں پھول رکھوں گا اور مجھے حیاء آئے گی یہ پھول حلال کے ہیں یا حرام کے ہیں۔ اکثر لوگ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے انہی عقیدت لے کر اولیاء اللہ کے حرارت پر جاتے ہیں۔

حضرت صاحب مام آدمی کو حرار شریف پر پھول رکھنے کی اہانت نہیں دیتے تھے کو میں حلال کمانی سے پھول لے کر حضرت صاحب کے پاس کیا تھا مگر انہوں نے پھر بھی مجھے اہانت نہ دی۔ اکثر لوگوں کے مثل حمل سے اس واقعہ کا مشاہدہ ہوا کہ بعض لوگ کہہ کہہ کر شریعت کی پاداش نہیں کرتے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور

جاتے ہوئے کوئی سود خوری کا کفن پہنا ہے کوئی ذخیرہ امدادی اور کوئی رشوت لے کر تو کوئی
نشا و اشیاء بیچ کر کفن ممکن رہا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور تفریاتی میں زندگی گزار کر اور ہر قسم کی حرام کمائی
کا کفن ممکن کر دیا ہے رخصت ہو جاتا ہے اور اسے شعور بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم
کی کمائی کا حکم نہیں دیا تو حضرت صاحب اپنے بزرگوں کے حراز پر کسی کو اس وجہ سے اجازت
نہیں دیتے تھے کہ کوئی پھول لاکر مرے ہی و مرشد کے حراز پر دے سکے اور انہیں تکلیف ہو ایک
روز ایک تاراجی بمال کی حاضری دے رہے تھے حضرت صاحب کے حراز پر حاضر ہوا اور اس نے
غلاف اٹھا کر اس کے پیچے بکھڑا کر رکھی۔ حضرت قبلہ سید محمد اسحاق نور چینی کو کشف ہوا اور اپنے
عمر و مہارک سے کل کر حضرت صاحب کے قدموں کی طرف گئے اور اس شخص کو پکڑ کر باہر نکل دیا
اور احتساب کیا کرتے تھے وہاں کیا رکھا جائی بات پر اس کو کہا کہ تم نے جو بکھڑا کھا ہے اسے اٹھو
جب اس نے اپنی رزم اٹھائی تو آپ نے اسے آستانہ عالیہ صیو پر آنے سے منع کر دیا اور کہانی
عمر و مہارک میں اسے اٹھنا لے دیا یہاں ہی اصلاح کے لئے ایک قدم تھا۔

حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عمر و مہارک میں تشریف فرما تھے
کہ ایک بزرگ محبت آئی دکھائی دی تو حضرت سید حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں اس کو ایک ہنڈی گزار گیا ہے مجھے شک کرتے ہوئے دو خود آرام لیتی ہے اور وہی مجھے
کسی سے بات کرنے دیتی ہے تو اس کا میں عمل تلاش کر چکا ہوں۔ کیونکہ یہ محبت مسلسل ہی
طرح آ کر اپنے اعمار میں اپنی پسائی کا اٹھار کرتی تھی تو حامد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اس کی اصلاح اچھائی ساتھ اعمار میں کہتے ہوئے راجستانی فرمائی جب وہ بڑھی محبت
حضرت سید حامد شاہ صاحب کے قریب آئی تو اس نے سید کا پی شروع کر دی اس نے آئے

ہی کہا کہ صاحب میرا بھرا بھرا ہے وہ مسلسل اسی طرح چچا دیکھ کر کرتی رہی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی حمد جان کر اور استغفار کرو۔

اس عورت نے جواب دیا کہ آپ نے تو فرمایا ہے مگر میرا کوئی حال نہیں اور پھر وہ بارہویہ کوئی کرنے لگی اور کہنے لگی کہ صاحب میرا بھرا بھرا ہے تو کیا یہ بات سن کر حاد شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے گھر کے سامنے کئی زمین ہے تو اس نے کہا ہاں ابھر آپ نے پوچھا تمہارے گھر کے سامنے درخت ہیں؟ اس نے جواب دیا جی ہاں

پھر حضرت سید حاد شاہ صاحب نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور فرمایا کیا آپ کے گھر کے سامنے جو درخت ہے وہاں کوئی بھوکا کتا آیا تو تم نے اسے خیر مانا تھا وہ بڑی عورت سوچنے لگی اور جواب دیا جی ہاں میں دن پہلے اس درخت کے نیچے ایک کتا آیا تھا اور میں نے اسے خیر مانا اس طرح اس کے مسئلہ حل نکل آیا۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا بھرا بھرا تو ہوتا تھا بھوکے کتے کو تو نے مار کر ہٹا دیا ہے آجھہ ایسا مت کرنا اور اگر کوئی بھوکا جانور آ جائے تو اس کو کھانا کھلا دینا اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کرے گا۔

یہ اس بڑی عورت کی راجہائی احسن اعزاز سے ہوئی اور باشریت ہی نے اس عورت کو جانوروں پر رحم کرنے کا درس دیا اس کے برعکس اگر وہ کسی شخص پر رحم یا دیگر عملیات والے شخص کو دیکھ کر اس کے پاس جاتی تو اس عورت کو نہالے کیا کیا قصاصات ہوتے اور اس کے اعدا جانوروں پر شفقت کرنے کا جذبہ باہر نہ ہوتا بلکہ اس شخص کی جڑ کو پکڑ لیتے ہیں۔

عورتوں کے بارے چھ احکام

عورت کی بیعت کے حلقہ حکم یہ ہے کہ عورت چھری نہ کرے۔ امام محمد والہ جانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی

اجازت کے بغیر رقم خرچ نہ کرے۔ جب کہ بڑی محنت باہر نکل سکتی ہے جب کہ جہان محنت کو پردہ کا حکم ہے۔ حضرت علامہ سید کبریاہ مظہر ایک وعظ میں فرماتے ہیں میں تمہیں قرآن وحدیث کی باتیں سناتا ہوں اور اس کی تقلید کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تمہیں یاد رہا اچھا لگتا ہے جو تمہیں تعویذ دعا کے دے کر تمہارا دل و حناغ ضائع کرے۔ حضرت خواجہ سید مسعود احمد انور چنبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہی وہ ہوتا ہے جہاں آخرت میں کام آئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۳۱ جلد دوم صفحہ نمبر ۴۷ میں لکھتے ہیں کہ یہ استاد اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت اور راہنمائی کریں اور ان کی ہرکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں سہولت اور آسانی حاصل ہونے سے کہ مرید جو کچھ چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں۔

وعظ نمبر 6

حضرت خواجہ سید محمد مسعود احمد انور چنبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے وعظ شریف میں حضرت راجہ بھری رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں یوں فرمایا کہ جب حضرت راجہ بھری فرودست ہوئیں تو ایک تاجر غریب کو انہیں اپنے گھر لے گیا اور ان سے اپنے گھر کا کام کاج کھانے لگا جب اس کے گھر کے کاموں سے فارغ ہوئے تو کراچی میں مشغول ہو گئے اور اپنے سب سے دعا کر گئے کہ اس تاجر کے دل میں رحم فرما کہ اسے خدا ہی مجھے آزاد کرے یہاں تک کہ میری ہر کار اللہ تعالیٰ کی مہارت کر سکے۔

اور جب سڑ میں پہنچا تو یہاں اس کے کانوں میں چلتی اس کو قہقہہ ہوتا کہ یہ

یہاں تک پہنچا کہ اپنے گھر میں پہنچا تو حضرت راجہ بھری کام سے فارغ

ہوئیں اور ذکر الہی کے لئے اپنے حجرہ میں جلی گئیں جب آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو عرض کی اے خدا اس شخص کے دل میں غری زائل دے اور مجھے آزاد کر دے تاکہ میں آزادی کیساتھ جی بھر کر تیری عبادت کر سکوں تاجر گھر میں موجود تھا اس نے یہ دعائیہ کلمات سنے جو کہ وہ اپنے سفر میں سنتا تھا دعا کرنے والی راجہ بھری تھیں اور سننے والا تاجر وہ سوچنے لگا یہ وہی آواز ہے جو میں سفر میں سنتا تھا یہ ضرور کوئی اللہ والی ہے۔

اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر گیا اور آپ کو ذرا آزاد کر دیا اور حضرت راجہ بھری سے عرض کرنے لگا آپ آزاد ہیں اور جس طرح چاہیں عبادت الہی کریں۔ بلکہ ایک خادمہ بھی مظاہر نامی اس طرح حضرت راجہ بھری خوش و غشوع سے ذکر الہی میں مشغول ہو گئیں۔

ایک روز حضرت راجہ بھری نے اپنی خادمہ سے فرمایا کسی شخص کو بازار بھیجنا کہ پکوانی کیلئے وال لے آئے۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کسی انسان سے دال لے کر آنا۔ خادمہ نے تاجر کے غلام کو بلا یا اور غلام فوراً اعدا کیا تو حضرت راجہ بھری پر وہ میں اعدہ جلی گئیں۔ اسی کیفیت میں حضرت راجہ بھری نے خادمہ سے کہا کہ اس شخص سے پچھو میرے جسم کا کون سا حصہ سے نظر آیا ہے۔ خادمہ کے احتیاط پر اس غلام نے جواب دیا مجھے اور کچھ نظر نہیں آیا مگر چوٹانی کے چند ہال مجھے نظر آئے ہیں اس پر حضرت راجہ بھری نے چوٹانی سے وہ چند ہال کاٹ دیئے۔ اور وہ پورے خادمہ سے کہا اس کو ہایت دج کہ کسی انسان سے دال خرید کر لائے۔ خادمہ نے جب کہا وہ غلام سوچنے لگا مجھے کیا مظلوم کا انسان کون ہے اور میں کس طرح مجھ سکوں گا کہ انسان کون ہے۔ اس پر حضرت راجہ بھری نے اپنے سر کا ہال اتار کر غلام کو دیا اور کہا جس دو کا عمار کے پاس کڑے ہو جاؤ گے اس دو کا عمار سے اس ہال کے حلق پر چمن تھیں وہ جو جواب دے گا تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ انسان کون ہے۔

خام بازار بھیج کر پہلے دوکاندار کے سامنے گیا اور ہال کے حلق استفسار کیا تو وہ جانور کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ دوسرے دوکاندار کے سامنے ہال کرنے سے بھی وہی صورت حال ہوئی۔ اس طرح کرتے کرتے وہ آخر دوکان تک پہنچا تو اسے پورے بازار میں صرف ایک دوکاندار انسان نظر آیا۔ وہ غلامِ حیرت میں چ گیا۔

جس دوکانداروں کے چہرے بدلے وہ کسی نہ کسی صیپ میں جلتا تھے کوئی ناپ تول میں کی کرتا کوئی ملاوٹ کرتا۔ لیکن جس دوکاندار کا چہرہ تہذیب نہ ہوا وہ نہایت ایماندار اور ایک ہاتھ میں حق تھا۔ ذکرِ اسمی میں مشغول ہو کر اپنے فرائض کی ادائیگی کرتا تھا اس طرح اس شخص کو حضرت مہرباری کے مقام کا علم اس دنیا کے بازار کے ذریعے ہو گیا۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ دنیا مقدارِ تاجرِ انبیاء اور صدیقین کی صفوں میں روز قیامت کٹڑا ہوگا۔ ہدایت اور ملاوٹ کرنے والے تاجر کے بارے میں فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



باب نمبر 6

چند مساجد کی تاریخ

- ☆ جامع مسجد دہلی کی تاریخی حیثیت
- ☆ جامع مسجد شاہی لاہور
- ☆ آگرہ
- ☆ جامع مسجد عید گاہ گجرات پاکستان کی تاریخی حیثیت
- ☆ جامع مسجد عید گاہ گجرات پاکستان کے خطباء کرام



باب نمبر 6

جامع مسجد دہلی کی تاریخی حیثیت

جامع مسجد دہلی محل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی یادگار ہے۔ اس مسجد کے افتتاح کے لیے حاکم وقت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آیا تو اس روز وہاں ایک واقعہ پیش آیا۔

ایک مہذب جس کا نام ”سرست“ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی حرکات و سکنات عجیب و غریب تھیں۔ مسجد کے اس پاس سنی والوں نے توجہ کا اظہار کیا۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا تو یہی مہذب ایک قریبی مکان کی صحت پر جا بیٹھا۔ جب خطبہ ختم ہوا اور لوگ نماز جمعہ کے لیے منوں میں گھڑے ہوئے تو وہ بھی بچے اتر کر سب سے آخری صف میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جگہ بنی تھی وہاں بھی لوگوں نے صف بنالی تھی۔ جب امام نے تکبیر پڑھ دی تو اس مہذب نے یہ الفاظ پڑھا ”واللہ اعلم“ اور اسے کہ ”جو نیت امام نے کی وہ نیت میرے قدموں کے نیچے ہے۔“ اٹھا کبیر جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے سب نے یہاں اس کی تھی۔ اس پر حاکم وقت کو شدید رنج ہوا اور مہذب عالمگیر اس مہذب کے ایمان کی تصدیق کرنے لگا کہ یہ واقعی مسلمان ہے اس نے لوگوں سے یہ جہاد شروع کیا کہ یہ نماز ادا کرتا ہے تو لوگوں نے کہا کہ تمنا دینا سے یہ عجیب و غریب حرکات کر رہا ہے۔ اس کو مسجد میں کم ہی دیکھا گیا ہے اور مہذب نے اس مہذب کو طلب کیا۔ اس سے کہا گیا کہ اگر خدا تو اس نے صرف لا الہ الا اللہ تک پڑھا۔ پھر اس مہذب پر غصہ کیا گیا کہ اس کا ایمان مکمل نہیں اور اس نے بہت بدی کئی کی ہے اس پر شہنشاہ نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔

جب اس مہذوب کا سر خم کیا گیا تو دہلی میں رڑے کے پلکے جھٹکے محسوس کیے گئے۔
 اس مہذوب کے بچہ مرشد کو جب خبر ہوئی تو وہ دہلی میں آ پہنچے اور اورنگ زیب عالمگیر سے
 ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ کس جرم میں قتل کیا؟ تو واقعہ اس مہذوب کے بچہ مرشد کو ظاہر کیا۔
 اس واقعہ کو سننے کے بعد مہذوب کے مرشد نے بتایا کہ اس جامع مسجد دہلی کے
 امام کی صرف پچاس ہیں اور وہ نیت کے وقت سوچ رہا تھا کہ حاکم وقت سے عرض کروں گا
 کہ میری اتنی پچاس ہیں اور مجھے ان کے لیے چیز کی ضرورت ہے اور میں مجھے بادشاہ سے
 کچھ مل جائے گا۔ وہ مہذوب اس کی اس نیت کو جان گیا تھا اور اس لیے اس نے کہا جو نیت
 امام کی ہے وہ میرے قدموں کے نیچے۔ کیونکہ مہذوب جس جگہ کھڑا تھا وہاں نیچے زمین میں
 خزانہ دفن تھا۔

اس مہذوب کے مرشد کی بات سن کر اورنگ زیب نے اس جگہ کھدائی کا حکم دیا اور
 کھدائی کے بعد حقیقت وہاں سے خزانہ برآمد ہوا۔ اور پھر امام سے بھی باز پرس کی گئی تو اس نے
 وہی جواب دیا کہ جہاں پناہ اچھٹکا میں ایسا ہی سوچ رہا تھا۔ یہ ساری کاروائی دیکھ کر
 شہنشاہ عالمگیر بہت اسرہ اور شرمندہ ہوا۔

اس نے پھر حکم دیا اس مہذوب کا حوزہ دہلی کی جامع مسجد میں تعمیر کیا جائے۔ اس
 طرح شاہی جامع مسجد دہلی میں آج بھی سرست مہذوب کا حوزہ مربع خلافتی ہے۔ اسلامی
 احکامات میں ایسا کبیرنی کا حکم حاکم وقت کو ہے۔ لیکن اس وقت امامت پر قاضی محض حاکم
 وقت نہ تھا بلکہ نیا پرست عالم تھا۔ اس لیے یہ واقعہ پیش آیا۔ حوالہ اقبال

حیرتی نماز ہے سرون حیرا امام ہے حضور

ایسی نماز ہے گزرا ایسے امام سے گزرا

ہاں جن کے عمل ہوں ہے غرض

ان کی جڑا ہی۔ کچھ۔ اور ہے

اسلام میں امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ دو منصب ہیں۔ عام مساجد جو کہ شہروں، دیہاتوں، قصبوں اور غلوں میں ہیں ان کے امام امامت صغریٰ پر فائز ہیں۔ جبکہ امامت کبریٰ مکران کے لئے ہوتی ہے جس کی مثال حضور ﷺ کے دور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی اور مکران قوم کا امین ہوتا ہے۔ اس کی رعایا میں عورتیں ماں، بہن اور بیٹی کا حق رکھتی ہیں۔

حضرت مرست کے بارے میں مختلف کتابوں مختلف انداز میں واقعات تحریر کئے گئے لیکن اس واقعہ کو تاریخ کے اوراق میں بڑی بے دردی کے ساتھ نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

شاعی سہلا اور

برصغیر میں اسی طرزِ فقیر کی دوسری جامع سہلا اور ہے۔ اس کی فقیر بھی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کراچی اور اس کے اقتدار کے موقع پر حاکم وقت اورنگ زیب عالمگیر نے خود ملازکی امامت کراچی۔

جبکہ جامع سہلا دہلی کے اقتدار کا واقعہ اس کو ذہن نشین تھا اور اسلامی حقیقت پر اس کو پتہ تھا کہ امامت کبریٰ کا منصب اسلام میں مکران کو حاصل ہے۔ اس لیے اس نے خود ملازکی امامت کراچی۔ جامع سہلا دہلی اور جامع سہلا اور کا نقشہ ایک ہی ہے۔ اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے دینی کاموں میں بہت تنگ دود کی اور علماء کرام کو اپنے ساتھ رکھا۔ اس کا مقصد حیاتِ بقا کر تحفہ شاعی کو قلاعت سے بچایا جائے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی لڑائی دکنی اور لگاؤ کی وجہ سے علماء کرام کو اکٹھا کیا گیا اور برصغیر کے علماء ان کے لیے عام فہم انداز میں اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لیے کہا۔ انداز میں مکران کے علمی و ادبی اعتبار سے کام کے لیے علماء کرام الدین کو تمام علماء کا

سرباد مقرر کیا گیا اور ملا نظام الدین کی سربراہی میں پانچ سوطاء کرام کا ایک وفد نکلا۔

ان ملا کرام میں مولانا عبداللطیف، علامہ اسد اللہ گیلانی، مولانا سید محمد قوثی، مولانا پیر محمد ہاشم اور مولانا محمد صالح جیسے جید علماء سے استفادہ کیا گیا۔ مائیکرو کو خود چار زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ فارسی زبان کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ ہفتہ میں دو تین دن سید محمد قوثی سے امام غزالی کی کتاب "احیاء العلوم کا مطالعہ کرتا تھا۔ اس کے دور میں ہی ان علماء کی کاوشوں سے "قادیانی مائیکروی" تیار ہوا۔ لاہور کی شاہی مسجد کے ساتھ 360 حجرے تعمیر کرائے گئے جو کہ ان علماء کی رہائش کے لیے تھے اور تمام علماء کرام ملا نظام الدین کی سربراہی میں کام کرتے رہے۔ اب موام الناس ان تاریخی حجروں کی حیثیت سے واقف ہو چکے ہیں جو کہ بہت بڑی تاریخی غلطی ہے۔ ان حجروں کی کچھ نشاندہی اس طرح ہوتی ہے 27 اگست 1901ء میں "فتح نبوت کانفرنس" بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس کی سربراہی پیر مرطلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آف گلڑہ شریف نے کی۔ اس وقت جو ملا کرام پیر صاحب کے ہمراہ تھے انہیں انہی حجروں میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اورنگ زیب علماء کرام کا قدردان تھا اس کے میں موام الناس کے لئے شاہی خزانے ہر وقت کھلے رہتے تھے اس کے بعد اس کے وہ چالیسین آپس میں لڑے اور قتل ہوئے، اب فیروں کے لئے میدان کھلا ہے اس کے بعد حکموں نے بھی حکومت کی اور انگریز نے بھی ملا اس اقبال کے حوالے کے پاس اب بھی ایک لاہوری ہے جو کہ اس وقت کی یادگار ہے۔

آگرہ

آگرہ کا عظیم الشان شہر دریائے جمنا کے کنارے آباد ہے۔ آگرہ کو شہنشاہ اکبر نے 1566ء میں آباد کیا اور سو سال سے راجہ مرزا کیر اور اس کے چالیسین بھائی گنیر اور شاہ جہاں کا پایہ تخت "آگرہ" تہا۔ اس شہر میں شہنشاہ اکبر نے ایک عظیم تعمیر کرایا اور اس میں

فیش محل اور موتی سہاگرہ دیکھنے کے قابل ہے۔ قلعہ کے باہر شاہ جہاں شکرانے اپنی شہی جہاں آرام کے نام سے ایک سہاگرہ کھدائی اس سہاگرہ کا بہت ہی شاعر ہے۔ محل بادشاہ اکبر نے صوبہ آگرہ اور اودھ ضلع کے قصبہ ”فتح پور“ جو کہ آگرہ شہر سے 32 میل مغرب کی طرف واقع ہے اس کی بھی بنیاد 1570ء میں رکھی۔ فتح پور کی بنیادیں اس غرض سے اکبر بادشاہ نے رکھی کہ اس کو بیٹے کے لیے پایہ تخت بنایا جائے گا۔

خاک جہانگیری میں خور ہے کہ اکبر بادشاہ کی اولاد زعمہ نہیں رہتی تھی۔ اس زمانے میں ایک خدام سیدہ بدلیں ”شیخ سلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ“ فتح پور بکری کے نزدیک ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ گدڑوں کے لوگ ان بزرگ کو نہایت عزت و ادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک روز شہنشاہ اکبر بھی شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوا اور دعا کی التجا کی۔

ایک موقع پر جب وہ بزرگ وہاں میں تھے تو شہنشاہ اکبر نے دریافت کیا کہ میرے کئے جیسے ہیں گئے تو اس پر شیخ سلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا آپ کو تعین جیسے عطا فرمائے جو کہ وعدہ ہیں گئے اس پر اکبر بادشاہ نے عرض کی پہلا آپ کی نذر کر کے آپ کی تربیت میں دل لگاؤ اس التجا کو ”شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ“ نے قبول فرمایا۔ اکبر بادشاہ کی بھائی جہانگیری کی والدہ جب وضع حمل کے قریب پہنچی تو بادشاہ نے اسے بھائی بھیج دیا۔

اسی لیے اکبر بادشاہ نے اس بچہ کو مقدس بچہ کا بیچا پائے تخت قرار دیا۔ اور اس طرح بچل دہرائے تو چند، چند سال کے عرصہ میں اوقات، محلات اور سبزو داروں میں تبدیل کر دیا۔ اور ان گزشت صوبہ فتح کرنے کے بعد اس بچہ کا نام فتح پور بکری مشہور ہو گیا۔

جہاں لب بکری پانی جمائے، نہا چار اوقات لاش دہی ہیں۔ شہر میں ایک عالمین مسجد ہے جس میں بائیں ہونے کے لیے نہیں بیٹھیں۔ اور یہاں ہے اور یہی ہے کے

اور ایک عالی شان دروازہ ہے جسے بلند دروازہ کہتے ہیں اس سے گزر کر ایک وسیع کٹان مین میں داخل ہوتے ہیں اور اسی مسجد میں حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حرار مبارک ہے۔

(مجلد کتاب فتح سائران مدینہ ص 155، 154، 155، 1908ء مطبوعہ)

آگرہ میں شاہجہاں نے تخت طاؤس چھ کرؤں کی لاگت سے تعمیر کروایا جسے شاہ

شاہ 1050ء میں ایران لے گیا۔

جامع مسجد عید گاہ گجرات کی تاریخی حیثیت

بادشاہان افغنیتر جو کہ گجرات کے رہائشی تھے انہوں نے دہلی، آگرہ اور لاہور کی بادشاہی مساجد کی سیاحت کی۔ اس کے بعد بادشاہان نے ان مساجد کی طرز پر یہ نقشہ تیار کیا۔ 1914ء میں اس مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ جامع مسجد عید گاہ بھی تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ اس کی تعمیر 1934ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی حدود فی دہلیارہ چار گنبد تعمیر کیے گئے۔ یہ گنبد ہمایوں کے مقبرے کے عکاس ہیں۔ مسجد کے سامنے فی ٹی روڈ گزرتی ہے جو کہ شیر شاہ سوری نے اپنے دور میں بنوائی۔ اس نے مغل فرمانرواؤں سے اقتدار چھینا اور پانچ سال حکومت کی۔ اس دوران شیر شاہ سوری نے تین سڑکیں تعمیر کروائیں۔ ان میں ایک بڑی سڑک بنگال سے پٹنہ تک تھی جسے جرنلی سڑک اور سی ٹی روڈ بھی کہا جاتا ہے۔

مسجد عید گاہ اور سڑک کے درمیان پلاٹ جو کہ 100 فٹ سے زائد ہے اس میں پھلدار پودے لگوائے گئے تاکہ مسافر و عشقوں کے سامنے میں آرام کریں اور تازہ پھول سے اپنی بھوک مٹا سکیں۔ شیر شاہ سوری نے ایک سرائے بھی گجرات میں تعمیر کروائی جو کہ پہانی لا سٹریٹ چٹل، موجودہ نوادہ چک کے قریب تھی تاکہ مسافر یہاں آرام کر سکیں۔

شیر شاہ سوری کی مسلمانوں کے بارے میں سوچ یہ تھی کہ مسلمان تازہ پھل استعمال کریں۔ لہذا اس سوچ کو کرفل ڈرائی نے بھی اپنایا۔ آج کے دور میں مسلمان

تاجروں اور حاکموں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ان دلوں قسموں کے افراد یعنی تاجروں اور حاکم کا نظریہ صرف دنیاوی مال و متاع حاصل کرنا ہے۔

اور آج بھی تاجراجگی قسم کا فروٹ ہر دن ممالک پر آد کر رہے ہیں اور آج بھی مسلمان خالص اور بھریں بھل حاصل کرنے سے محروم ہے۔ شیر شاہ سوری انصاف پسند حکمران تھا۔ اس کے دور حکومت میں خواتین کا بے حد احترام تھا۔ ان کو ماں، بہن اور بیٹی کے تقدس کا رخصہ حاصل تھا۔ شیر شاہ سوری کے دور حکومت میں اس کا بیٹا ہتھی پر سوار شاہی لشکر کے سردار ایک کچی ہتھی کے قریب سے گزرا۔ ایک مکان کے قریب سے وہ گزرا تو اس مکان کی چھت اور دیواریں ہتھی تھیں۔ جبکہ اس مکان میں ایک عورت کھڑی تھی۔ شیر شاہ سوری کے بیٹے نے پان کی پگھاری اس عورت پر پگھل کر اس کے بدن پر گری۔ اس کی اس حرکت سے وہ عورت خود کشی کے ارادے سے بھاگی تو اس عورت کے شوہر نے اپنی بیٹی کو دھکا دیا کہ ہم بادشاہ سے شکایت کرتے ہیں کیونکہ وہ انصاف پسند اور مسلمان ہے۔

اس طرح دلوں میں بیٹی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے ان سے باز پرس کی کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ اس عورت نے تمام واقعہ شیر شاہ سوری کو سنایا۔ شیر شاہ سوری نہایت برہم ہوا اور بیٹے کو طلب کر لیا۔ دوسرے جرنیل جو کہ شاہی دربار میں موجود تھے شیر شاہ سوری کے بیٹے کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ بادشاہ نے انہیں تھوک دیا اور کہا کہ یہ دلوں میں بیٹی بھی میرے بچوں کی مانند ہیں۔ جرم کرنے والا کوئی بھی کیوں نہ ہو ہمارے سردار میں بھی نہایت عاف نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت شیر شاہ سوری نے یہ فیصلہ دیا کہ جس طرح میرے بیٹے نے یہ حرکت کی ہے اسی طرح اس عورت کو ہتھی کی ساری دی جائے گی اور میرے بیٹے کی جگہ کے بدن پر اسی طرح پان کی پگھاری پھینک کر آئے۔

یہی انصاف ہے۔

یہ فیصلہ سن کر وہ بعد بہت خوش ہوا اور اس نے کہا جہاں چاہا آپ نے وہاں میں مجھے اور میری بھاری کواچے بچوں کی طرح تسلیم کیا ہے۔ مجھے انصاف مل گیا ہے اور میں اپنی خوشی سے اپنے مجرم کو معاف کرتا ہوں۔

جامع مسجد مہدیا، اگرچہ مظاہرِ حقیر کا شہکار ہی لگتی ہے لیکن اس عمارت کے اپنے انفرادی لوازمات بھی ہیں جو کہ اسے دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔

۱۔ یہ واحد مسجد ہے جو کہ شیر شاہ سوری کی مٹائی ہوئی جرنیلی سڑک پر واقع ہے اور اسے مثل سکرانوں نے تعمیر نہیں کیا۔

۲۔ اس کی دیوڑنی دیوار پر جو چار گنبد نمایاں ہیں اس بات کی گواہی کرتے ہیں کہ مظاہرِ سکرانوں نے محام الناس کا خزانہ وار تھیں مگر زمین میں دفن کر دیں اور عاہلینِ بادشاہ کے مقبرے پر بھی اسی طرح کے گنبد ہیں۔

شیر شاہ سوری نے اپنے پانچ سالہ دورِ حکومت میں محام الناس کے قلعے کے لیے بہت سی سڑکیں تعمیر کروائیں ان کے گرد سایہ دار درخت اور پھلدار درخت لگوائے تاکہ عام الناس اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے شہروں اور راستوں میں مسافروں کے لیے سرائے تعمیر کروائیں اور پانی کی پاؤلیاں بھانئیں تاکہ محام سڑک کے دو سران کسی قسم کی پریشانی محسوس نہ کریں۔ اس کے بعد یہ سڑک ایک المناک واقعہ کی بھی گواہ ہے کہ جب برصغیر کے محام پر ظلم ہوا اور قلعہ چھینا تو اسی سڑک پر مسلمانوں نے ہجرت کی اور افغانستان کی طرف چلے گئے ان اللہ سکران جو کہ افغانستان کا تھا اس نے دودھ لے کر دے کر دیے اور اسی جرنیلی سڑک کے ارد گرد باغات میں مسلمانوں نے چٹاؤ لی اور قلعہ اور سڑک سے لگی افراد جاں بحق ہو گئے اور ان کی قبریں بھی سڑک کے ارد گرد بنائیں۔

تمام پاکستان کے وقت 1947ء میں جب بعدِ جان سے مسلمان ہجرت

کر کے پاکستان آئے اور سکوں نے خون خرابہ کیا تو کئی مسلمان خاندان جو کہ بذریعہ ریل گاڑی گجرات پہنچے ان کا ایک ہی مسجد عیدگاہ میں بنا۔ اس طرح کئی ہجرت کر کے آنے والے خاندانوں کو پاکستان میں پہلا مکان دے کر جامع مسجد عیدگاہ گجرات نصیب ہوا۔

اس مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد محل شہنشاہوں کی تعمیر اور اس کی تعمیر کا موازنہ کرنا ہے۔ محل حکمرانوں نے عمارت کی تعمیر اپنے چاہ و ختم کو برقرار رکھنے کے لیے کی اور مسجد عیدگاہ کی تعمیر ان کے مقابلے میں صرف عوام الناس کے فائدے کے لیے ہے۔ اس کی تعمیر میں کسی بھی فرد کا اپنے کارنامہ کو نمایاں کرنا ہرگز نہ تھا بلکہ فضول رقم کا ضیاع اور اپنی من پسند تعمیرات منظر کا شیعہ رہا جبکہ اس طرح تعمیر کی جامع مسجد عیدگاہ صاحب ثروت اور درود منہ علی گجرات کا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



مسجد عید گاہ جی ٹی روڈ کجرات کے خطباء کرام جنہوں نے اول خطبہ جمعہ المبارک پڑھایا (از اول تا حال) مختصر حالات و زندگی

مولانا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

جی ٹی روڈ کجرات کی عظیم الشان عید گاہ مسجد میں جمعہ المبارک کی نماز کی ابتداء قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ آپ کو قاری احمد حسین فیروز پوری کہا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش 1914ء بمطابق 1333ھ کو مہاراجپور کے ہاں موضع کوسئی تحصیل بمبھڑ ضلع رچک اضلاع میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم محل اپنے گاؤں سے حاصل کی اور بعد ازاں درجہ دکھائی اور تجویذ و قراءت کے لیے دہلی چلے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا صاحب حسین صاحب سرگھرست ہیں اور دہلی میں قاری شیر حسین سے تجویذ و قراءت میں مہارت حاصل کی۔

1945ء میں آپ کجرات تشریف لائے اور مسجد جلال الدین اور مقبرہ پاٹری شاہ مسجد میں خطاب کیا۔ لوگوں کو آپ کا اعداد و خطابت بہت پسند آیا۔ چنانچہ اہل کجرات کے بے حد اصرار پر مستقل کجرات آ گئے۔ 33 ری قصبہ 30 اپریل 1960ء بروز ہفتہ ساڑھے بارہ بجے آپ کا وصال ہوا۔ قاری احمد حسین کے وصال کے بعد آپ نے دو شاگرد چھوڑے۔ مولانا محمد دین راجپوری کجرات اور قاری محمد علی آف کراچی۔ قاری احمد حسین کے وقت جمعہ کی نماز کا آغاز ہوا اور نماز پنجگانہ کی جانے لگی۔ اس وقت مسجد عید گاہ کی یہ حالت تھی کہ پرانے نمازی چناب جانی نظام گاور

صاحب سڑک پر کھڑے ہو جاتے تھے اور کوئی راہ گزر گزرتا تو اس کو روک لیتے تھے اور اسے نماز کی دعوت دیتے تھے۔ جب دو تین آدمی ہو جاتے تو جماعت کیلئے انہیں مسجد میں لے آتے۔ ان ہی بزرگوں کی کوشش سے مسجد آباد ہوئی۔ اس سے قبل یہ مسجد فقط عید گاہ کیلئے آباد ہوتی تھی۔

مولانا سید محمود شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرے خطیب جامع مسجد عید گاہ کے سید محمود شاہ گجراتی تھے جو کہ 1924ء میں پیدا ہوئے اور گیارہ برس تک فی کبیل اللہ عید گاہ مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ آپ نے پہلا مصلی گیارہ برس اور چھ ماہ کی عمر میں سنا یا۔ 17 برس کی عمر میں آپ نے امیر ملت قبلہ سید عیاض علی شاہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ ہی سید ولایت علی شاہ کے فرزند تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت سید حبیب اللہ شاہ قدس سرہ، علامہ عہد الخضر بڑا بدی، حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی مہر الدین اور حضرت سیدنا ابراہیم کات شامل ہیں۔ آپ کا وصال 25 جولائی 1987ء بروز ہفتہ ہوا۔

مولانا مبارک علی الدین رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد عید گاہ کے تیسرے خطیب حضرت مولانا مبارک علی الدین ہیں جو کہ 1925ء میں حضرت علامہ الدین یوسف علی الدین قادری کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے اور دینی تعلیم حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ مکمل کی اور ملوک سک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی۔ کچھ عرصہ آپ نے محکمہ اکناف میں ملازمت بھی کی۔ آپ نے دعویٰ کے آخری ایام تک ادارہ کتب مسجد شاہ ولی اللہ دہلی میں گزارے اور وہیں وصال فرمایا۔

مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد میدگانہ جی ٹی روڈ کمرات کے چوتھے خطیب حضرت مولانا سید علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لالہ موسیٰ کے قریب گاؤں موہلہ کسلہ پنڈ میں مکانات خاندان میں میاں محمد علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے حفظ قرآن مدرسۃ تعلیم القرآن شاہ ولایت سے کیا اور دینی کتب کی تعلیم مفتی احمد یار خان فیضی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مفتی صاحب سے فارغ ہونے کے بعد فارغ التحصیل ہونے کے بعد انجمن خدام صوفیاء کے مدرس اور صدر معلم بنے۔ مفتی صاحب کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ تفسیر فیضی آپ کے ہاتھ سے قلم سونپ دی ہوئی۔ آپ نے طریقت کے معاملہ میں حضرت شاہ ولایت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے علاوہ آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں آستانہ عالیہ چورہ شریف، آستانہ عالیہ علی پور شریف سرگرمست ہیں اور حضرت مولانا سید حبیب اللہ قدس سرہ سے بھی اجازت حاصل تھی۔ خاص طور پر سلوک کی حیرتیں حضرت حبیب اللہ صاحب نے حافظ سید علی کو طے کر دائیں۔ آپ نے جامع مسجد میدگانہ میں سترہ برس اور الحمد للہ دن خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ اس سے قبل مسجد میاں جلال دین ٹکڑ خواجگان میں مدرسہ اور خطابت کے فرائض آپ کے لئے تھے۔ آپ کا وصال 1982ء میں ہوا۔ آپ کمرات کے مشہور قبرستان خواجگان میں مدفون ہیں۔

مولانا حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

جامع مسجد میدگانہ جی ٹی روڈ کمرات کے پانچویں خطیب حضرت علامہ حافظ غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی پیدائش بھی لالہ موسیٰ کے قریب گاؤں کسلہ پنڈ میں

ہوئی۔ آپ حافظ سید علی کے حقیقی برادر خورد تھے اور آپ کے والد کا نام میاں محمد علی ہے۔ حافظ سید علی کی طرح آپ نے بھی حفظ قرآن پاک کوئلہ ارب علی کی 11 میل کے فاصلے پر ایک گاؤں مفردہ سے حاصل کیا۔ دیگر اسلامی علوم ترجمہ قرآن پاک، تفسیر وحدیث و فقہ اپنے بڑے بھائی حافظ سید علی سے حاصل کیا۔ آپ نے 22 برس جامع مسجد میدگانہ میں بطور پیش امام فرائض سرانجام دیے اور حافظ سید علی کے بعد تھوڑے عرصہ تک جامع مسجد کے خطیب کے طور پر فرائض سرانجام دیے۔ آپ نے حضرت سید حبیب اللہ قدس سرہ کے وسیع مبارک پر بیعت کی تھی۔ آخری جمعہ میں آپ نے جو تقریر کی اس کا موضوع تھا ”حبیب کیا ہے؟“ بڑی مباحثہ و تفصیل سے بیان کیا۔ آپ نے مختلف دلائل دے کر سادہ سے الفاظ میں عام لوگوں کو یہ سمجھایا۔ اس جمعہ المبارک کے بعد آپ کی طبیعت نامناسب ہو گئی اور اگلے جمعہ المبارک پر آپ نے دو خطبہ متبادل کر دئے۔ ایک آپ کے شاگرد مولانا محمد طفیل صاحب اور دوسرے پروفیسر منور دین شیخ تھے۔ پہلے مولانا محمد طفیل نے تقریر کی اور دوسرے نمبر پر پروفیسر منور دین نے۔ حافظ صاحب عام نمازیوں میں بیٹھ کر دونوں کا بیان سننے رہے۔ بعد ازاں از جمعہ حافظ غلام نبی نے فرمایا کہ پروفیسر منور دین شیخ میرے بعد نماز جمعہ کا خطبہ دیں گے جبکہ مولانا محمد طفیل ان کی معاونت اور ہدائی فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ کی زندگی نے وفا کی اور چند عرصہ کے بعد وفات پا گئے اور کلمہ پڑھنے کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

پروفیسر منور دین شیخ رحمہ اللہ علیہ

پروفیسر منور دین شیخ ولد محمد دین شیخ کمرات خیر کے مشہور قصبہ جلالپور جٹان
میں 20 دسمبر 1918ء میں پیدا ہوئے۔ شریک یک تعلیم جلالپور جٹان ہائی

سکول سے حاصل کی۔ حافظ غلام نبی کے بعد جامع مسجد عید گاہ جی ٹی روڈ کے چھٹے خطیب مقرر ہوئے اور بلا معاوضہ عرصہ تقریباً ساڑھے گیارہ سال تک یہ فرائض سرانجام دیے۔ آپ نے تدریسی خدمات پاکستان کے مختلف کالجوں میں بطور اسلامیات مدرس سرانجام دیں۔ ان میں اسلامیہ کالج پشاور، اسلامیہ کالج سرگودھا، گورنمنٹ کالج چنڈی کھپ، گورنمنٹ کالج پکوال شامل ہیں۔ ایک دفعہ چنڈی کھپ کالج میں مقرر تھے کہ بھٹو دور میں ایک روز کالج کے طلبہ غرے بازی کر رہے تھے کہ ہم امتحان کا بیٹکاٹ کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ استاد کا اس دور میں احرام تھا جب میں کالج گیا تو انہوں نے مجھے راستہ دے دیا۔ میں نے طلبہ سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو طلبہ نے کہا کہ جوائنٹ شیٹ لگائی گئی ہے اس کے مطابق ہم امتحان نہیں دیں گے۔ میں نے کہا کیوں امتحان نہیں دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ڈاء القطار علی بھٹو نے مراسلہ بھیجا ہے ہم بغیر امتحان پاس ہیں اس لیے ہم امتحان نہیں دیں گے۔ میں نے کہا کہ تمہاری یونین کا جو صدر ہے وہ میرے دفتر میں آجائے آپ وہاں بطور پرنسپل تھے۔ جب طالب علم راہنما میرے دفتر میں آیا تو میں نے اس سے وہی سوال کیا آپ امتحان کیوں نہیں دیں گے جوائنٹ شیٹ آپ نے لگائی ہے وہ اتار دیں۔ ڈاء القطار علی بھٹو کا مراسلہ اس نے مجھے دیا جس پر لکھا ہے جو طالب علم اول تا دہم جماعت میں ہیں وہ دسویں تک کامیاب بلا امتحان ہوں گے اسی طرح گیارہویں سے سولہویں تک کے طلبہ بغیر امتحان پاس تصور ہوں گے۔ میں نے طالب علم سے کہا کہ جب تک یہ مراسلہ ہمیں سرکاری طور پر وصول نہیں ہوتا اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتے۔ دو دن بعد ہمارے کالج میں وہ مراسلہ موصول ہو گیا ہم نے طلبہ سے کہا تم پڑھو اور اپنی محنت سے کامیابی حاصل کرو لیکن طلبہ نے ایک دشمنی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اے کم افراد نے پاس کیا اور زیادہ تعداد کا کام لوٹ کر گر گیا۔ اس دن سے لے کر آج تک

طلبہ کا وقار اور اساتذہ کی عزت نفس بحال نہیں ہوگی۔ آپ کی وفات 11 اکتوبر 2009ء میں ہوئی اور گجرات شہر میں بھیاں والے قبرستان میں مدفون ہیں۔

مولانا سید زباض حسین شاہ

سید زباض حسین شاہ والد سید افضل حسین شاہ چشتی صاحب زید مجدد

تاریخ پیدائش: 3.1.56

اساتذہ کرام:

سید محمد یعقوب شاہ، فاضل بریلی شریف آف کیرالہ سیداں

مولانا ظلیل الرحمن کنگ سہاری خلیع گجرات

مولانا سید رخسار حسین قادری

سید رخسار حسین قادری رضوی والدہ سیدہ فاضی حسین شاہ موضع کریم داد خلیع گجرات

تاریخ پیدائش: 2.10.1963

اساتذہ کرام:

مولانا محمد الیاس رضوی صاحب کراچی۔ مفتی عبدالعلیم صاحب آل گجرات

پروفیسر مظہر حسین قادری

جانب مسجد عید گاہ سی ٹی روڈ گجرات کے نویں خلیع پروفیسر مظہر حسین

قادری صاحب ہیں۔

تاریخ پیدائش: 1.5.1970

والدہ کرامی کا نام سلطانہ احمد ہے۔ جائے پیدائش گجرات ہے۔ آپ

منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور کے فارغ التحصیل ہیں اور قلمی قابلیت ایم۔ اے عربی اور ایم۔ اے اسلامیات ہے۔ عیدگاہ کے علاوہ درج ذیل مساجد کے خطیب بھی رہے۔ جامع مسجد حضوری سرگودھا، جامع مسجد غوثیہ چاہ کوٹ، جامع مسجد حنائیہ اور جامع مسجد قرآن کینیکس اللہ لوک کالونی گجرات شامل ہیں۔

پروفیسر مظہر قادری نے اپنا ایک نئی اسلامی قلمی ادارہ اسلامیہ ڈگری کالج بھی بناد رکھا ہے جس کے وہ سربراہ ہیں۔

پروفیسر حافظ محمد نصر اللہ

مرحوم تقریباً گیارہ سال سے تاحال مرکزی مسجد عیدگاہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے یو ار شاہ بادشاہ چورای رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ حافظ احمد خان صاحب سے عبور شریف میں قرآن کریم حفظ کیا پھر بہاولپور جامعہ اسلامیہ میں ششم تا ہفتم کا امتحان پاس کیا اور سہل کا امتحان مجدد اول پوزیشن میں پاس کیا۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بمبیرہ شریف میں میٹرک، ایف اے، اویب عربی، عالم عربی، داخل عربی اور حدیث شریف کے امتحانات پاس کیے۔ بخاری شریف طرز قرآن ضیاء الامت حضرت یو محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی اور مسلم شریف علامہ محمد معراج الاسلام مدظلہ العالی کے پاس پڑھی۔ پھر گورنمنٹ کالج سلاٹ ناؤن کوثر انوالہ میں بی اے اور ایم اے اسلامیات کیا اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی، ایم اے عربی اور ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔ پھر پنجاب پبلک سروس کمیشن سے سکیورٹی خیر 17 کا امتحان پاس کیا اور 1994ء میں بطور بھیکت سب سبکدست اسلامیات سلیکشن ہوئی۔

1995ء تا 2003ء، گورنمنٹ انجمنی کالج کمرات میں تدریس کے فرائض

سراجام دیتے رہے۔ آپ مفسر قرآن، عظیم سیرت نگار، شاہد عصر، خیاء الامت حضرت علامہ کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

دارالعلوم محمدیہ نوشہرہ بمبیرہ شریف کا علمی و تحقیقی جائزہ کے نام سے ایک مقالہ تحریر کیا جبکہ دوسرا مقالہ سورۃ الحجرات کی روشنی میں معاشرتی برائیاں اور ان کا حل تحریر کیا۔

قرآن مجید حفظ ہونے کے ناطے ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن مجید پڑھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ 2012ء میں چالیسواں مصلیٰ بنائیں گے۔

معماران مسجد

مسز غلام نیا۔ غلام محی الدین۔ مسز عبدالکریم (شہید) کیونکہ چھٹی کے وقت کچھ سالہ بچہ کیا تھا تو مسز عبدالکریم نے کہا سالہ ضائع ہو جائے گا میں مسجد کے گنبد پر چڑھتا ہوں اور سالہ لگا کر آجاتا ہوں، جب مسجد کے گنبد پر چڑھے کچھ سالہ گنبد پر لگا پاوا چاک پاؤں پھسلا اور نیچے گر کر شہید ہو گئے۔ مسز فضل الہی۔

ان تمام مسز حضرات کا تعلق شہر کمرات سے ہی تھا۔ محلہ احمدوان کا ہوا تو ان محلہ چھٹی پارٹیاں احمدوان چھٹی کی محلہ چاہ چڈل۔

انتظامیہ مسجد

بالا جان انجمن۔ بانی مسجد الحاج میاں برکت علی۔ الحاج میاں کرم الہی چالوالے۔ ملک عبدالعزیز، ملک عبدالکریم۔ میاں محمد اکبر کمرات، پنجاب بس والے میاں محمد مسعود الحاج مرزا شہدائے حق۔ ان کے بعد محمد عبدالرشید اور محمد عبدالکرامت، ملک محمد اسلم اور محمد نیکو ری اور اکثر محمدی۔

اظہار تشکر

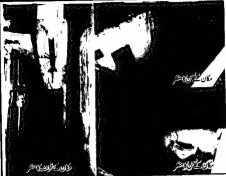
اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عہد ناچنے نے یہ کتاب "ذکر حبیب کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ" مکمل کر لی ہے۔ کتاب ہذا کی تکمیل میں میرے جن بزرگوں، دوستوں نے میری ساتھ تعاون کیا میں ان کا تہ دل سے شکریہ گزار ہوں خصوصاً حضرت سید حبیب اللہ شاہ قدس سرہ جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر تمام اصحاب کو اجر جزیل عطا فرمائے آمین۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن

"ذکر الصالحین"

کے نام سے بزرگان دین کی حویلی طبعی خدمات کے حوالے سے محامد الحسن کے لئے پیش کیا جائے گا اس کتاب میں کوئی لفظی سوچ و ہوش ضرور مطلع بھی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں لفظی کو درست کیا جاسکے۔ شکریہ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ کاوش کو میرے لئے اور بہت نجات دے آمین۔

محمد حنیف شہید پوری

غلام ہاشم سہیل گاندھی، روڈ کمرات، 0322-5948418



یہ مکان عقبہ در کی دروازہ کا نقشہ پر روشنی ہے۔ اور کمرہ چوہا کی ملکیت ہے۔



یہ مکان کمرہ چوہا کی دروازہ کا نقشہ پر روشنی ہے۔ اور کمرہ چوہا کی ملکیت ہے۔



یہ مکان کوہِ بلبلِ گیند کے حبيبِ گلِ گلش ہے۔ جو کوہِ لیلہ کی حکومت ہے۔



مرکزی جامع مسجد عید گاہ فی لدہ اکبر

